قانونِ عشق

یعنی

حلوائے پنجاب (کامل)

شرح ہائے کافی

حضرت بلھے شاہ قادری قصوری شطاری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ بابا فرید
چوک چٹی قبر
پاکپتن شریف

Marfat.com

قانونِ عشق

یعنی

حلوائے پنجاب (کامل)

شرح ہائے کافی
حضرت بلھے شاہ قادری قصوری شطاری علیہ الرحمۃ

مکتبہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ
چوک چٹی قبر پاک پتن شریف

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب	—	قانونِ عشق یعنی حلوائے پنجاب
موضوع	—	شرح کافی ہائے حضرت بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ
کتابت	—	عبدالسلام/قمرالزمان (رائل پارک لاہور)
ناشر	—	محمد ارشد عطاری
اشاعت	—	جنوری 0092ء
صفحات	—	464
ہدیہ	—	[redacted] روپے

ملنے کا پتہ

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر، اردو بازار، لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
عراقی علیہ الرحمۃ	۱۱	شعر	۵۵
مغربی علیہ الرحمۃ	۱۱	شعر-بیان منازل ومقامات عشق	۵۸
رباعی جامی علیہ الرحمۃ	۱۵	بیان اقسام محبت	۵۹
غزل مغربی علیہ الرحمۃ	۱۵	محبت آثاری کا بیان	۶۰
بیت	۱۹	محبت افعالی کا بیان	۶۱
مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں	۲۲	محبت صفاتی کا بیان	۶۱
مغربی	۲۲	محبت ذاتی کا بیان	۶۲
دوہڑہ	۲۵	مسئلہ اوپر کے مقام میں نیچے کا مقام	
بیت-مثنوی	۲۸	درج ہونا اور نیچے کے مقام میں	
مغربی	۳۰	اوپر کا مقام درج ہونا	۶۲
اعتذار	۳۱	محبت حقیقی کا بیان	۶۴
کافیوں کی ترتیب کے بیان میں	۳۲	بیان محبت انسان	۶۷
مسئلہ غفلت اور آگاہی	۳۲	محبت مجازی پیدا کرنے کی حکمت	۶۸
اقسام غفلت	۳۵	محبت حقیقی پیدا کرنے کی حکمت	۷۰
قطعہ-عجب حال ہے عاشقوں کا	۳۹	یا پیدا ہونے کی صورت	۷۰
بیت	۴۲	سوال پسر کا مرد عارف سے کہ تیرا عشق	
بیت-میر سادات حسینی قدس سرہ فرماتے		کیوں کم ہو گیا؟	۷۴
ہیں	۴۳	جواب مرد عارف کا نقصان عشق کے	
رباعی	۴۵	وجوہات بیان کرنا	۷۵

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ
بیانِ حال اِن لوگوں کا جنہوں نے شرابِ عشق کا جام صورت سے پیا ہے اور معنیٰ کی اِن کو اصلاً آگاہی نہیں ہے	۷۵
بیانِ حال اِن لوگوں کا جن کو معنیٰ مجازی کا کچھ کھوج ملا ہے مگر اس کے عشق کی شراب سوائے جام صورت کے اور کسی طرح نہیں پیتے اور ہمیشہ اسی کشائش میں ہیں کہ ایک صورت سے خلاصی پاتے ہیں تو دوسرے میں گرفتار ہو جاتے ہیں رہائی اس سے نہیں ہوتی	۷۶
بیانِ حال اِن لوگوں کا جو اگر چار مشاہدۂ جمال صورت میں گرفتار ہیں مگر اس میں رہے نہیں ہیں بلکہ مشاہدۂ جمال معنیٰ جو اس میں ہوتا ہے وہ سبب ان کی ترقی کا ہوتا ہے	۷۶
بیانِ حال اِن لوگوں کا جن کو مظاہر صورت اور معنیٰ میں شہود سوائے جمالِ مطلق حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کے اور کچھ نہیں ہے	۷۷
بیان اس کا کہ طالبانِ راہِ حق کی خاطر کا تعلق آثار کے ساتھ اور ان میں تامل کرنا اور معرفت ذات اور صفات حق سبحانہٗ تعالیٰ میں توصل اس سے ڈھونڈھنا اسی قبیل سے ہے	۷۸
بیان اس کا کہ خلاف اربابِ فکر و نظر کے جو اثر سے مؤثر کی طرف جاتے ہیں، روش عارف کی مؤثر سے اثر کی طرف جاتی ہے	۷۹
بیان نظر اصحاب مکاشفہ کا	۸۰
بیان نظر اربابِ مشاہدہ تجلّی ذات سے	۸۰
بیان قربات اربع - پہلا قرب نوافل	۸۱
دوسرا قرب فرائض	۸۲
مقام جمع الجمع کہ مرتبہ قاب قوسین کا ہے	۸۲
مقام جمع احدیت کہ مرتبہ اوادنیٰ ہے اور خاصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جمع ورثاء اس کے کا ہے	۸۲
تعریف عارف عالی مقام	۸۳
بیان حیرت کا دو قسم کا ہونا ایک محمود دوسرے مذموم	۸۳
حیرت مذموم کا بیان	۸۴
بیان اس کا کہ یقین کے تین امور دلیل ہوتے ہیں	۸۴
۱-عقل و حواس ۲-پیروی راہ شناس ۳-الہام و کشف رہائی	۸۴
حیرت محمود	۸۵
کافی نمبر۱	۸۶
کافی نمبر۲-۳	۸۸
کافی نمبر۴	۸۹
کافی نمبر۵	۹۰

Marfat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
کافی نمبر۶	۹۱	کافی نمبر۲۱	۱۳۵
کافی نمبر۷	۹۲	کافی نمبر۲۲-۲۳	۱۳۶
کافی نمبر۸	۹۳	کافی نمبر۲۴	۱۳۷
کافی نمبر۹	۹۷	کافی نمبر۲۵	۱۳۸
کافی نمبر۱۰-۱۱	۱۰۰	کافی نمبر۲۶	۱۳۸
طالب کاذب اور اس کی مثال	۱۰۳	اٹھوارہ حضرت پیر بلھے شاہ صاحب	۱۴۱
مغربی	۱۰۷	چھنچھر وار- آیت وار	۱۴۱
رباعی	۱۰۸	سوموار-منگل وار	۱۴۳
رباعی-شعر-مسئلہ تاثیر ذکر	۱۱۵	بدھ وار-جمعرات	۱۴۳
رباعی-مسئلہ استعداد اور قابلیت	۱۱۷	جمعہ-کافی نمبر۲۷	۱۴۴
طالب صادق کو ذکر اور توجہ مرشد سے		کافی نمبر۲۸	۱۴۵
عشق الٰہی پیدا ہونے کا بیان	۱۱۸	کافی نمبر۲۹	۱۴۷
کافی نمبر۱۲	۱۲۰	بارہ ماہ حضرت بلھے شاہ علیہ الرحمۃ	۱۴۹
کافی نمبر۱۳	۱۲۲	اسوج-کاتک	۱۴۹
رباعی	۱۲۳	مگھر-پوہ-	۱۵۰
کافی نمبر۱۴	۱۲۶	ماگھ-پھاگن	۱۵۱
کافی نمبر۱۵	۱۲۷	چیت-بیساکھ	۱۵۲
کافی نمبر۱۶	۱۲۸	جیٹھ-ہاڑ	۱۵۳
کافی نمبر۱۷	۱۲۹	ساون-بھادوں	۱۵۴
شعر	۱۳۱	کافی نمبر۳۰	۱۵۶
کافی نمبر۱۸	۱۳۲	کافی نمبر۳۱	۱۵۷
کافی نمبر ۱۹	۱۳۳	کافی نمبر۳۲	۱۵۸
کافی نمبر۲۰	۱۳۴	کافی نمبر۳۳	۱۵۹

Marfat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
کافی نمبر ٣٤-٣٥	١٥٩	نعت دیگر	١٨٣
کافی نمبر ٣٦	١٦٠	تیسرا درویش ہندی	١٨٤
کافی نمبر ٣٧	١٦١	نعت دیگر	١٨٥
کافی نمبر ٣٨	١٦٣	چوتھا درویش پنجابی (کافی نمبر ٥٦)	١٨٧
کافی نمبر ٣٩	١٦٤	بیت	١٩١
کافی نمبر ٤٠	١٦٥	رباعی	١٩٣
کافی نمبر ٤١	١٦٥	رباعی اعماد - رباعی ایضاً	١٩٥
کافی نمبر ٤٢	١٦٦	مسئلہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	١٩٥
کافی نمبر ٤٣	١٦٧	تمت بالخیر حصہ اوّل	١٩٦
کافی نمبر ٤٤	١٦٨	حصہ دوم	١٩٧
کافی نمبر ٤٥	١٦٩	کافی نمبر ٥٧ - منزل فنافی اللہ کا بیان	١٩٩
کافی نمبر ٤٦-٤٧	١٧٠	کافی نمبر ٥٨	٢٠٦
کافی نمبر ٤٨-٤٩	١٧١	کافی نمبر ٥٩	٢٠٩
کافی نمبر ٥٠	١٧٢	پوتھی لا الہ الا اللہ	٢١٥
کافی نمبر ٥١	١٧٣	کافی نمبر ٦٠	٢٢٠
کافی نمبر ٥٢-٥٣	١٧٤	بیت - رباعی جامی علیہ الرحمۃ	٢٢٣
کافی نمبر ٥٤	١٧٥	رباعی جامی علیہ الرحمۃ	٢٢٤
کافی نمبر ٥٥	١٧٧	شاہ نیاز احمد بریلوی	٢٢٥
منزل فنافی الرسول کا بیان	١٧٩	بیت	٢٢٥
پہلا درویش عربی	١٨١	بیت	٢٢٦
نعت دیگر	١٨١	کافی نمبر ٦١	٢٢٧
دوسرا درویش فارسی	١٨٢	کافی نمبر ٦٢	٢٣٠
نعت دیگر	١٨٢	کافی نمبر ٦٣	٢٣٥

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
کافی نمبر ۶۴	۲۳۶	کافی نمبر ۷۹	۲۶۸
کافی نمبر ۶۵	۲۳۷	دوہڑا	۲۶۹
کافی نمبر ۶۶	۲۳۸	بیت	۲۷۰
کافی نمبر ۶۷	۲۳۹	دوہڑا	۲۷۲
کافی نمبر ۶۸	۲۴۱	قطعہ-رباعی	۲۷۲
کافی نمبر ۶۹	۲۴۳	رباعی	۲۷۳
کافی نمبر ۷۰	۲۴۵	کافی نمبر ۸۰	۲۷۴
بیت	۲۴۸	کافی نمبر ۸۱	۲۷۷
قطعہ شارع گلزار-رباعی	۲۴۹	کافی نمبر ۸۲	۲۷۹
رباعی جامی علیہ الرحمۃ	۲۵۰	بیت	۲۸۹
طالب صادق کی ملاقات	۲۴۳	مصرع	۲۹۱
عالم ظاہری سے اور اس کی کچھ گفتگو	۲۵۳	حکایت اوّل-دوم-سوم	۲۹۴
کافی نمبر ۷۱ - ۷۲	۲۵۴	طالب صادق پر قبض وارد ہونے کا بیان	۲۹۶
کافی نمبر ۷۳	۲۵۵	کافی نمبر ۸۳	۲۹۶
کافی نمبر ۷۴	۲۵۶	کافی نمبر ۸۴	۲۹۷
کافی نمبر ۷۵	۲۵۷	کافی نمبر ۸۵	۲۹۸
کافی نمبر ۷۶	۲۵۸	کافی نمبر ۸۶	۲۹۹
کافی نمبر ۷۷	۲۶۲	کافی نمبر ۸۷	۳۰۱
رباعی	۲۶۳	کافی نمبر ۸۸	۳۰۱
رباعی	۲۶۵	کافی نمبر ۸۹	۳۰۲
کافی ۷۸	۲۶۵	کافی نمبر ۹۰	۳۰۴
رباعی	۲۶۶	کافی نمبر ۹۱	۳۰۶
رباعی جامی	۲۶۷	کافی نمبر ۹۲	۳۰۷

Marfat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
کافی نمبر۹۳	۳۰۸	کافی نمبر۱۱۲	۳۳۹
کافی نمبر۹۴	۳۱۲	کافی نمبر۱۱۳	۳۴۰
کافی نمبر۹۵	۳۱۵	رباعی	۳۴۰
کافی نمبر۹۶	۳۱۶	بیعت لمعہ۔رباعی جامی علیہ الرحمۃ	۳۴۱
کافی نمبر۹۷	۳۱۷	کافی نمبر۱۱۴	۳۴۲
کافی نمبر۹۸	۳۱۸	کافی نمبر۱۱۵	۳۴۴
کافی نمبر۹۹	۳۱۹	کافی نمبر۱۱۶	۳۴۴
کافی نمبر۱۰۰	۳۲۰	لمعہ از لمعات عراقی	۳۴۶
بیت	۳۲۲	رباعی عماد۔رباعی جامی علیہ الرحمۃ	۳۴۷
قطعہ	۳۲۲	ابیات رُہتکی	۳۴۷
حاشیہ	۳۲۴	رباعی عماد	۳۴۸
کافی نمبر۱۰۱	۳۲۶	رباعی عماد	۳۴۹
کافی نمبر۱۰۲	۳۲۶	رباعی جامی	۳۴۹
کافی نمبر ۱۰۳	۳۲۷	فروجامی	۳۵۰
کافی نمبر۱۰۴	۳۲۸	مولانا روم علیہ الرحمۃ	۳۵۰
رباعی	۳۲۹	حافظ رحمۃ اللہ علیہ	۳۵۱
کافی نمبر۱۰۵	۳۳۰	مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	۳۵۱
کافی نمبر۱۰۶	۳۳۱	پہلا کام لاالٰہ الا اللہ	۳۵۹
رباعی	۳۳۲	رباعی	۳۶۲
کافی نمبر۱۰۷	۳۳۳	مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	۳۶۳
کافی نمبر۱۰۸	۳۳۴	مصرعہ۔رباعی	۳۶۷
کافی نمبر۱۰۹۔۱۱۰	۳۳۵	رباعی۔بیت	۳۶۷
کافی نمبر۱۱۱	۳۳۶	(۱) کفر ظاہر	۳۷۰

Marfat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
(۲) کفرِ نفس	۳۷۰	بیت	۳۹۶
(۳) کفرِ قلب	۳۷۱	بیت	۳۹۷
(۴) کفرِ حقیقت	۳۷۳	رباعی	۳۹۸
رباعی	۳۷۴	رباعی-احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	۴۰۲
بیت	۳۷۶	مغربی رحمۃ اللہ علیہ	۴۰۵
کفر کا مسئلہ	۳۷۷	مسئلہ فنا الفنا	۴۰۵
مثنوی	۳۷۸	رباعی حضرت عین القضات	۴۰۷
بیت	۳۸۱	مغربی رحمۃ اللہ علیہ	۴۰۸
بیت عطار علیہ الرحمۃ	۳۸۲	مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	۴۰۸
بیت حلاج علیہ الرحمۃ	۳۸۲	رباعی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	۴۰۸
مغربی علیہ الرحمۃ	۳۸۲	رباعی جامی	۴۱۱
گلشن راز رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۲	بیان معنی فنا و بقا	۴۱۲
خسرو رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۳	بیت	۴۱۳
مولانا روم علیہ الرحمۃ	۳۸۳	مثنوی	۴۱۳
خسرو رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۷	رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ	۴۱۶
شارح گلشن راز رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۸	رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ	۴۱۷
مغربی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۸	مرے چور پرائے دھن پر	۴۱۸
جامی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۹	رباعی	۴۱۹
شارح گلشن راز رحمۃ اللہ علیہ	۳۸۹	بیت	۴۲۰
ہندی	۳۸۹	پہلا درجہ فنائے افعال ہے	۴۲۱
بیت	۳۹۰	دوسرا درجہ فنائے صفات ہے	۴۲۱
رباعی	۳۹۰	تیسرا درجہ فنائے ذوات ہے	۴۲۱
حافظ رحمۃ اللہ علیہ	۳۹۵	چپڑی اور دو دو	۴۲۳

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
حکایت	۴۲۴
گئے تھے چوبے ہونے دوبے ہی رہ گئے	۴۲۶
مصرعہ	۴۲۷
رباعی	۴۲۷
غزل	۴۲۷
شعر	۴۳۱
بیان معنی فقر	۴۳۴
صاحب گلشن راز رحمۃ اللہ علیہ	۴۳۴
عطار رحمۃ اللہ علیہ	۴۳۴
نظم	۴۳۵
نظم	۴۳۷
رباعی	۴۳۹
رباعی	۴۴۰
دوسرا کام محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)	
پہلا قول محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)	۴۴۳
دوسرے عقیدہ	۴۴۳
تیسرے عمل	۴۴۳
قول محمد رسول اللہ کا بیان	۴۴۳
عقیدہ محمد رسول اللہ کا بیان	۴۴۴
حکایت	۴۴۴
بیان عمل محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)	۴۵۲
بیت	۴۵۲
رباعی	۴۵۳
حافظ رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۵
ضابطہ عشاق	۴۵۵
دوہا نمبر ۱۸۷	۴۵۵
پوتھی لا الہ الا اللہ	۴۵۵
حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۸
مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۹
ذکر حضرت بلھے شاہ صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ	۴۶۰
خاتمہ	۴۶۱
رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ	۴۶۲
الحمد للہ کہ قانون عشق تمام شد	۴۶۳

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قانونِ عشق

اے حضرت عشق! جو کچھ ہے۔ تیرا ہی نور ہے۔ جہاں کہیں دیکھو۔ تیرا ہی ظہور ہے۔ عالم بطون میں تو ہی تو عاشق تھا۔ کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَافَ، اس کا گواہ ہے۔ اور عالم ظہور میں تو ہی تو معشوق ہوا۔ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ اس کا شاہد ہے۔ واہ تیری تجلیاں اور جلوہ نمایاں۔ واہ تیری مجبوریاں اور رعنایاں۔ عاشق بن کر ظہور کیا۔ اور معشوق بن کر اپنی طرف کھینچا کیا خوب۔ ناز بھی تو ہے اور نیاز بھی تو ہے۔ سوز بھی تو ہے۔ اور ساز بھی تو ہے۔

عراقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

عشق است کہ ہر دم بدگر رنگ آید ناز است یکے جادو گر جائے نیاز است
درصورت عاشق چودر آید ہمہ سوز برآمد درکسوت معشوق چوں آید ہمہ ساز است

مغربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

عشق پیش از جہان کُن فیکون در سرائے منزہ از چہ و چون
بود آزا داز حدوث و قدوم بود مستغنے از ظہور و بطون
پانہاداز درون خلوت دل بہر اظہار حسن خود بیرون
داو برچشم خویشتن جلوہ حسن خود در لباس گونا گون

Marfat.com

روئے خود دید در ہزاراں رو　　چو نظر کرد چشم او زغنون
گاہ دامق شدہ گہے عذرا　　گاہ لیلیٰ شدہ گہے مجنون
صفت آں یکے ظہور بروز　　صفت آں دگر خفا وکمون
تامِ اوگشت عاشق ومعشوق　　چونکہ شد بر جمال خود مفتون
وصف آں یک شدہ غنی وقوی　　نامِ آں یک شدہ فقیروزبون
در ہر آئینہ روئے خود رادید　　شاہد شنگ دلبر موزوں
رنگ ہائے عجیب تعبیہ کرد　　عشق بے رنگ ساز بوقلمون
وصف معشوق رابعاشق داد　　تافتہ صناق شد دل مجنون
نقطہ راکرو در الفت ترکیب　　نام اوگشت زاں سبب گردوں
ساخت معجون از وجود ہمدم　　دو جہاں ممترج درآں معجون
جامع عزوذل فقیر وغنی　　شامل وجہل وعقل وجنون
بر جہان وجہانیاں پاشید　　درخزائن ہرآنچہ بد مخزون
بدر انداخت موج قلزم عشق　　ہر چہ در قعد بحر بد مکنون
گشت موجود ہر کہ بدمعدوم　　گشت در ہر آنچہ بدہامون
مدتے بود عقل دوں ہمت　　ماندہ دور رخت بہت دون
حسنِ دلدار چوں تجلی کرد　　ہوش اوگم شدہ جنون مجنون
چشم سر مست ساقی باقی　　بہ ہزاراں فریب ومکر رفسوں
قدح پر شراب افیون کرد　　عقل رادادباشراب افیون
بند بکشاد پردہ ہا بدرید　　شد سراسیما الجنون وفنون
مدعشق چوں پیاپے شد　　در بودش زردیت مادوں

عین توحید دوست گشت عیاں تابعین عیاں بدید کنوں
کہ جزائے نیست در سرائے وجود بہ حقیقت کسے دگر موجود

اے حضرت عشق! تو ہی ہے۔ اور غیر اتیرا نہیں۔ تو پھر یہ پردہ کس سے ہے؟ تیرا ڈھنگ سب سے نرالا ہے۔ اور تو نے جو چالا نکالا ہے۔ پردہ محرموں سے کرتے ہیں۔ تو اپنے آپ سے کرتا ہے۔

مغربی

زچشم من تولی بر جمالِ خود نگراں چرا جمال تو از خود ہمے شود پنہاں
چو حُسن رُوئے تو ابس ندید جز چشمت پس از چہ روئے من خستہ گشتہ ام حیراں

دیگر

چوں ناظر و منظور تو ئی غیر تو کس نیست
تجھ کو اپنے اس پردہ اور حیا کی قسم

شعر

پردہ دار کہ صاحب نظراں منتظر اند حیف باشد کہ ترا خواہند و نا دیدہ وند
بے حجابانہ درآ بر کاشانہ ما کہ کسے نیست بجز دردتو در خانہ ما

ابھی یہ ولولہ اور وحشت زور وشور پر تھی۔ کہ پاس سے ایک رفیق نے یہ مژدہ سنایا ۔

کہاں ہے پردہ کدھر ہے مخفی کب اس کا مکھڑا نقاب میں ہے
قصور اپنی نگاہ کا ہے وگرنہ وہ کب حجاب میں ہے

Marfat.com

دیگر

یار بردار پردہ از رخسار | ایں ننشوں یا اولی الابصار
ہمہ آفتاب طلعتِ او | طلعت من مشارق الاظہار
ہمہ اشیاء ہلاک ایں اشراق | ہمہ ذرات محو ایں انوار
ہمہ را صاف ساختہ است ایں نور | ہمہ را پاک سوختہ است ایں نار
لمعہ اوست در مکیں و مکاں | جلوہ اوست در یمین و بسیار
جملہ ذرات کون آئینہ ہا است | کہ در آں جلوہ ہے کند رخ یار
در ہر آئینہ بآئینے | ے نمایاں بعاشقاں دیدار
گاہ مستور در پسِ پردہ | گاہ مشہور بر سر بازار
گاہ در پردہ ے نواز و ساز | گاہ بے پردہ ے درآمد تار
پردگی اوست باہمہ پردہ | پردہ ساز اوست باہمہ اوتار
بہر اغیار نقشبند ازل | پردہ پرنقش و پرزنگار
تاشود نقبش پردہ شاں حائل | از تماشائے نورآں رخسار
اے زپندار غیر در پردہ | خیز و بردار پردہ پندار
کہ جزاو نیست در سرائے وجود | بہ حقیقت کسے دگر موجود
عشق چندیں حیات ظلمت و نور | بررخ آویخت شد ازاں مستور

مغربی

تا کہ عاشق بجدوجہدِ تمام | کند از روئے عشق یک یک وزر
پس بتدریج خوئے ادگیرد | یا بداز ہرچہ غیر اوست نفور

Marfat.com

چوں بیاد آوری بوقت شوق | یا بداز پردہ ہائے شوق عبور
بعد از آتش جمال نماید | وحدتِ عشق و بے نیاز و غیوز
بستاند ز دست اغیاررش | کندش قرب عشق از ہمہ دور
برہاند زجور معشوقش | وصل عشقش اگر کند مہجور
خرقہ نیستش درپوشد | چونکہ گشت از لباس ہستی دور

اور یہ پردہ کبھی دور نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ معشوق کے معشوق کی فرمانبرداری اور پیروی اور تابعداری نہ کی جائے۔ وہ کون یعنی جان جہاں سردار خوباں سرتاج محبوباں شاہ معشوقاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحبہ وسلم۔

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عربی قبلہ ارباب نجات | کائینہ ذات آید و مرآت صفات
در پیروی اوست علو درجات | لا یزال حلیہ زاکیات الصلوٰت

یہ سن کر ہوش میں آیا اور اس طرح جوش میں آیا کہ معشوق حقیقی ادرائے مطلوب حقیقی صدقہ اپنے معشوق اور مطلوب کے۔

غزل مغربی علیہ الرحمہ

زروئے ذات برافگن نقاب ہمارا | نہاں باسم مکن چہرہ مسمارا
نقاب برفگن از رودعزم صحرا کن | زکنج خلوت وخدت دمے تماشارا
اگر چہ پرتو انوار ذات محو کند | چوں ایں نقاب برافتد جمع بسمارا
اگر چہ ماومنی نیز جز توئی تو نیست | زراومن بستاں یک زماں من و مارا
اگرچہ سایہ عنقائے مغرب است جہاں | ولیک سایہ حجاب آمدست دریارا

Marfat.com

نقوش کثرت وا مواج ظاہر دریا حجاب وحدت باطن شدت دریارا
فروغ چہرہ عذر جہاں ہمے دارد زچشم و امق بیدل عذار عذرا را
نمے سزد کہ نہاں کردی از اولی الابصار کہ نور دیدہ تو چشم ہائے بینا را
زمغربی چہ توئی ناظر رخ زیباست نہاں زدمکن اے دوست رے زیبارا

غزل دیگر

بیا برچشم کن عاشق تجلی از روے زیبارا کہ جز وامق نداند کس کمالِ حسن عذرارا
بصحرائے دل عاشق بیا جلوہ کناں بگذر بروئے عالم آرایت بیارا روئے صحرارا
دمے از خلوت وحدت تماشارا بصحرا شو نظر بر ناظراں افگن بہ بین اہل تماشارا
دماغ جان اہل دل بوئے خود معطر کن زروئے خویش نور بخش ہردم چشم بینا را
الا اے یوسف مصری ملاحت تا کجے داری حزیں یعقوبِ بیدل راغمیں جان زلیخارا
تو جلوہ کردہ پنہاں مگس ہا گشتہ سرگرداں اگر جوشِ مگس خواہی بصحرا آر حلوارا
الا اے ترک یغمائی بیا جاں را بیغما بر نہ خواہد کہ دلِ تو رانہ تو کن ترک یغمارا
جہاں پرشورا ازاں دارولب شیریں ترک من کہ ترکاں دوست میدارند دائم شوروغوغارا
سخن بامرد صحرائی الا اے مغربی کم گو کہ صحرائی نمید اند زبان اہل دریارا

امابعد یہ خاک پائے درویشاں انور علی رہتکی عفی عنہ اپنے مہربانوں اور شفقوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔صاحبو! آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ پنجاب اور اس کے نواح میں ہر خاص و عام کی توجہ حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ العاشقین انسان کامل بلھے شاہ صاحب قادری شطاری قصوری قدس سرہ کی کافیوں کے پڑھنے اور گانے پر ہے۔ چونکہ وہ کلام معرفت حقائق توحید کا ہے۔اور حضرت شاہ ممدوح نے پنجاب کی پیاری بولی میں معرفت اور توحید کو پرو دیا ہے۔ اور

عاشقانہ حال کا کلام پر تاثیر ہے۔ طالبانِ حق اور عاشقانِ ذاتِ مطلق پر ایک کیفیت پیدا کرتا ہے۔ جو کسی عبارت سے بیان نہیں ہوسکتی شوق اور اشتیاق محبوب حقیقی کو وہ بڑھاتا ہے۔ عشق کی آگ کو بڑھاتا ہے تن من میں آگ لگاتا ہے پس وہ ان کے روح کی غذا ہے۔ اور وہ اس کے اہل ہیں۔ مگر عوام جو عشق الٰہی سے مس نہیں رکھتے۔ خواہشاتِ نفسانی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انسان صورت بہائم سیرت ہوتے ہیں۔ جب ان کو پڑھتے یا سنتے ہیں تو وہ خرابیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ یا اگر وہ سمجھ نہیں آیا۔ جیسے یہ کلام ہے ؎

جدوں دا احد اکلا سی　　　　نہ رب رسول ﷺ نہ اللہ سی

اس کے منکر ہو جاتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ قصور ہماری سمجھ کا ہے۔ اپنی نافہمی اور خام خیالی سے نعوذ باللہ منہا اس کو لغو یا مہمل یا کلمہ کفر بتاتے ہیں۔ اور زبان طعنہ دراز کرتے ہیں۔ مولٰینا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زد شیخ شہر طعنہ بر احوال اہل دل　　　　المرء لایزال عدو بما جہل

اور حضرت مولٰینا روم فرماتے ہیں ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　　　میلش اندر طعنہ پاکاں زند
کار پاکاں را قیاس از خود بگیر　　　　گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

پہلے بھی صوفیائے کرام اور اولیائے ذوالاحتشام نے اپنی عالی مقامی کی وجہ سے ایسے کلام فرمائے ہیں۔ جو عوام بلکہ خواص کی سمجھ میں نہیں آئے جن کو ان کے مقام تک رسائی نہ تھی۔ جیسے شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ **التصوف شرك يا الصوفي لا مذهب له** یا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ **من الذنوب و توبتي من قول لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ

لوگوں کی توبہ گناہوں سے ہے۔ اور میری توبہ کا قول لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ سے ہے۔ اصول اصل دین حق پرستاں یہ ہے۔ کہ جب کوئی کلام کسی کامل کا اپنی سمجھ میں نہ آئے۔ تو الزام اپنی سمجھ پر رکھنا چاہئے۔ نہ کہ اعتراض اس مقام کے کلام پر جہاں تک رسائی نہ ہوتی ہو۔ کیونکہ ہر مقام سیر الی اللہ یا سیر فی اللہ سے متعلق ہوتا ہے۔ پس اگر سننے والا اس مقام تک نہیں پہنچا ہے جس مقام کا وہ کلام ہے۔ تو کبھی سمجھ میں نہ آئے گا۔ اگر پہنچ گیا ہے۔ تو خود بخود سمجھ جائے گا۔ جیسے رشحات میں نقل ہے۔ کہ دو شخص حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بزرگ بہاؤالدین نقشبندی قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں لفظ ایمان پر بحث کرتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا: چپ رہو۔ یہاں ایمان کی کیا بحث ہے۔ یہ بات سن کر وہ بہت حیران ہوئے۔ مگر جب وہ فیض صحبت بابرکت حضرت خواجہ قدس سرہ سے اس مقام پر پہنچے۔ جس مقام کا کلام تھا۔ تو حقیقت اس کی ان پر منکشف ہوگئی واضح ہو کہ چونکہ صوفیائے کرام اولیائے اللہ اور عاشقان الٰہی ہوتے ہیں۔ ان کا کلام دو حال سے خالی نہیں۔ یا حالت سکر کا ہے۔ جس میں جذبہ اور غلبہ عشق الٰہی ان پر ہوتا ہے۔ عقل کو راہ نہیں ہے۔ اس سے وہ معذور ہیں۔ کہ ''گفتگوئے عاشقان در عشق رب'' ''جوشش عشق نے ترک رب'' یا حالت سہو کا ہے۔ جس مین عشق کے ساتھ عقل بھی موجود ہے۔ ایسی حالت کا کلام جو سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سامع اس کلام کو اپنی عقل عزیزی اور جزوی نابالغ سے سمجھنا چاہتا ہے۔ اور وہ کلام عقل کلی اور بالغ کا ہوتا ہے۔ عقل عزیزی اور جزوی کا مقام ناسوت اور عقل اصلی اور کلی کا مقام ملکوت اور وحدت ہے۔ پس عقل عزیزی اور جزوی کی سمجھ میں وہ کیونکر آئے۔ اور صوفیائے کرام اور اولیائے عظام جو ایسا نازک کلام فرماتے ہیں۔ وہ یا محض جذبہء

Marfat.com

عشق الٰہی میں راز و نیاز سے پیار کی باتیں ہوتی ہیں۔ یا رموز میں اسرار کو ظاہر کرنے کی غرض ظاہر ہوتی ہے۔ تاکہ وہ ہر اہل پر ظاہر ہو جائے۔ اور نا اہل پر پوشیدہ رہے۔ یہ یاد رکھیئے گا کہ ان کو ایسے کلام کی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص جس پر وہ حال روشن نہ ہو۔ ایسا کہے۔ تو کفر آید ہوتا ہے۔ صاحب گلشن راز فرماتے ہیں۔

بیت

کہ رخصت اہل دل را در سہ حالت　　فنا و سکر دیگر ہم دلاست

ترا گر نیست احوال مواجید　　مشو کافر بنادانی زتقلید

جب یہ بات ہے۔ تو یقیناً جانئے اس کو کہ حضرت بلھے شاہ صاحب قادری شطاری قصوری قدس سرہ اولیائے کاملین اور پیشوائے عارفین سے تھے۔ عشق الٰہی میں سرمست و سرشار تھے۔ ثبوت اس کا ظاہر ہے۔ کہ ان کا کلام کیسا پر تاثیر ہے۔ کہ ہر ایک کو پیارا ہوتا ہے۔ پس یہ کلام اس قبیل سے ہے کہ اس میں مجال گفتگو نہیں ہے۔ اس کلام کو راست اور حق سمجھنا چاہیئے۔ کہ اولیاء اللہ کا کلام بے معنی یا خلاف شرع نہیں ہوتا۔ جب سمجھ میں نہیں آئے۔ تو اپنی فہمید کو الزام دینا چاہیئے۔ اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ سمجھ حاصل ہو۔ جس سے کلام ممدوح سمجھ میں آئے اور اولیائے کرام پر زبان طعن دراز کرنے سے شرمانا چاہیئے۔ اور یہاں تک ترک اعتراض کرنا چاہیئے۔ کہ اگر عروض و قافیہ شعر کا بھی درست نہ ہو۔ تو اس پر حرف نہ رکھنا چاہیئے۔ کہ بعض وقت وہ معذور ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

قافیہ اندیشم و دلدار من　　گویدم مندیش جز دیدار من

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ ان کافیوں میں معرفت اور توحید کے مسئلوں کے موتی پردئے ہوئے ہیں۔ یہ بات تحقیق ہے۔ کہ انسان معرفت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ کی تفسیر لِیَعْرِفُوْنَ خواجہ درد فرماتے ہیں۔ فرد

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

پھر معرفت یعنی پہچاننا حضرت حق کا اور ذات مطلق کا جیسا کہ وہ ہے۔ اور توحید اس کی یعنی ایک جاننا اس کا دل سے متعلق ہے نہ زبان سے اور خیال ناقص سے۔ زبان اوروں میں فرق ہے۔ وہ اظہر ہے۔ زبان کی تعریف عوام اور خاص کے نزدیک ایک ہے۔ مگر دل کی تعریف میں فرق ہے۔ عوام دل اس گوشت کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ جو بائیں پستان کے نیچے ہے۔ لیکن خاص یعنی صوفیائے کرام اس کو دل نہیں کہتے۔ جیسے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ

نیست ایں پیکر مخروطی دل بلکہ ہست ایں قفس طوطی دل
گر تو طوطی زقفس نشناسی بخدا ناکس نہ نسناسی

یعنی وہ حیوان ہے۔ جو آدم صورت ہوتا ہے۔ امیر خسرو فرماتے ہیں:۔

دل اگر ایں مہرہ آب و گل است جز ناہم از اقبال تو صاحب دل است

ان کی مراد دل سے وہ لطیفہ ہے۔ جو نفس انسانی یعنی روح حیوانی اور روح انسانی کے اخلاط سے پیدا ہوتا ہے۔ جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ فتوح الغیب کے مقالہ ستترویں ۷۷ کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ اصلاح تصوف میں مبدائے شہوات اور لذات حسی کو کہتے ہیں۔ اور وہ ایک بخار لطیف ہے۔ جو

Marfat.com

جوف قلب سے حرارت عزیزی کی تصعید کے ساتھ متصاعد ہو کر مجازی عروق کی راہ سے جمیع اعضاء اور اجزائے بدن میں جاری ہوتا ہے۔ اور حس وحرکت بدن کی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور بھوک اور پیاس اور حرص اور ہوا اور دیگر جمیع صفات نفسانی انہی کے ساتھ قائم ہوتے ہیں۔ اسی کو اصلاح اطبا میں روح حیوانی کہتے ہیں۔ بدن کے ساتھ روح انسانی کے تعلق کا واسطہ یہی نفس ہے۔ اور یہی نفس ان دونوں کے درمیان یعنی روح اور بدن کے درمیأن ایک برزخ ہے۔ اس جہت سے کہ دونوں جانب یعنی لطافت اور کثافت میں ایک مناسبت رکھتا ہے۔ تعلق روح کا نفس کے ساتھ ایسا ہے۔ جیسا مرد کا اپنی عورت کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان دونوں کے ازدواج سے ایک اور لطیفہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کو قلب کہتے ہیں۔ اور وہ ان دونوں میں معلق اور منقلب ہے۔ جس کے احکام کا غلبہ ہوتا ہے۔ اسی کا وہ تابع ہوتا ہے محسوسات کا مدرک نفس ہے۔ اور معقولات کی مدرک روح ہے۔ اور جو اشیاء کہ محسوس اور معقول سے مرکب ہیں۔ انکا مدرک قلب ہے۔ یہاں یہ لازم آتا ہے۔ کہ وہ اشیاء جو نہ محسوس ہیں۔ نہ معقول یعنی اور صفات اللہ کی ان کا مدرک کوئی اور لطیفہ ہو۔ پس ایک اور اعلیٰ اور اصفیٰ جو قلب اللہ سے تعلق رکھے۔ عطا کیا گیا۔ اور اس کو سر کہتے ہیں اور اس سے بڑھ کر بعضوں نے ایک اور لطیفہ بیان کیا ہے۔ جس کو اخفیٰ کہتے ہیں۔ منتہیٰ کلام شیخ عبدالحق قدس سرہ کی اس تقریر سے ظاہر ہو گیا۔ کہ صوفیائے کرام کے نزدیک دل ایک لطیفہ ہے۔ جو مورد انوار الٰہی ہوتا ہے۔ ان انوار سے عرش سے فرش تک نظر آتا ہے۔ اور معرفت الٰہی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ اس دل کی تعریف جتنی کیجئے تھوڑی ہے۔

Marfat.com

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

دل یکے منظر یست ربانی
خانہ دیوار را چہ دل خوانی
آنکہ دل نام کردہ بمجاز
روبہ پیش سگاں گو انداز

رباعی ایضاً

ایں گوہر بحر آشنائیست نہ دل
سرچشمہ فیض کبریائیست نہ دل
القصہ بطولہا تخن و در کشید
مجموعہ اسرار خدائیست نہ دل

مغربی

نخست دیدہ طلب کن پس آں گہ دیدار
ازآں کہ یار کند جلوہ بر اولی الابصار

یہاں دیدہ سے مراد دیدۂ سر یعنی دیدۂ دل ہے۔ نہ دیدۂ سر کیونکہ نور الٰہی کو نور الٰہی سے دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا مظہر دل انسانی ہوتا ہے۔ رمز عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ شاہد ہے اس کی دیدۂ سر کی مجال ہے۔ جو اس کو ان جہان سے دیکھ سکے۔ پہچان سکے۔ وہ عالم کی اشیاء کو ہی نہیں پہچان سکتا۔ ان کی حقیقت حال کے احساس میں اکثر غلطیاں کرتا ہے۔ جیسے سایہ کا غیر متحرک ہونا بتاتا ہے، حالانکہ وہ متحرک ہے۔ اور چلتا ہے۔ جو تھوڑی دیر بعد تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک جا سے سرک کر دوسری جگہ چلا گیا۔ یہ غلطی اس کی ذاتی ہے۔ عارضی نہیں کسی طرح اس کی ذات سے دور نہیں ہو سکتی۔ دل انسانی ہر شخص کے باطن میں خواہ وہ گورا ہو یا کالا ہوشیار ہو

Marfat.com

یا باؤلا۔ مودع ہوتا ہے جب انسان پیدا ہوتا ہے۔ تو اپنی اصلی حالت پر ہوتا ہے۔ مگر ایک خواہش نفسانی کے پورا ہونے سے ایک دھبہ سیاہی کا اس پر لگ جاتا ہے۔ جب شب و روز نانسانی خواہشات کو پورا کرنے میں مصروف رہے۔ تو کیا ٹھکانہ ہے۔ سیاہی کے دھبے لگتے لگتے کالا سیاہ ہو جاتا ہے۔ دل کی آنکھوں پر سیاہی کا پردہ آجاتا ہے۔ اور اس کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ جو کوئی صاحب چاہیں کہ ہم اپنی دل کی آنکھوں کو دیکھیں۔ کہ کھلی ہیں یا بند۔ اگر سیاہی کے سوا اگر کچھ نظر نہ آوے۔ تو جان لیں۔ کہ دِل کی آنکھیں جاتی رہی ہیں۔ جو روشن ضمیری نہیں ہے اور یقین جان لیں کہ یہ مرض خواہشات نفسانی میں استغراق سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ نہ سمجھیں۔ کہ جب ہمارا ایسا حال ہے۔ تو تمام جہان کا حال ایسا ہی ہوگا۔ یہ خام خیالی ہے۔ کیا آں شے کہ ترا نیست کسے را بود۔

حضرت جامی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت بے چون نے جو تجھ کو نعمت ہستی عطاء کی ہے۔ تو تیرے باطن میں صرف ایک دل رکھا ہے تاکہ اس کی محبت میں ایک دل ہو۔ اور اس کے غیر سے معرض اور اس کا مستقبل نہ ہو۔ یہ ایک دل کے سو پارہ کر کے اور ہر ایک پارے کو ہر مقصد کے پیچھے آوارہ کرے۔

رباعی

اے آنکہ بقبلہ بتاں روست ترا	بر مغز جزا حجاب شد پوست ترا
دل در پے این وآں نہ نکوست ترا	یک دل داری بس است یکدوست ترا

اور فرماتے ہیں کہ ۔

یک دل دارم بس است یکدل دارم

دلآرامے کہ داری دل درو بند   وگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

پس آنکھ سے دیکھنے اور زبان سے کہنے میں خیال اور وہم سے جاننے میں دل سے ماننے اور پہچاننے میں بڑا فرق ہے۔ کہ درجے اس کے ذیل میں معلوم ہوتے ہیں۔ دیکھنا آنکھ سے کہنا زبان سے۔ جاننا خیال اور وہم سے۔ ماننا اور پہچاننا دل اور دماغ سے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ خیال میں آتی ہیں۔ زبان ان کو کہہ نہیں سکتی۔ یا زبان ان کو کہہ سکتی ہے۔ مگر خیال میں آتی ہیں۔ اور اگر خیال میں آئیں بھی۔ تو دل ان کو یقین نہیں کرتا۔ پس ان میں ایک ہی حال میں ایک کا دوسرے سے مختلف کیفیت سے ہونا ظاہر ہے چونکہ اعلیٰ ان میں کیفیتِ دل ہے۔ اس لئے وہی معتبر ہے۔ اور مقبول ہے اور سب نا قابل اعتبار اور مردود ہیں۔ اب غور کیجئے۔ کہ اس ذات مطلق کو آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ زبان۔ اس کا حال جیسا کہ وہ ہے۔ کہہ نہیں سکتی خیال اور وہم اس تک پہنچ نہیں سکتا۔ پس معرفت الٰہی ہر شخص کو علی القدر استعداد جو کچھ حاصل ہوتی ہے۔ وہ دل سے ہے۔ مگر چونکہ شروع ایام بلوغت میں خواہشت نفسانی میں مصروف ہونے کی وجہ سے دل کی آنکھیں پھوٹی ہوتی ہیں۔ تو جب دل کی آنکھیں پھوٹی ہوتی ہیں۔ تو جب تک دل کی آنکھیں نہ کھلیں۔ انوار الٰہی وارد ہوکر نور بصیرت حاصل نہ ہو۔ طالبوں کیلئے جاننا اس کا خیال اور عقیدہ سے ضرور ہے۔ وہ جاننا علم معرفت نہ معرفت۔ اور یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ کہ معرفت بے علم محال اور علم بے معرفت وبال ہے۔ اور توحید ایک کہنا نہیں ہے۔ بلکہ ایک جاننا اور پہچاننا ہے۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

از ساخت دل غبار کثرت رفتن   بہتر کہ بہر رہ در وحدت سفتن

Marfat.com

مغرور سخن مشو کہ توحید خدا　　واحد ویدن بود نہ واحد گفتن

یہاں دیدن سے مراد چشم دل دیدن ہے نہ بچشم سر۔

اسی کے بموجب حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔

بُلھا دوئی دل سے دھو　　سکھ کی نیند بھر کے سو

مونہوں ناں ان الحق گو　　چڑھ سولی ڈھولا گاویں گا

پیارا سنبھل کے نہئیوں نہ لامڑ کے پچھوتاویں گا

طالبانِ حق کو جو ممانعت زبان سے توحید کی بات کہنے کی ہے اس لئے ہے۔ کہ توحید سے غرض تو دل سے ہے۔ ایک پہچاننے کی اور زبان اور دل کے درمیان بڑا فاصلہ ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ طالب زبان کے کہنے پر اکتفاء نہ کرے۔ اس مقام میں پھنس جائے۔ اور منزل دل تک جو مقصود اصلی ہے۔ نہ پہنچے۔ اور جب دل غافل رہے۔ تو زبان سے کہنا لا حاصل ہے۔ اگر چہ اہل دل ان تین حالتوں میں یعنی فنا اور سکر اور دلال میں جن کا ذکر صاحبِ گلشن راز کے شعر مذکور الصدر میں ہے۔ زبان سے کہنے کی رخصت ہے۔ مگر اوروں کو جیسے عوام اور سالک مبتدی ہے۔ بالکل رخصت نہیں ہے۔ کہ اس کا سراسر نقصان اور زیان ہے۔ اور موجب خرابی اور بہت سے امراض نفسانی میں جیسے عجب۔ ریا وغیرہ میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ حضرت شاہ بھیکھ صاحب چشتی فرماتے ہیں۔

دوہڑہ

بھیکھا بات اگم کی کہن سنن میں نا نہہ

جو جانے سو نہ کہے کہے جو جانے نا نہہ

اس دوہے کے پچھلے حصہ میں عوام اور خواص ناقص اور کامل دونوں

Marfat.com

کا بیان فرمایا ہے۔ عوام اور ناقص سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو مسائلِ توحید اور توقف کے کہتے پھرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں موحد کہلاتے ہیں۔ اور حقیقت میں وہ کچھ نہیں جانتے۔ ناقص ہیں۔ خام خیالی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور خواص سے وہ عاملین کاملین مراد ہیں۔ جن کو معرفت الٰہی بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہوگئی ہے۔ مگر وہ منہ سے نہیں بکتے۔ یہاں منہ تے نہ کہنے سے مرد عوام کے سامنے ہے جو اہل اس کے نہیں ہیں۔ نہ کہ طالبان حقیقت اور برادرانِ طریقت کے روبرو کہ وہ اہل اس کے ہیں۔ کہ اَنْ تُوَادُّ الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَهْلِهَاط

نظم

(دیکھو لطائف اشرفی صفحہ ۱۲۴ جلد ثانی)

بنا محرم نباید سر گفتن　　نہ از محرم نیا ید در نہفتن
سراز محرم نہاں کردن چنان نست　　کہ گفتن راز با نامحرمان ست
کسے کو زیں دو حد گامے بروں زد
سرِ از معنی بروں کردہ بروں زد

اور ظاہر ہے کہ عوام کے سامنے مسائل معرفت اور توحید کا کہنا لا حاصل ہے۔ نہ ان کو اتنی سمجھ جو اس کو پہنچیں۔ نہ ان کو اتنا شوق کہ مراداتِ دنیوی کو لات مار کر اس کی طلب میں قدم اٹھائیں۔ کس لئے کہ وہ گرفتار ہوا و ہوس ایسے ہو رہے ہیں کہ ان سے چھوٹ نہیں سکتے۔ حضرت سید میر حسینی قدس سرہ نزہت الارواح میں فرماتے ہیں۔

حرف معنی گراں بہا گوہریست　　چوں بناداں رسی مگوی خموش
قیمت لعل جوہری داند　　چہ نہی در دکان خوردہ فروش

Marfat.com

اور اس باب میں حضرت پیر دستگیر غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ اور اس کی شرح فتوح الغیب کے چھبیسویں مقالہ میں جو مرقوم ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ جب تک حلق سے تو نہ نکلے۔ اور تعلقات دنیاوی فانی نہ ہو جائیں اور نفع اور ضرر میں اور مدح اور ذم میں اضافت تو خلق کی طرف کرتا تھا۔ وہ ساقط نہ ہو جائے۔ اور اپنے دل کے منہ کو جمیع احوال میں ان کی طرف سے نہ پھیرے اور ان کی طرف پشت اس کی نہ کردے۔ اور تیری ہوائیں زائل نہ ہو جائیں۔ پردہ اور برقعہ اپنے منہ سے نہ اٹھا۔ جب تیری خواہشیں اور آرزوئیں دور ہو جائیں گی اور دنیا اور آخرت کی ساری ہستیوں اور تعلقوں سے تو فانی ہو جائیگا۔ اور ایسا ہو جائیگا۔ کہ نور پروردگار سے بھر جائیگا۔ اور تیرے قلب میں غیر حق کو ٹھہرنے کی جگہ یا دخل کی جگہ نہ رہے گی۔ اور تو اپنے دل کا آپ دربان کردیا جائے گا۔ تاکہ غیر حق کو دل میں نہ آنے دے۔ تب تجھ کو توحید اور عظمت اور جبروت کی سبقت کی جائے گی۔ تاکہ غیر حق کو جو کچھ ہو۔ تو اس کا سر اڑا دے۔ اور تیری نظروں میں سوائے حق کے اور سب نابود اور ذلیل اور خوار نظر آئے۔ اس حال میں تیرے نفس میں کوئی میل اور شہوت نہ ہوگی۔ ساری خواہشیں اور آرزئیں تیری دنیا اور آخرت کی مغلوب اور مسلوب ہوں گی۔ پس سوائے اتباع امر الٰہی کے اور ان کے بجالانے کے اور رضاء بقضاء کے بلکہ اس کے قضاء وقدر میں فنا ہونے کے نفس در ہوا اور خواہش اور آرزوز کا کوئی حلم یا تسلط تجھ پر نہ رہیگا۔ پس اس حال میں عبدالخلق اور معتقدان کی رایوں کا نہ ہوگا۔ بلکہ عبدالرب اور تابع اس کے امر کا ہوگا۔ منتہی اس ارشاد سے ظاہر ہے۔ کہ مرتبہ فنا حاصل ہونے کے بعد توحید اور عظمت اور جبروت کی سیف بندہ کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ تاکہ وہ ماسوٰی کا

Marfat.com

سر کاٹے۔ اور نفس اور ہوا کی خواہشیں اور آرزوئیں بالکل زائل ہو جائیں۔ اور جب یہ کاروبار فنا کے دائم مستحر اور متمکن مقام ہو جائیں گے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انتقاماً سوائے حق اور زوال نفس اور ہوا اور اس کی خواہشوں اور آرزوؤں کا بھی مستحکم اور استوار ہو جائیگا۔ ایسے شخص اور پختہ کار کو کلام توحید درست ہے۔ نہ ہر ناقص اور خام کو ۔

سخن وحدت آنکہ از جامی
زانچہ خیز دو تعبیرِ بدنامی

بیت

درکسوت خاص آمدہ عامی چند بدنام کنند نکو نامی چند

مثنوی

حرف درویشاں بدزدے مردوں تا بخواہد بر سلیمے او فسوں
کارِ مرداں روشنی و گرمی است کاردوناں حیلہ و بے شرمی است

اور پختہ کار اور کامل بھی بجز اپنے حال معلوبیءِ عشق کے یا ارشاد کے اس کا ظاہر نہیں کرتے۔ اور اس حال میں وہ معذور نامور ہیں۔ حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔

جے ظاہر کراں یار تائیں سب بھل جاویں تکرار تائیں
پھر مارن بلھے یار تائیں ایتھے مخفی گل سوہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

اور حالت مغلوبی میں دوسری کافی میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ایہہ پڑھنا علم ضرور ہویا　　پر دسنا نا منظور ہویا
جن دسیا اوہ منصور ہویا　　اس سولی پکڑ چڑھایا اے
لک بوجھ کوں چھپ آیا ہے

نتیجہ اس ساری تقریر کا یہ ہے۔ کہ کافیاں حضرت بلھے شاہ صاحب قصوری قدس سرہ العزیز کی جو معرفت اور توحید میں ہیں۔ عارف کے لئے غذائے روح ہیں۔ اور عامی کے لئے زہر قاتل۔ وہ رہے سہے ایمان سے بھی جاتا رہتا ہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے طعام مرغن۔ تندرست کے لئے موجب توانائی اور طاقت ہے۔ اور بیمار کے لئے باعث زیادتی مرض اور ہلاکت۔ جب یہ حال ہے۔ تو ناظرین ان اوراق کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ براہِ انصاف اپنے حال پر نظر فرمائیں۔ اور اپنے مقدمہ کے آپ ہی منصف ہوں۔ اور دیکھیں کہ ہم اس کے اہل ہیں۔ یا نہیں۔ اگر اہل ہوں۔ تو کیا کہنا ہے۔ شوق سے ان اوراق کو آگے دیکھیں۔ اور فیض ارشادات صوفیہ کرام اور فیض باطنی روح پرفتوح حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ سے مالا مال ہوں۔ ورنہ پہلے اہلیت پیدا کریں۔ پھر دیکھیں۔ بدوں اہلیت کے کچھ لطف نہ آئے گا۔ جو کچھ لطف ہے۔ وہ اہلیت میں ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در دفع حجب کوش نہ در جمع کتب　　کز جمع کتب نمی شود رفع حجب
در جمع کتب کجا بود نشہ حجب　　طے کند ہمہ راہ و عد الی اللہ مرتب

پس چونکہ مسائل وحدت کا حلال لاھلہٖ وحرام بغیرہٖ ہے۔ بدوں اہلیت ان اوراق کا نہ دیکھنا دیکھنے سے بہتر ہے۔

Marfat.com

مغربی علیہ الرحمۃ

محرم کو کہ تا بگویم راز　　　　که حقیقت چگونه گشت مجاز

جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

سر وحدت منطق الطیر ست جامی لب به بند
جذ سلیمانی نشاید فهم ایں گفتار را

رباعی

جامی غم دوست رابعالم ندہی　　　　باہر کہ داداست شرح اہل غم ندہی
مرغ غم کو سحیلہ بابا شد رام　　　　خاموش کہ مرغ رام رارم ندہی

رباعی

وژ زنده مختصر عیب پوشی بہتر　　　　رونکتہ زعش تیز ہوشی بہتر
چو برزخ مقصود نقالیست سخن　　　　از گفت و شنود، خموشی بہتر

رباعی

تاکے چو درائی کردن افغان فروش
یکدم شو ازیں ہزه درائی خموش
گنجینہ در ہائے حقائق نشوی
مادام کہ چوں صدف نگر دی ہر گوش

Marfat.com

رباعی

جامی تن زن سخن طرازی تا چند
افسوں گری و افسانہ سازی تاچند
اظہار حقائق سخن ہست خیال
اے سادہ دل ایں خیال بازی تاچند

قطعہ

خواہم از جنبش بگویم آشکارا نکتہ
مایہ عشرت مئے دلہائے نا ستاد اورم
باز گوید غیرت عشقم کہ جامی لب بہ بند
ورنہ برجانت گم صد تیغ بیداد آدردم

اعتذار

اے طالبان حقیقت اور اے برادران طریقت!! آپ پر واضح ہو کہ اس ناقص ہیچ مدان گرفتار قفس پابند ہوا و ہوس کو ان مضامین اور مسائل کی تحریر میں سوائے منصب ترجمانی کے اور کچھ لیاقت نہیں ہے۔ پس آپ صاحبان وقت ملاحظہ ان اوراق کے یہ خیال نہ فرمائیں کہ مے گوید۔ بلکہ یہ خیال فرمائیں کہ چے مے گوید۔ اور غرض ان اوراق کی تحریر سے کہ اس میں اس ناچیز اور خوار کو کوئی افتخار اور اعزاز حاصل ہو۔ شارحوں یا موءلفوں میں نام لکھا جائے۔ اللھم احفظنا من ھذا الخطوات بلکہ غرض یہ ہے۔ کہ اقوال صادق مقال مرشدان عظام اور اولیائے

Marfat.com

کرام سے میرے نفس سرکش اور امارہ کی سرکوبی ہو۔ راہ راست پر آئے۔ اور یاران طریقت اور طالبان حقیقت اس سے فائدہ اور حظ اٹھائیں۔ آمین۔ اور یہ بھی التماس ہے کہ کافی ہائے حضرت بلھے شاہ صاحب قصوری قدس سرہ کی جو اس میں لکھی گئی ہیں۔ وہ قلمی صحیح لکھی ہوئی کہیں سے نہیں ملیں۔ مطبوعہ کافیوں سے یا قوالوں یا اور لوگوں سے سن کر لکھی گئی ہیں۔ اگر کسی جگہ ان میں غلطی ہو گئی ہو۔ تو معاف فرما دیں۔ اور قلم اصلاح سے ان کو بنالیں۔

کافیوں کی ترتیب کے بیان میں

جس قدر کافیاں اب تک چھپ چکی ہیں۔ ان میں ترتیب مضامین اور مقامات کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ اور ترتیب مضامین بلحاظ مقامات سلوک کے ساتھ ایک اثر عجیب رکھتی ہیں۔ اور ابتری اس کی شیرازہ جمعیت خاطر کو پریشان کرتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ شرح اس طرح کی جائے۔ کہ مقام ابتدا یعنی غفلت سے مقام انتہا یعنی توحید اور معرفت تک کافیاں اور ان کے اپنے اپنے مقام پر آتے جائیں۔ تا کہ ہر مقام پر اپنا رنگ نیا دکھائیں۔ اور عاشقان حقیقت کے شوق و ذوق کو بھڑکائیں۔ اور ان کے دلوں میں آتش عشق کو بھڑکائیں۔ دونی آگ لگائیں۔

اور ؎

خوش تر آں باشد کہ سرِّ دلبراں　　　گفتہ آید در حدیث دیگراں

مسئلہ غفلت اور آگاہی

یہ سب سے پہلا مسئلہ ہے واقفیت اس کی ضروری ہے اس باب میں حضرت

Marfat.com

بلھے شاہ صاحب قصوری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

بلھا شوہ دی پیریں پڑیئے — غفلت چھوڑ کجھ حیلہ کریئے
مِرگ جتن بن کھیت اجاڑے — اب تو جاگ سوداگر پیارے

صاحبو! غفلت اور آگاہی دو بڑی حالتیں ہیں۔ اور یہ دو منجانب اللہ ہیں۔ غفت سے کار دنیا چلتا ہے۔ اور آگہی سے کار عقبیٰ۔ غور سے دیکھو تو یہ دونوں حالتیں اور کیفیتیں بڑی حکمت حکیم مطلق کی ہیں۔ اس کے دل پر غفلت کا پردہ ڈال کر دنیا میں پھنسا دیتا ہے۔ اور جس کو عقبیٰ میں پہنچانا اور اپنا دیدار دکھانا منظور ہوتا ہے۔ اس کے دل کو کیفیت آگاہی بخشتا ہے۔ پس منازل سلوک میں اوّل بڑی کوشش رفع غفلت اور حصول آگاہی کیلئے کی جاتی ہے۔ اور اسی کیلئے جانکاہی ہوتی ہے۔ ذکر ہے۔ تو اس کے لئے فکر ہے۔ تو اسی کیلئے جب آگاہی جیسی کہ چاہئے۔ حاصل ہوگئی۔ تو پھر نہ ذکر ہے۔ نہ فکر حیرت در حیرت۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

حیرتے باید کہ ردید فکررا — خوردہ حیرت فکر را در ذکر را
خامش اند دنعرہ تکران شان — مے رد دتا عرش تخت پاوشان

اور حضرت عراقی فرماتے ہیں۔

چوں فراموش شوداو مادوں او
ذاکری گرچہ نہ جنبانی زبان

مولانا علاؤالدین عنبری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ طریقہ خواجگان قدس سرہم میں ہوش دردم ایک اصل یہ ہے۔ اگر کسی کا ایک دم بھی غفلت میں گزرے۔ تو بہت

Marfat.com

ہی بڑا گناہ اس کو جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعضے اس کو کفر کہتے ہیں۔ جیسے حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر آں کہ غافل از دے یک زبان ست
درآں دم کافر است امان ہا ست
اگر آں عاقلے پیوستہ بودے
در اسلام بردے بستہ بودے

اور حضرت مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں۔

چیست دنیا- از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ فرزند و زن

اور یہ امر کہ غفلت منجانب اللہ ہوتی ہے۔ ہر صاحب خبرت پر ظاہر کرتی ہے۔ کہ جب کوئی نزدیکی مر جاتا ہے۔ تو اس واقعہ سے جو کسی قدر غفلت کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ تو خدا کیسا یاد آتا ہے۔ اور یہی خیال گزرتا ہے۔ کہ اخیر منزل ہر انسان کی یہ ہے۔ اور ہم پر بھی یہ حال گزرنا ہے۔ دنیا سب کا جھوٹا کارخانہ ہے۔ اور یہاں تک کہ دل سرد ہوتا ہے۔ اور دنیا کے کاموں سے دل کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہ کسی کام کے کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ پیاروں کی باتیں جو مصری کی ڈلیاں قندنیات سے زیادہ میٹھی تھیں۔ اس وقت کڑوی زہر معلوم ہوتی ہیں۔ مگر چونکہ خدائے تعالیٰ کو جب تک اس کی مرضی ہے۔ دنیا کو قائم رکھنا ہے۔ اور اپنی حکمت کاملہ سے دنیا کی ریل کا انجن غفلت کی بھاپ سے چلانا ہے۔ تو پھر غیب سے دلوں پر غفلت وارد ہونی شروع ہوتی ہے۔ جس قدر اس واقعہ کو وقفہ اور عرصہ ہوتا جاتا ہے۔ غفلت آتی جاتی ہے۔ وہ کچھ کچھ کام دنیا کے کرتا جاتا ہے۔ پھر یہاں تک غفلت وارد ہوتی جاتی

ہے۔ کہ دنیا کے کاموں میں وہ ایسا غرق ہوتا جاتا ہے۔ کہ موت کو بھولے سے بھی یاد نہیں کرتا۔

اقسام غفلت

غفلت دو قسم کی ہوتی ہے: ایک ذاتی۔ دوسرے عارضی۔ ذاتی وہ ہے۔ جو کسی کے خمیر میں روز اوّل سے گوندھی گئی ہے۔ اور جو کسی واقعہ سے بھی رفع نہیں ہوتی۔ خواہ کیسا ہی موثر ہو۔ اور عارضی وہ ہے۔ جو ذاتی تو نہیں۔ مگر کسی عارضہ کے سبب سے عارض ہوگئی ہے۔ وہ کسی واقعہ پر تاثیر کے وقوع سے اعلیٰ قدر حال دفع ہو جاتی ہے۔ غفلت ذاتی کے مثال وہ کفار ہیں۔ اور جنہوں نے حضرت رسول مقبول ﷺ کی دعوت اسلام کو قبول نہ کیا۔ اور کافر رہے۔ ان کے حال سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ غور کا مقام ہے۔ کہ ایسا واقعہ موثر و وقوع میں آئے۔ یعنی حضرت خیر الزمان خیر الخلائق رحمۃ للعالمین خاتم النبیین اشرف المخلوقات افضل موجودات مبعوث ہوں اور پھر وہ ان کو دعوت اسلام کریں۔ معجزات دکھائیں۔ اور پھر بھی ان کے دلوں پر اثر نہ ہو۔ اس کی وجہ وہی ذاتی غفلت ہے۔ جو ان کے خمیروں میں گوندھی ہوئی تھی۔ اور جس کی طرف اشارہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ میں ہے۔ اس غفلت ذاتی کا کچھ علاج نہیں۔ غفلت عارضی کی مثال صحابہ کبار حضرت خیر الانام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ کہ پہلے کیا حال تھا۔ اور پھر واقعہ موثر بعثت بنی خیر سے کیسے موثر ہوئے۔ غفلت کا نام نہ رہا۔ آگاہی جو ان کے خمیروں میں تھی۔ جلوہ گر ہوئی۔ وہ

Marfat.com

ایسے پیارے خدا کے ہوتے کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان میں ہے۔ اور بہت سی مثالیں غفلت عارضی کے رفع ہونے کے ان حکایات میں ملتی ہیں۔ جو اولیائے کرام امت الخیر الانام کی لکھی ہیں۔ چنانچہ نقل ہے۔ کہ حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین ابراہیم ادھم قدس سرہ ایک بار کسی کشتی میں سوار تھے۔ اور نہایت ژولیدہ اور خستہ حال کشتی کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کشتی میں ایک امیر بھی تھا۔ جس کے سامنے نقال نقلیں کرتے تھے۔ اور فضول بکتے تھے۔ نقال اپنی نقلیں پوری کرنے کیلئے آپ کو وہاں سے اٹھا کر لائے اور ہر نقل میں آپ کے ساتھ بے ادبی کرنے لگے۔ آپ کو امر غیبی ہوا کرے۔ اے ابراہیم! اگر تو اشارہ کرے۔ تو ابھی ان کو ڈبو دیں۔ آپ نے عرض کیا۔ الٰہی ان کا قصور کیا ہے؟ ان پر غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ جس سے ان کو کچھ سوجھتا نہیں۔ پردہ ان کے دل کی آنکھوں سے دور کر دے۔ پھر اگر یہ ایسا کریں۔ تو قصوروار ہیں۔ یہ عرض قبول ہوئی۔ اسی وقت پردے غفلت عارضی کے ان کے دلوں سے اٹھائے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک آفتاب جس کی چمک زمین سے آسمان تک ہے۔ سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اسی وقت سب قدموں میں گر پڑے۔ اور اولیائے کاملین سے ہوئے۔

سبحان اللہ! کیا عجب پرتاثیر واقعہ ہے۔ جس نے زنگ غفلت عارضی کو جلا کر کندن بنا دیا۔ پس واقعہ وعظ اور نصیحت اسی پر تاثیر کرتا ہے جس میں اس کے قبول کی استعداد موجود ہو۔ اور جس میں اس کے قبول کرنے کی استعداد موجود نہیں ہے۔ اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ بقول آنکہ

نیم نہ میٹھا ہو چاہو سینچو گڑ گھیو سے

Marfat.com

غفلت عارضی کا سبب پیروی خواہشات نفسانی اور نافرمانی احکام الٰہی ہے۔ اور آگاہی کا باعث ترک نفسانی خواہشات اور اتباع امرالٰہی ہے۔ پس اہل اسلام میں غفلت اور آگاہی کے لحاظ سے چار فرقہ ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) فساق اور عاصی (۲) عباد (۳) زہاد (۴) عشاق۔

یعنی جنہوں نے احوال آخرت سنا۔ اس سے کچھ ان کے دلوں پر اثر ہوا۔ کچھ غفلت دور ہوئی۔ عبادت بھی کی اور گناہ بھی کیے وہ فساق اور عاصی کہلائے۔

اور جنہوں نے برائیاں دنیا کی سنیں۔ اس سے کچھ آگاہی حاصل ہوئی۔ اور پہلے کی نسبت ان کی غفلت زیادہ دور ہوئی۔ باوجود دنیا کے انہوں نے عبادت اختیار کی۔ اور تابمقدار گناہ کے پاس نہ گئے۔ اور یہ سب باتیں اس نیت سے کیں کہ بہشت ملے۔ اور دوزخ سے بچیں۔ یہ عباد کہلائے۔

اور جنہوں نے اس سے بڑھ کر کام کیا کہ آخرت کے واسطے یعنی بہشت ملنے کیلئے۔ دوزخ سے بچنے کیلئے دنیا کو چھوڑ دیا۔ اکل و شراب وغیرہ لابدی کاموں پر اکتفاء کیا۔ اور تابمقدور گناہ بھی نہ کیا۔ اور شب و روز عبادت کی۔ وہ زہاد کہلائے۔

اور جنہوں نے اپنا قدم ان سے آگے بڑھایا۔ اپنے مولا کا حال سن کر طلب مولا میں قدم رکھا۔ اور جو کام کیا۔ خالصۃ اللہ کیا۔ ان کے دلوں میں آگاہی ذاتی اور عشق الٰہی نے زور مارا۔ اور اس کے ولولہ میں دنیا و عقبیٰ کو فراموش کیا۔ اور وہ عشاق کہلائے۔

کسی عاشق کا قول ہے۔

دوزخ سے کچھ نہ کام نہ جنت سے کچھ غرض
جائیں گے ہم ادھر کو جدھر یار لے چلے

Marfat.com

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر فرماتے ہیں۔

نہ ترسم زآتش دوزخ نہ غرض جنتے دارم
منم شوردہء جاناں چہ خواہم کرد حوراں را

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

مئے حرف وحدت کسے نوش کرو
کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرو

زاہد کو جنت حور وقصور کی طلب ہوتی ہے۔ اور عاشق کو جنت ذات کی۔ اس کے نزدیک جنت وہی ہے۔

بہ بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دیکھو سلسلہ الذہب مطبوعہ صفحہ نمبر ۳۷

اصل جنت جنت الذات است	عرض ہاالارض والسماء ذات است
ارض چہ بود حقائق عیاں	مستند در نشیمنِ امکاں
آسماں چہ صفات یا اسماء	متاثر ز حکمِ شانِ اشیاء
بود اعیاں یا سرہا وصفات	مندرج در نخست رتبہ ذات
وحدت صرف ہستی سا ذج	بوداینہا ہمہ دردمند رج
امتیازی نہ اختلاقی نہ	اتفاقی و ائتلافی نہ
ذات خود را چو کرد بر خود غرض	غرضش آسمان شدو ایں عرض
ہم درآمد بکسوت اسماء	ہم برآمد بصورت اشیاء
لیک درعلم خویش نے درعین	بود در علم مندرج کونین

یار دیگر چو عرض کرد آغاز — کرد ارض و سماء و دیگر ساز
ارض شد فلک آسماں ملکوت — ہر دو در تخت سطوت جبروت
شد چوبار نخست در دوبین — عرض او عین آسمان و زمین
ہر چہ درغیب ذات باطن بود — در شہادت ظہور کرد سمود
آنچہ جرجے بخشر دو تاثیر — گشت ظاہر شد آسمان اسیر
آسمانی ولیک روحانی — نہ ہیو لانی و نہ جسمانی
آنچہ آمد مخالف ارواح — ارض و اجساد و باشد اشباح
طبقات است زمین و ازاں — باشد اطباق آسمان جناں

ذات حق را کہ جنت این ست
عرضہا لارض اسماء این ست

کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

ہر کہ در جنت دل مثل تو حورے دارد
گر کند میل بفردوس قصورے دارد

قطعہ

دنیا است بلاخانہ و عقبےٰ ہوس آباد
ماحصل این ہر دو بیک جو نہ ستانم
ایں فتنہ دنیا شد وا د غرہ عقبےٰ
ما فارغ ایں ہر دونہ اینیم د نہ آنم

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

یکے پیش شوردہ حالے نوشت — کہ دوزخ تمنا کنی یا بہشت
بگفتا میرس از من ایں ماجرا — پسندیدیم آنچہ او پسند مرا

عجب حال ہے عاشقوں کا

نے غم دوزخ د بہشت اند — ایں طالفہ را چنیں سر شتمند

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا۔ **الدنیا حرام علی اهل الاخرة والاخرت حرام علی الدنیا وهما حرامان علی اهل الله**۔ دنیا حرام ہے۔ اہل آخرت پر و آخرت حرام ہے۔ اہل دنیا پر اور یہ دونوں حرام ہیں اللہ پر۔

خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

گر آں ترک شیر ازی بدست آرو دل مارا
بخال ہندوش بخشم سمر قند و بخارا را

یہاں سمر قند اور بخارا سے مراد دنیا اور آخرت ہے۔ کسی بزرگ کا شعر ہے۔

اے موسیٰ طور عشق خذ ما بیدیک
ایں وادی اقدس است فاخلع نعلک

یہاں نعلیک سے مراد دنیا اور آخرت ہے۔ پس اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ فساق سے بڑھ کر رتبہ عباد ہے۔ اور عباد سے بڑھ کر رتبہٗ زہاد ہے۔ اور زہاد سے بڑھ کر رتبہ عشاق ہے۔ اور عشاق محبوبان الٰہی ہیں۔ کیونکہ یہ حکم آیت **یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ** کے پہلے وہ محبت کرتا ہے۔ جب وہ محبّ ہوتے ہیں۔ اور زاہد اور عاشق میں فرق ظاہر ہے۔ زاہد کو طلب آخرت ہے۔ اور عاشق طالب مولا ہے۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجا ست تا بکجا

Marfat.com

استاد ذوقؔ فرماتے ہیں۔

زاہد کو تم نہ یوں کہو وہ حق پرست ہے
حوروں پر مر رہا ہے وہ شہوت پرست ہے

حضرت مولانا جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زاہد آں از ترس مے تاز دیبا
عاشقاں پراں تر از برق و ہوا
صبر زاہد بر مہے یک روزہ را
سیر عاشق ہر دمے تک تخت شاہ

اور حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فتوح الغیب کے مقالہ چون میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

کہ من ارادۃ الآخرۃ فعلیه بالزهد فی الدنیا ۔یعنی جوکوئی چاہے کہ اس کو آخرت اور اس کے درجات ولذات حاصل ہوں۔ پس اس کو دنیا کو ترک کرنا چاہئے۔ اور اس کی متاع اور شہوت سے نفرت اور بے رغبتی کرنی چاہئے۔ وہ من ارادۃ فعلیه بالزهد فی الآخرت ۔ اور جوکوئی خدا اور اس کی رضا اور قرب کو چاہے۔ اس کو آخرت سے رغبت جو بطریق شہوت نفس اور اس کی لذات کے میل کی ہوس چھوڑنی چاہئے۔ فترك دنیا الآخرۃ و آخرت لربه۔ پس تجھ کو چاہئے۔ کہ تو اپنی دنیا کو اپنی آخرت کے لئے چھوڑ دے اور اپنی آخرت کو اپنے رب کے لئے چھوڑ دے۔ کس لئے کہ تو اپنے پروردگار کی یاد سے متعلق اور اس کی محبت میں مستغرق ہوتا ہے۔ اس کے دل کا میل دوسری جانب نہیں ہوتا۔

کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

Marfat.com

العابد غریبٌ فی الدنیا والعاشق غریبٌ فی الآخرۃ

یعنی عابد دنیا کا غریب ہے۔ اور عاشق آخرت کا غریب ہے۔ کیونکہ موطن روحانیت مرد کا اسی جگہ ہوتا ہے۔ جہاں اس کا دل ہوتا ہے۔ جیسے ایک شخص کسی جماعت کا ہم نشین ہے۔ اور دل اس کا کسی دوسری جگہ ہے۔ تو اس جماعت میں وہ غریب ہے۔ اسی طرح عابد جس کا دل متعلق بالآخرۃ ہے۔ اگر چہ بظاہر دنیا میں اور اہل دنیا میں ہے۔ مگر حقیقت میں وہ ان میں نہیں ہے۔ اور الگ ہے۔ تو غرباء کی صف پر ہے۔ اور اسی طرح عاشق جس کا دل ذات حق سے متعلق اور اس کے ذکر میں مستغرق ہے۔ اگر چہ آخرت اور اہلِ آخرت میں ہوگا۔ مگر غریب اور بےگانہ ہوگا۔

بیت

ہرگز وجود حاضر و غائب شنیدہ
من درمیاں جمع دو عالم جائے دیگراست

انتہیٰ کلام حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور واضح ہو کہ بزرگان دین صوفیہ کرام کے کلام مستانہ میں جو زاہد کی نسبت کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ از راہ طعن و تشنیع کے ہوتا ہے۔ ان کی نفوس پاک ایسی صفت مذمومہ نفسانی سے مزکی اور مطہر ہوتی ہیں۔ مگر اظہار کم ہمتی زاہد پر اشارہ ہوتا ہے۔ کہ اس نے بہشت اور اس کی نعماء اور وہاں کے کبھی کبھی کے دیدار پر اکتفاء کرلیا ہے۔ اور عاشق کے نزدیک یہ دون ہمتی ہے۔ کہ معشوق کے دیدار دائمی کو تمنا چھوڑ کر اس کے باغات اور محلات میں رہنا پسند کرے۔ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی فرماتے ہیں۔

زہد و تقویٰ در فگندم زیر پائے آں صنم
نہ ہم عشقت در رندی مشر ہم جوش و خروش

Marfat.com

زاہد ابشنو خدارا آنچہ مے گویم ترا
زہد بے معنی گزار و جامِ مے از من بنوش

یہاں مے سے مراد عشق الٰہی ہے۔ جس کا نشہ سب نشوں سے بڑھ کر ہے۔ اور جو اس کے نشہ میں سرور ہے۔ اور کسی میں نہیں۔

حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ایں خرقہ کہ میدارم در رہن شراب اولیٰ
دیں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ

یہاں خرقہ سے مراد وہ زاہدی پائی جاتی ہے۔ جو حصولِ نعمائے آخرت کے لئے ہو۔ کہ عاشق کے نزدیک وہ دفتر بے معنی ہے۔ اور شراب سے مراد یہاں عشق الٰہی ہے۔ کہ اس میں اس کا رہن رہنا اولیٰ ہے۔ پس فرق مذکورہ میں کفار اور فساق طالبان دنیا اور عباد اور زہاد طالبان آخرت اور عشاق طالبان مولیٰ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ **طالب الدنیا مخنث طالب العقبیٰ مونث طالب المولیٰ مذکر۔**

اس سے ظاہر ہے۔ کہ سب سے بڑھ کر رتبہ طالب مولا۔ یعنی عاشق کا ہے۔ دنیا سے بہتر آخرت اور آخرت سے بہتر مولیٰ ہے۔ شرائط اور اعمال عبادت اور زہد کے جو وصول اور حصول آخرت کے موجب ہیں۔ ان کتابوں میں جو طریق اور احوال آخرت لکھے گئے ہیں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ مگر عشق کا حال عاشقوں کے سینے میں ہے۔ سفینوں میں نہیں۔

میر سادات حسینی قدس سرہ فرماتے ہیں

بو العجب سورہ است سورہ عشق
چار مصحف در دیک آیت نیست

Marfat.com

عشق را بو حنیفہ درس نگفت　　　شافعی را در د روایت نیست

صاحبو! عشق ایک بڑی آگ ہے۔ اس میں چلنا ہر ایک ابوالہوس کا کام نہیں۔ اس لئے کچھ فرق ہوتے ہیں۔ پہلے اس میں خواری ہے۔ پھر ماری۔ آہ آہ۔ خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ جیسے عاشق جب اس عشق کی حالت سے فریاد کرتے ہیں۔ اور اپنے مرشد کو یاد کرتے ہیں۔ کہ

الا یا ایہا الساقی اور کا سا و نادل ہا
کہ عشق آساں نمود اوّل دے افتاد مشکلہا

تو ایسے ویسے الوہوس سے اس کی آنچ کب سہی جاتی ہے۔

حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

عاشقی چیست بجاں بندہ جاناں بودن
دل بدست دگرے دادن و حیران بودن
سوئے زلفش نظرے کردن درویش دیدن
گاہ کافر شدن و گاہ مسلمان بودن

واضح ہو کہ یہاں کفر سے مراد کفر بمعنی اصلاحی ہے۔ جس کا اوپر مذکور ہوا۔ نہ بمعنی شرعی۔ اس لئے کہ زلف سے مراد یہاں عالم یا غفلت ہے۔ اور روئے سے ذات الٰہی یا آگاہی ہے۔

بیت

مرغان چمن بہر صباحی　　　خوانند ترا با صطلاحی

اور واضح ہو کہ یہاں عشق بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ عشق نہیں ہے۔ جو

Marfat.com

خواہشات نفسانی پورا کرنے کا ہوتا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔

این نہ مشقت آنکہ در مردم بود
این فساد از خوردن گندم بود

یہاں عشق سے مراد وہ عشق ہے۔ جس کو عشق الٰہی کہتے ہیں۔ اور وہ کمال نسل آدم کو حاصل ہے۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

عشق از نہ کمال نسل آدم بودے
آوازہ عشق در جہاں کم بودے
در شہوت نفس عشق بودے خرگاہ
سر دفتر عاشقاں عالم بودے

رباعی

قومے کہ نیازند در عشق تمام
خوانند ہوائے نفس را عشق بنام
کے شاید شان در حرم عشق مقام
خود مست بر ایشاں سخن عشق حرام

مشکل یہ ہے کہ ایک عاشق حقیقی کا حال دوسرے کے مطابق نہیں۔ عاشقوں کے اقسام احاطہ انحصار سے باہر ہیں۔ مرشدان کامل اس کو جانتے ہیں۔ اور موافق ان کی استعداد عشق کی تعلیم کرتے ہیں۔ اور مطلوب تک پہنچاتے ہیں۔ اور مرشدوں نے اپنے تجربوں سے جو طریقے عشق کے پیارا ہونے کے اور

وصـول الـی اللہ کے بیان فرمائے ہیں۔ان پر چلنا طریقت ہے۔یہ طریقت شریعت سے باہر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا لب لباب یہ ہے۔جیسے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔الطـریـقة هـی لباب الشريعة الكن فی الطريقة منـازل و مـقامات لكل منزل و مقام بداية و نهاية لا يضل احل الی النهـايـت الابة تـصحيح البداية یعنی طریقت لب لباب شریعت کا ہے۔ طریقت کے مقامات اور منازل ہیں۔ اور ہر منزل اور مقام کے لئے ہدایت اور نہایت ہے۔ اور کوئی نہایت کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک کہ ہدایت کی تصحیح نہ ہو جائے۔

پھر حضرت جنید بغدادی نے ان منازل اور مقامات کی تشریح یوں فرمائی ہے۔

(۱)اولهـا التوبـه ـیعنی پہلے توبہ۔(۲)ثم الانـا بة۔پھر انابت ہے۔

(۳)ثـم الروع ـ پھر ورع ہے۔(۴)ثـم التـقویٰ۔پھر تقویٰ ہے۔(۵)ثم النزهد ـ پھر زہد ہے۔(۶)ثم الارادة ـ پھر ارادت ہے۔(۷)ثـم الفقر ـ پھر فقر ہے۔(۸)ثـم الـصدق ـ پھر صدق ہے۔(۹)ثـم الـصبر ـ پھر صبر ہے۔

(۱۰)ثـم الـرضـاء ـ پھر رضا ہے۔(۱۱)ثـم الاخـلاص ـ پھر اخلاص ہے۔

(۱۲)ثم تو کل علی اللہ۔پھر توکل ہے اللہ پر۔

حضرت قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین شیخ ابوالاکبر ابوالحسنات نجم الدین کبریٰ قدس سرہ فرماتے ہیں۔کہ الـطـريـق الـی الله بعد و انفاس خلائق یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے راستہ اس قدر ہیں۔جس قدر انفاس خلائق کے ہیں۔اور پھر فرمایا۔کہ باوجود اتنی کثرت کے طریقے تین انواع میں مخصوص ہیں۔

پہلا طریقہ ارباب معاملات کا کثرت صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن اور حج اور

Marfat.com

جہاد وغیرہ اعمال ظاہرہ ہے۔ یہ طریق اخیار کا ہے۔ مگر اس طریق میں مدت دراز میں مدت میں بہت تھوڑے لوگ واصل ہوتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریقہ ارباب مجاہدات اور ریاضت کا تبدیل اخلاق اور تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب اور تجلّیہ روح ہیں اور اس کے باب میں ہے۔ جو عمارت باطن سے تعلق رکھے۔ اور یہ طریقہ ابرار کا ہے۔ اور اس طریقے سے بہ نسبت پہلے طریق والوں کے زیادہ واصل ہوتے ہیں۔ مگر وجود ایسے کا نادر ہے۔ جیسے ابن منصور نے ابراہیم خواص سے پوچھا۔ کہ کس مقام میں نفس کو ریاضت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ تیس سال ہوئے ہیں۔ کہ مقام توکل میں نفس کو ریاضت دیتا ہوں۔ یہ سن کر ابن منصور نے کہا کہ آپ نے اپنی عمر تو عمارت باطن میں کھو دی۔ خدا میں فنا ہونا کہاں۔

(۳) تیسرا طریقہ اصحاب جذبہ اور محبت کا ہے۔ جو سائرین الی اللہ اور طاہرین باللہ ہیں۔ اور یہ طریق شطاری ہے۔ یعنی شاخوں اور بیباکوں کا ہے۔ جن پر محبت مستولیٰ ہوتی ہے۔ اور کشش سے جاتے ہیں۔ اور اس طریق میں اکثر ابتدا ہی میں واصل ہوتے ہیں۔ اور ان سے بڑھ جاتے ہیں۔ جو پہلے دو طریقوں میں نہایت واصل ہوتے ہیں۔ اور یہ تیسرا طریق جو اختیار کیا گیا ہے۔ **موت بالارادہ بر حکم موتو اقبل ان تموتوا** کے مبنی ہے۔ اور یہ منحصر ہے دس اصولوں پر۔ اوّل توبہ یعنی ارادہ سے اللہ کی طرف ایسا رجوع کرنا۔ جیسا کہ موت طبعی کے وقت بغیر ارادہ کے بحکم اِرْجِعِیۡ اِلٰی رَبِّكَ کے ہوتا ہے۔ اور یہ خروج ہے تمام گناہوں سے۔ اور ان گناہوں سے جو مراتب دنیا اور آخرت ہیں۔ اور تجھ کو اللہ تعالیٰ سے حجاب میں رکھتے ہیں۔ پس طالب کو واجب رہے کہ وہ ہر مطلوب سے

Marfat.com

جو غیر اس کا ہو۔ خروج کرے۔ یہاں تک کہ اپنے وجود ہستی سے بھی خروج کرے۔ کہ وجودك فذنب لایقاس به ذنب۔ ہے۔ یعنی ہستی تیری ایسا بڑا گناہ ہے۔ کہ اس۔ کے برابر کوئی نہیں ہے۔

دوسرا اصل زہد یعنی بے رغبتی دنیا سے ہے۔ اور زہد کہتے ہیں۔ ایسی بے رغبتی اور خروج کو کہ تمام متاعون سے یعنی ان سے جن سے فائدہ اٹھائیں۔ اور تمام شہوتوں سے۔ خواہ وہ قلیل ہوں۔ یا کثیر اور تمام مالوں سے اور چاہوں سے کچھ رغبت نہ رہے۔ اور ان سے باہر آئے۔ یعنی ان کی رغبت ایسی نہ رہے۔ اور ترک ہو جائے۔ جیسی کہ موت طبعی کے وقت نہیں رہتی۔ اور ان سے باہر نکلتے ہیں۔ اور ان کو ترک کرتے ہیں۔ اور حقیقت زندگی یہ ہے۔ کہ دنیا اور آخرت سے رغبت نہ رہے۔

قال علیه السلام الدنیا حرام اهل الآخرت والآخرت

حرام علیٰ اهل دنیا و هما حرام مان علیٰ اهل الله تعالیٰ۔

تیسرے اصل توکل یعنی بھروسہ کرنا اللہ تعالیٰ پر ہے۔ توکل کہتے ہیں۔ اسباب اور کسب سے خدا تعالیٰ پر اعتماد کلی ہونے کی وجہ سے یک بارگی ایسے باہر آنے کو جیسے موت طبعی کے وقت اسباب اور کسب سے کوئی شخص باہر آتا ہے۔ اور اعتماد کلی اس کا ہر امر میں خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے۔

چوتھے اصل قناعت ہے۔ اور قناعت کہتے ہیں۔ شہوات نفسانیہ اور تمغات حیوانیہ سے ایسے باہر نکلنے کو جیسے موت طبعی سے باہر نکلتے ہیں۔ اور بقدر اضطرار کے یعنی حاجات انسانی کے جن کے بغیر چارہ نہیں۔ اور زندگی نہیں۔ نفس کا حق ہے۔ ان کو کام میں لانے کا یہاں تک کہ کھانے اور پہننے کو رہنے میں بھی حد ضرورت اشد اور اضطرار سے بڑھیں۔

Marfat.com

پانچواں اصل عزلت ہے۔ اور عزلت کہتے ہیں۔ اس کو سوائے شیخ اپنے کے اور خلقت سے بالکل مخالطت چھوڑ دے۔ اور ایسا انقطاع کرے۔ جیسا کہ موت طبعی سے انقطاع ہوتا ہے۔ اور اپنے شیخ سے صحبت کی اس لئے ضرورت ہوتی ہے۔ کہ وہ مربی اس کا ہے۔ اور مانند غسال میت کے ہے۔

پس لائق یہ ہے۔ کہ طالب اس کی خدمت میں ایسا رہے۔ جیسے مردہ غسال کے پاس رہتا ہے۔ اور جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اس طرح مردہ کو رکھتا ہے۔ تا کہ اسی طرح شیخ بھی اس میں تصرف کرے۔ اور لوث حوادت اور خبابت بیگانگی یعنی اس کو ازدواج روح اور نفس پیدا ہوگیا ہے۔ اور مانع شہود دائمی کا ہوا ہے۔ آب ولایت سے دھوئے اور اصل عزلت کی یہ ہے۔ کہ اس عزلت سے جو اس محسوسات میں تصرف کرنے سے رک جائیں۔ کیونکہ جو آفت اور بلا روح پر آتی ہے۔ اور نفس اس سے طاقت پاتا ہے۔ اور موٹا ہوتا ہے۔ وہ روزن جو اس سے آتی ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے نفس روح کو اپنا تابع کرتا ہے۔ اور جہنم طبیعت میں لے جا کر قید کرتا ہے۔ پس عزلت اور خلوت جو اس سے نفس کی مدد دیتا ہے۔ شیطان کی طرف منقطع ہو جاتی ہے۔

اور نیز اعانت ہوا اور شہوت کی بھی منقطع ہو جاتی ہے۔ اور حکم خلوت اور عزلت حواس رکھنے کا ایسا ہے۔ جیسا کہ طبیب کسی مریض کے معالجہ کے وقت اوّل اس کا احتمال کرتا ہے۔ جو مضر ہو۔ اور اس کی مرض کو بڑھاتا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ احتمال ہر دوا کا سر ہے۔ طبیب بعد احتمال کے ایسے مسہل سے معالجہ کرتا ہے۔ جو مواد فاسدہ کا ازالہ کرے۔ اور قوائے طبیعہ اور حرارت غریزیہ کو مواد کے تحت میں پوشیدہ ہوگئی تھی۔ قوت دے۔ اور مستقل کرے۔ تا کہ مرض زائل ہو۔ اور صحت

Marfat.com

حاصل ہو۔ اور یہاں یعنی معالجہ امراض نفسانی اور قلبی میں بعد احتمال کے مسہل اور مواد فاسدہ کا تنقیہ کرنے والا ذکر دائم ہے۔ اور وہ مسہل یعنی ذکر دائم بعد احتمال قناعت اور عزلت کے ہے۔

چھٹے اصل ملازمت ذکر ہے۔ یعنی سوائے اللہ کے خروج کرنا اور اس کا پاس بھول جانا۔ جیسے موت قطعی کے وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے سب کو بھول جاتا ہے۔ ایک وہی یاد رہتا ہے۔ اور یہ بات کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور کلمہ ایک معجون جو نفی اور اثبات سے مرکب ہے۔ نفی سے وہ تمام مواد فاسدہ زائل ہوتا ہے۔ جس سے دل مریض ہے۔ روح قید تھی۔ نفس کو تقویت اور اس کی صفات یعنی اخلاق نفسانیہ اور اوصاف شہوانیہ اور تعلقات کونین کی تربیت تھی۔ اور اثبات الا اللہ سے جو قلب کی صحت اور سلامتی ان بری خوؤں سے جو اس کو انحراف مزاج اصلی سے پیدا ہو گئی تھی۔ حاصل ہوتی ہے۔ اور دل اس نور سے جو اس میں پیدا ہوتا ہے۔ اور آتا ہے۔ اور درست ہو جاتا ہے۔ اور بسبب نور الٰہی کے زندگی پاتا ہے۔ اس حال میں روح حلیہ شواہدِ حق اور تجلی ذاتیاور صفاتی حق سے متجلی ہو جاتی ہے۔ زمین نفس ظہور الٰہی سے روشن ہوتی ہے۔ اور ظلمت صفات کی دور ہو جاتی ہے۔ ذاکریت مذکوریت سے اور مذکوریت سے ذاکرت متبدل ہو جاتی ہے۔ پس ذاکر ذکر میں فناہ ہو جاتا ہے۔ اور مذکورہ خلیفہ ذاکر ہو کر اس کی جگہ قائم ہو جاتا ہے۔ اور یہ حال ہو جاتا ہے۔ اور اس حال میں ذاکر کو ڈھونڈتے ہیں۔ تو مذکور کو پاتے ہیں اور مذکور کو ڈھونڈتے ہیں۔ تو ذاکر کو پاتے ہیں۔ زبان حال ایسے شخص کی یہ کہتی ہے۔ کہ جب تو اس کو دیکھنا چاہے تو مجھ کو دیکھ اور جب تو نے مجھ کو دیکھ لیا۔ تو اس کو دیکھ لیا۔

ساتویں اصل توجہ الی اللہ اپنے تمامی وجود کے ساتھ اور یہ خروج اور منہ موڑنا

Marfat.com

ایسے ہر داعی سے ہے۔ جو اس کو غیر حق کی طرف بلائے اور اللہ کی طرف ایسا متوجہ ہوتا ہے۔ جیسے موت کے وقت ہوتا ہے۔ پس چاہئے کہ توجہ الی اللہ ایسی ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کا کوئی مطلوب اور محبوب اور مقصود باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہ اگر مقامات انبیاء و مرسلین کے بھی اس کے سامنے کریں۔ تو کچھ التفات اس کی طرف نہ کریں۔ جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی صدیق ہزار برس تک اللہ تعالیٰ کا اقبال کرے۔ اور ایک لحظہ اس سے اعراض کرے تو اس لحظہ کا نقصان اس مدت دراز کے حصول سے زیادہ ہے۔

آٹھویں اصل صبر ہے۔ اور صبر کہتے ہیں۔ اس کو کہ حظوظ نفس سے مجاہدہ اور اس کے ساتھ اپنے اختیار سے ایسا خروج کرے اور باہر نکلے۔ جیسے موت طبعی سے خروج کرتا ہے۔ اور جس چیز سے نفس فی الالفت کر رکھی۔ اور ان کو دوست بنا رکھا ہے۔ ان سے الگ رہنے میں جو اس کو سخت تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔ اس میں ثابت اور قائم رہے۔ اور یہ اس لئے کہ نفس کی تربیت ہو۔ جس کو اس نے دوست بنا رکھا ہے۔ اس کا سیل اس سے بالکل جاتا رہے۔ اور راہ راست پر مستقیم ہو جائے۔ اور اس سے منحرف نہ ہو تا کہ کدورت نفس سے صاف ہو جائے اور روح ان رنگوں سے جو نفس کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ جلا پالے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً یَّهْتَدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ۔

یعنی ہم نے ان کو پیشوا بنایا۔ ہمارے فرمانے سے وہ لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ جب کہ صبر کرتے ہیں۔ اور ہماری آیات پر جو ہم نے بھیجی ہیں یقین رکھتے ہیں۔

نویں اصل مراقبہ ہے۔ مراقبہ اس کو کہتے ہیں۔ کہ اپنے فعل اور توانائی کو نہ دیکھے۔ اور بخشائش الٰہی پر اپنی نظر کرے۔ اور دل میں ماسوائے کوئی نہ آئے۔ اور

Marfat.com

جمیع احوال اور اوصاف سے خواہ وہ کتنے ہی بڑے ہوں۔ منہ پھیرے رکھے۔ اور دریائے محبت الٰہی میں ڈوبا رہے۔

اس حال سے کہ وہ اس کے دیدار کا مشتاق اور اس کا دل آرزومند ہو۔ اور جان اس کی اس کی جناب میں نالہ کناں ہو۔ اور اسی سے مدد چاہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسی پر اپنی رحمت کا دروازہ اس نور کے سبب سے کھول دے۔ جو مطلع رحمت الٰہی ہے۔ اس کے دل پر آئے اور نفس پر چمکے اور نفس کی ظلمت اور امارگی ایک چشم زدن میں کھودے۔ جو سی یعنی تیس ۳۰ سال کے مجاہدہ سے بھی دور نہیں ہو سکتی تھی۔ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ یعنی جب رحمت الٰہی پہنچتی ہے۔ تو وہ امارگی نفس کی زائل ہو جاتی ہے۔ بلکہ نفس کی بدیوں کو روح کی نیکیوں میں تبدیل ہونا پڑتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ حَسَنَاتٍ"

بلکہ ابرار اور نیکو کاروں کی نیکیاں الطاف الٰہی کے واسطے سے مقربوں کو جو ارباب مراقبہ میں پسند نہیں ہوتی ہیں۔ اور وہ حسناتِ ابرار کو سیئات اپنے جانتے ہیں۔ اور یہ امر اس وجہ سے ہے۔ کہ ان پر تلطف اور فضل اس کا زیادہ ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اَحْسَنُو الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃ یعنی اس کیلئے جو مقام احسان میں ہیں۔ یعنی مقام مراقبہ اور مشاہدہ میں ہیں۔ مرتبہ حسن اور زیادتی کا ہے۔ اس مراقبہ پر اور زیادتی اس کی فضل اور تلطف سے ہے۔ نہ عمل کی وجہ سے ایسا فضل کرتا ہے۔ وہ جس پر چاہتا ہے۔

دسویں اصل رضا ہے۔ اور رضا اس کو کہتے ہیں۔ کہ اپنے نفس کی رضاؤں سے خارج ہو۔ اور رضا میں داخل ہو۔ اس حال سے کہ جس قدر احکام ازلیہ ہیں۔ ان کو

Marfat.com

تسلیم کرے اور اپنے تئیں تدبیرات ابدیہ کو تفویض کرے۔ اور اعتراض سے اعراض کرے۔ جیسے کہ موت طبعی کے وقت حال اس کا ہوتا ہے۔ اور اس کا حال ایسا ہو جائے۔ جیسے کسی نے کہا ہے۔

و کلت الی المحبوب اسریٰ کلمه فان شاء احیانی و انشاء اتلف ۔یعنی میں نے اپنے سب کاموں کو اپنے محبوب پر چھوڑا ہے۔ وہ مجھ کو زندہ رکھے ۔ چاہے تلف اور نابود کرے۔ پس جس کسی کے اس طریقہ سے اوصاف ظلماتیہ دور ہو گئے اور مر گئے۔ موت ارادہ اس کو حاصل ہو گئی۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ اپنے نورِ عنایت سے زندہ کرتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ **اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا اَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا**۔

یعنی کیا اس شخص کا قصہ اور داستان جو اوصاف ظلماتی سے کہ شجرہ انسانیہ میں مر گیا ہو۔ اور حیات حقیقی سے لازم اوصاف اور اخلاق ربانی ہیں۔ اس کو ہم نے زندہ کیا ہو۔ اور انوارِ جمال اپنے سے نور اس کو ہم نے دیا ہو۔ تاکہ اس نور سے نفرت کرے۔ اور لوگوں سے آکر احوالِ باطنی ان کا دریافت کرے۔ ایسا ہے۔ کہ قصہ اور داستان اس شخص کا ہے۔ جو ظلمات صفات شجرہ انسانیہ میں رہ کر گرا ہوا اور نور مومنیت یعنی نور ایمان کا شگوفہ اس کا نہ کھلا ہو۔ اور درخت ولایت اور نبوت سے اس نے پھل پایا ہو۔ یعنی یہ بات نہیں ہے۔ کہ شخص مقدم الذکر شخص موءخر الذکر کی مانند ہو۔ بلکہ اس اور اس کے حال میں کچھ مناسبت نہیں ہے۔

انتہٰی کلام حضرت نجم الدین کبریٰ قدس سرہ

یہ اصول جو حضرِت ابوالحسنات نجم الدین کبریٰ نے بیان فرمائے طریقت کے

Marfat.com

تھے۔ جولب لباب شریعت کے ہیں۔ کہ جب طریقت پوری ہوتی ہے۔تو ہر ایک شے کی حقیقت کھلتی ہے۔اور جب حقیقت معلوم ہوتی ہے۔تو پھر معرفت ہوتی ہے۔

حضرت بلھے شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

شریعت ساڈی دائی اے　　　　طریقت ساڈی مائی اے
اگوں حق حقیقت پائی اے　　　　تے معرفتوں کجھ پایا اے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا اے

یہاں طریقت کو مائی کیوں کہا۔ کہ ماں سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور عشق کی پیدائش طریقت سے ہوتی ہے۔ اور شریعت کو دائی کیوں کہا۔ کہ دائی بچہ کو دودھ پلاتی ہے۔ اس سے بچہ پرورش پاتا ہے۔ اسی طرح شریعت سے اطفال عشق کی پرورش ہوتی ہے۔ اور یہ بات واضح ہو کہ عشق ہر فرد بشر میں اعلیٰ قدر استعداد حود بالقوہ موجود ہے۔ مگر وہ ایک طریقت جس کو اطباحب روحانی یعنی اولیائے کرام جانتے ہیں۔ ظاہر اور بالفعل ہوتا ہے۔ اور مخصوص انسان میں عشق الٰہی کا مودع ہوتا ہے۔ اور کسی میں نہ ہوتا آیت فَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کہ جیسے ہر جسم برق یعنی بجلی موجود ہے۔ مگر حالت محمود میں ہے۔ ایک ترکیب سے جیسے اجسام متناسب کو باہم رگڑنا ہے۔ یا ان کا مس کرنا ہے۔ ظاہر ہوتی ہے۔ اور اپنے عجائب آثار جیسے دو جسموں میں کشش یا نفرت کا پیدا ہونا اور صدمہ پہنچانا نورانی صورت میں ظاہر ہونا۔ آناً فاناً میں ہزاروں کوس چلے جانا۔ پانی میں آگ لگانا دکھاتی ہے۔ ایسے ہی عشق الٰہی میں جو ایک برق اعظم ہے۔ اور جس کو برق انسانی کہنا نہایت مناسب ہے۔ اور برق اجسامی سے ہزارہا درجہ زیادہ خواص اور آثار اپنے ظاہر کرتا ہے۔ اور نفس کی خس و خاشاک کو فوراً جلا کر نیست و نابود کر دیتا

ہے۔ اور روح کے نور کو چکا دیتا ہے۔ اور سینکڑوں برس کی منزلوں پر لمحوں میں پہنچا دیتا ہے۔ اس کی تعریف میں یوں لکھا ہے۔

العشق نار یحرق ماسوای المطلوب ۔یعنی عشق ایک آگ ہے۔ ماسوالمطلوب کے جو کچھ پاتا ہے۔ جلا دیتا ہے۔

شعر

عشق آں شعلہ است کہ چوں او بروخت
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

مولانا روم فرماتے ہیں۔

شادباش اے عشق خوش، ماسوائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے تو افلاطون و جالینوس

اور ایضاً عشق کی تعریف میں اور آغاز میں یوں لکھا ہے۔

تیغ لادر قتل غیر حق براند
در نگر زاں پس کہ غیر اِلاّ چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
شادباش اے عشق بعد از سوز رخت

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ دیکھو تکملہ نفحات ۲۲۴

با عشق تو ام ہوا نماندست و ہوس
با آتش سو زندہ چہ ساں ماند خس

Marfat.com

خواہد ز مقصود دل خود ہمہ کس
جامی از تو ہمیں ترا خواہد و بس

ایضاً فرماتے ہیں۔

می کنی جامی گم اندر عشق اسم درسم خویش
آفریں باد آفریں رسمے کہ پیدا کردہ

شاہ نیاز احمد بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

یک حرف ز عشق خود سبق دہ
خوانم قصص و کتاب تا کے

حضرت فرید الدین عطار قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کفر کافر راو دین دین دار را
ذرہ دردِ دلِ عطار را

پس عشق حقیقی کی جتنی تعریف کریں۔ اتنی ہی تھوڑی ہے۔ پیدائش اس کی اور ظہور اس کا موسبت الٰہی سے یا طریقت سے جیسے برق تمام اجسام کی رگ و جان میں بالقوہ موجود ہوتی ہے۔ اور ظہور اس کا خود بخود قدرت الٰہی سے ہوتا ہے۔ جیسے بادل کی بجلی سے یا ترکیب وصنعت سے جیسے بیٹری کی بجلی ہے۔ ایسے برق عشق الٰہی یا خود بخود اس کی موہبت سے کسی کے دل سے ظہور کرتی ہے۔ جذب پہلے ہوتا ہے۔ اور سلوک پیچھے۔ مگر واضح رہے۔ کہ یہاں روز مرہ میں اور بول چال میں سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ظاہری دو حالتوں کی تمیز کے لئے ایک برق قدرتی کہتے ہیں۔ جیسے بادل کی بجلی۔ اور دوسرے کو برق مصنوعی کہتے ہیں۔ جیسے بیٹری کی بجلی۔ مگر بنظر حقیقت دیکھو۔ تو دونوں قدرتی برق ہیں۔ کس لئے کہ بادلوں کے سوائے جس قدر

Marfat.com

اجسام ہیں۔ ان سب میں بھی برق کو پہلے سے قدرت نے رکھا ہے۔ اور بادلوں میں بھی اس نے اس کو بھرا ہے۔ حقیقت دونوں کی ایک ہے۔

ظہور کے حالات سے کہنے کو یہ دو نام ہیں۔ جو محض اعتباری ہیں۔ خود بخود ابر کا پیدا ہونا۔ اور اس میں برق کا چمکنا۔ مینہ کا برسنا یہ سب اس کی قدرت سے ہے۔ ایسے ہی عشق الٰہی کا ایک وہبی ہے۔ وہ خود بخود بلا طریقت کے کسی کے دل سے اولاً پیدا ہوتا ہے۔ اور سلوک طریقت کے بعد مجذوب کرتا ہے۔ اور دوسرا اکتسابی ہے۔ جو طریقت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور سلوک طریقت کے بعد مجذوب کرتا ہے۔ مگر بنظر حقیقت دیکھو۔ تو دونوں ایک ہی ہیں۔ اوّل طالب طلب کے دل میں پیدا کرنا۔ اور پھر طریقت پر چلانا۔ ہر آفت سے بچا کر منزل مقصود تک پہنچانا۔ یہ سب اس کی موہبت کا کام ہے۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ دیکھو سلسلہ الذہب ۳۸۲

ما بر اہل طلب خدائے مجید   متجلے نہ شد باسم مرید

باارادت کسے نہ شد موصوف   نہ محبت کسے نہ شد محروف

شعر

ہر آں چیز را تانیابی مجوئی

مگر دوست را تا نیابی مجوئی

پھر اگر نظر حقیقت اور معرفت سے دیکھو گے۔ تو الفاظ عشق حقیقی اور عشق مجازی اعتباری محض واسطے سمجھنے اور سمجھانے حالات کے پائے جائیں گے۔ اور اصل عشق حقیقی ہے۔ جس نے مجازی میں ظہور کیا ہے۔

Marfat.com

صاحبو دل رباعی نہ صاحبو خاک است
بلکہ کرشمہ سر پاک است

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

(دیکھو سلسلہ الذہب ۳۸۲)

عشق ہر چند بین و بین آمد — میل جذبے زجانبین آمد
لیک عشق حق است اصل وراں — پر توے افتاد بر دگراں
ذات حق باہمہ صفات بہم — جز وجوب دوجود ونعمت وقدم
وز حقائق با سر ہا ساریست — در مجازی جسم وجاں جاریست
لیک پردہ زردے خود نکشاد — ہیچ عاجز بقدر استعداد
آں یکے مستعد دانائی — داں دگر قائل توانائی
علم و دانش ازاں یکے زوسر — فعل وقدرت شمر وزاں دیگر
شد یکے مظہر ارادت وخواست — شیوہ عاشقی ازد برخاست
تافت بروئے جمال غرم قدم — دررہ عاشی نہادہ قدم

بیان منازل ومقامات عشق

واضح ہو کہ راہ عشق کے منازل ومقامات میں پہلے مجازی بیان کئے ہیں۔ اسی کی مثال پر حقیقی کو سمجھئے۔

(۱) پہلے شوق یا انس (۲) محبت (۳) جذبہ ومقدمہ عشق ہے۔

(۴) عشق جو فرط محبت کا نام ہے۔

کسی کے اوصاف سن کر شوق ملنے کا پیدا ہوا۔ یا پاس بیٹھنے سے انس پیدا

ہوگیا۔ جس سے دل کو چین سا آنے لگا یہ پہلا مقام ومنزل۔ اگر وہ رابطہ قائم رہا اور شوق وانس کے مقام سے بڑھ گئے۔ محبت پیدا ہوگئی۔ اس سے الگ ہونے کو جی بالکل نہیں چاہتا۔ عقل پر زوال آنا شروع ہوا۔ جب محبت کا رابطہ قائم رہا۔ اس کے مقام سے بڑھے جذبہ پیدا ہوا۔ اب بدون قرب محبوب کے چین نہیں پڑتا۔ ہر گھڑی دل اس کی طرف کھنچتا ہے۔ اور تڑپتا ہے۔ یہاں تک بھی کچھ عقل جزوی باقی ہے۔ جذبہ کا رابطہ قائم رہا۔ اس کے مقام سے بڑھے۔ عشق پیدا ہوگیا۔ اور از خود رفتگی۔ اب تن کی خبر ہے نہ بدن کی۔ معشوق ہو تو جیتے ہیں۔ نہیں تو مرتے ہیں۔ یگانگی اور بیگانگی سے بھاگتے۔ اور معشوق کی گلی کو بھاگنے لگے۔ عقل جزوی رخصت ہوئی۔ آہ آہ آہ

شاہ نیاز احمد علیہ الرحمۃ صاحب بریلوی فرماتے ہیں۔

من گشتم از دوچشم ساقی پیمانہ نوش

الفراق اے ننگ وناموس الوداع وعقل وہوش

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بدون طے کرنے منازل انس ومحبت و جذبہ کے آنکھیں چار ہوتے ہی عشق کے مقام میں پہنچ جاتے ہیں۔ مگر ایسا شاذ ونادر ہی ہوتا ہے۔ علی العموم نہیں۔

بیان اقسام محبت

واضح ہو کہ محبت چار قسم کی ہوتی ہے۔ ذاتی۔ صفاتی۔ افعالی۔ آثاری۔

جیسے مولانا جامی علیہ الرحمۃ سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

یا بود عشق مستثنیٰ از ذات
یا بود منبعت ز حسن و صفات
یا از افعال دمار ز آثارش
ے شمر منحصر دریں چارش

اثر نتیجہ فعل کا ہے۔اور فعل نتیجہ صفت کا ہے۔اور صفت ذات سے قائم ہوتی ہے۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔(دیکھولواح)

ایں نکتہ گفتم اے طلب گار یقین
ذات و صفت و فعل از چیست بہ بین

(۱) محبت آثاری کا بیان

محبت آثاری وہ ہے جو کسی کے ساتھ کسی اثر کی وجہ سے ہو جب تک وہ اثر ہے۔محبت ہے۔جب وہ نہیں محبت نہیں۔جیسے ایک شخص کسی چیز کو جان کے ساتھ لگائے پھرتا ہے۔اسی وجہ سے کہ اس میں ایک خاص اثر ہے۔جب وہ اثر کسی وجہ سے اس میں نہ رہا۔تو اس کو پھینک دیا۔یہاں ظاہر ہے۔کہ اس شے سے محبت نہ تھی۔ایسے ہی ایک شخص نہایت اچھا خوشنویس ہے۔تو اس شخص سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ خوشخطی اس کی اس کو پیاری ہے۔اور ایک کتاب اس کو اس سے لکھوائی ہے۔جب وہ کتاب لکھوالی۔مطلب برآیا۔محبت جاتی رہی۔یہاں ظاہر ہے۔کہ اپنی غرض سے محبت تھی۔نہ خوشنویس سے۔پس تابعرض جتنی محبتیں ہیں۔وہ آثاری ہیں۔غرض کے جاتے رہنے سے محبت بھی جاتی رہتی ہے۔

Marfat.com

(۲) محبت افعالی کا بیان

محبت افعالی وہ ہے جو کسی کے ساتھ فعل کی وجہ سے ہو۔ جب وہ فعل نہیں تو محبت نہیں۔ جیسے ایک شخص اپنی جورو سے جو نہایت کریہ منظر ہے۔ اس وجہ سے محبت رکھتا ہے۔ کہ فعل ام الشہوات جو اس کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ اس کو پیارا ہے۔ جب اس کام کے لائق نہ رہی۔ محبت جاتی رہی۔ دوسری بیوی کر لی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس کو محبت افعالی تھی۔

کسی نے کیا اچھا کہا ہے (دیکھو جملہ تکملہ نفحات)

رباعی

معشوقہ کہ شدز کارہا عاشق من　　گفتا کہ نہ بعاشقی لائق من
وصلست زمن کام تو آئے ہستی　　تو عاشق کام خویش نے عاشق من

اسی طرح گھربار نوکر چاکر گھوڑے ٹٹو وغیرہ وغیرہ سے جو کسی کو محبت ہوتی ہے۔ وہ محبت افعالی ہوتی ہے۔ جیسے کسی کا قول ہے۔

کام پیارا نہ چام

(۳) محبت صفاتی کا بیان

محبت صفاتی وہ ہے۔ جو کسی کے ساتھ کسی صفت کی وجہ سے ہو۔ جب وہ صفت اس میں نہیں رہتی۔ جیسے کوئی شخص صفت خوش الحانی کی رکھتا ہے۔ اور ایک شخص کو خوش الحانی پیاری ہے۔ اس وجہ سے وہ اس خوش الحان سے محبت کرتا ہے۔ تو

Marfat.com

وہ محبت صفاتی ہے۔ جب اس کی خوش الحانی کسی عارضہ وغیرہ سے جاتی رہی۔ ایسے ہی مثلاً کسی میں صفت حسن و جمال ہے۔ اور کسی کو حسن و جمال پیارا ہے۔ کہ یہ حال ایک عالم کا ہے۔ وہ شخص اس حسن و جمال کی محبت کی وجہ سے اس حسین و جمیل کا محبّ بن گیا ہے۔ پس جب تک وہ حسن و جمال ہے۔ محبت ہے۔ جب وہ حسن و جمال نہ رہا۔ وہ محبت نہ رہی۔ اس سے ظاہر ہے۔ جو لوگ حسن و جمال ظاہری پر مرتے اور دعویٰ محبت اور عشق ذاتی کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں۔

(۴) محبت ذاتی کا بیان

محبت ذاتی وہ ہے۔ جو کسی کے ساتھ کسی فعل یا اثر یا صفت کی وجہ سے نہ ہو۔ اور ان کے زوال سے محبت زائل نہ ہو۔ اپنی اصلی حالت پر قائم رہے۔ ایسی محبت کی بڑی پہچان یہ ہے کہ محبت ہوتی ہے اور وجہ اس کی معلوم نہیں ہوتی۔ لیلیٰ مجنوں، ہیر رانجھا وغیرہ عاشقانِ صادق کی محبت ایسی ہی سنی جاتی ہے۔ سب مجازی محبتوں میں اس محبت کا مرتبہ بڑا ہے۔ کہ ذات کے قیام تک ہی رہتی ہے۔ اور اکثر پیچھے بھی اس کا اثر رہتا ہے۔ اور محبتوں میں یہ بات نہیں ہوتی۔

مسئلہ اوپر کے مقام میں نیچے کا مقام درج ہونا

اور نیچے کے مقام میں اوپر کا مقام درج ہونا

بیان۔ سبق سے ظاہر ہے۔ کہ جس کو محبت آثاری ہوتی ہے۔ اس کو محبت ذاتی نہیں ہوتی۔ کہ نیچے کے مقام میں اوپر کا مقام درج نہیں ہوتا۔ اثر کے جاتے رہنے سے ذات سے محبت جاتی رہتی ہے۔ مگر جس کو محبت ذاتی ہے۔ وہ صفاتی اور افعالی

Marfat.com

اور آثاری بھی رکھتا ہے۔ کہ اوپر کے مقام میں نیچے کا مقام درج ہوتا ہے۔ جیسے ایک شخص کسی کا محبّ ذاتی اور عاشق ہے۔ تو جو صفتیں معشوق کی ہیں۔ یا جو افعال اور آثار معشوق کے ہیں۔ وہ ان کا بھی محبّ ہے۔ معشوق کے حسن و جمال پر مرتا ہے۔ معشوق کی آواز اس کیلئے دلکش ہے۔ اس کے کاموں پر جی فدا کرتا ہے۔ اور معشوق کے نقش قدم کو آنکھوں سے لگاتا ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ الذہب میں فرماتے ہیں۔ کہ ایک حبشی عاشق نے اپنا حال اس طرح بیان کیا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۴۱۲)

ذات من نیست جز محبت ذات ۔۔۔ ذات بر من رداست رہ نہ صفات
من صفت بہر ذات مے جویَم ۔۔۔ نہ برائے صفات مے پویَم
چوز دل برق عشق شدلا مع ۔۔۔ ذات متبوع شد صفت تابع
من صفت بہر ذات دارم دوست ۔۔۔ نہ دریں عشق ذات تابع اوست

دیگر فرماتے ہیں:

چوکنی میل ذات بہر صفات ۔۔۔ ہست معشوق تو صفات نہ ذات
ہر صفت کش تو عاشقی بمثال ۔۔۔ چو شود بالفیض خود میدال
عشق تو نیز رد نہد بزدال ۔۔۔ بلکہ گیرد بہ نفرت استدلال

اور واضح رہے کہ اگر نیچے کا مقام اوپر کے مقام میں درج نہیں ہوتا، مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نیچے کا مقام اوپر کے مقام کا وسیلہ اور سبب ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی کو پہلے کسی شے سے محبت آثاری ہوئی۔ اس کے ذریعے سے محبت افعالی ہو گئی۔ اس کے ذریعے سے محبت ذاتی ہو گئی۔ اس طرح کبھی کبھی محبت مجازی سے محبت حقیقی ہو جاتی ہے۔

محبت حقیقی کا بیان

جتنے اقسام محبت مجازی کے ہیں۔ اتنے ہی اقسام محبت حقیقی کے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص خدا سے اس وجہ سے محبت رکھتا ہے کہ اس کی بنائی ہوئی مخلوق صنائع بدائع سے اس کو محبت ہے۔ تو وہ محبت آثاری ہے۔ یا اس کے ساتھ اس کے کسی فعل کی محبت سے جیسے رزق دینا۔ صحت اور اولاد بخشنا وغیرہ وغیرہ میں محبت رکھتا ہے۔ تو وہ افعالی ہے۔ یا اس کے ساتھ اس کی کسی صفت کی محبت سے جیسے گناہوں کو بخشنا وغیرہ ہیں۔ محبت رکھتا ہے۔ تو وہ محبت صفاتی ہے۔ اور اگر بغیر ان جملہ وجوہات کے محبت رکھتا ہے۔ تو وہ محبت ذاتی ہے۔ ان سب میں ظاہر ہے۔ کہ محبت ذاتی کا سب سے بڑا رتبہ ہے۔ مگر دیگر محبتوں کو بھی قیام ہے۔ اس لئے کہ صفات اور آثار اور افعال الٰہی کو زوال نہیں۔ پس ان کی محبت سے بھی جو محبت ہوگی۔ اس کو زوال نہ ہوگا۔ محبت ذاتی اور حقیقی کی تعریف میں مولانا جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عشق ذات آں شود کہ باشد دل ۔۔۔ سوئے حق خالی از غرض مائل
نہ بیاید ر خویشتن طلبی ۔۔۔ کز بنا شد ز معنیش سببے
کششے خیز د از در ونہ جان ۔۔۔ کہ عبارت ازاں کشش نتواں
ہم عبارت ازاں بود کوتاہ ۔۔۔ ہم اشارت دراں بود گمراہ
گر بہ پرسی کہ کیست محبوبت ۔۔۔ زیں تگ دپوے چیست مطلوبت
خوابت از چشم اشک بار برد ۔۔۔ صبرت از جان بے قرار کہ برد
رد براہ داشت جان آور ہست ۔۔۔ چوں فتادی زرہ کہ زوآور ہست

Marfat.com

در جواب سوال ماند لال دم نیا روز و از حقیقت حال
ہر چہ بر خاطرش شود ظاہر باشد از حسب حال او قاصر

جس قدر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہوئے۔ سب محبّ ذاتی ہوئے ہیں۔ نہ کہ صفاتی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت ذاتی کا حال مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے سلسلۃ الذاہب میں اس طرح لکھا ہے کہ ایک بار ملائکہ ان کے امتحان محبت کیلئے آدمیوں کی صورت بن کر آئے۔ اور ان کے پاس آکر اللہ تعالیٰ کا نام تسبیح وتہلیل کی۔

زاں نواؤ صدائے جا نفزا عقل و ہوش خلیل رفت ربا
نام جاناں شنید و جاں فشاند آستیں بر ہمہ جہان فشاند

جب وہ ملائکہ تسبیح وتہلیل سے چپ ہو رہے۔ تو

باخود آمد خلیل و داد آواز کیں نوا راز تو کنید آغاز
جان من از سماع تا شد سیر بر خموشی چرا شدید دلیر
حالت صوفیاں نکشتہ تمام بر مغنی بود سکوت حرام

ملائکہ نے کہا۔ ہم بے اجرت ذکر نہیں کرتے۔ اگر آپ ہم کو کچھ دیں تو ہم پھر اللہ کا نام لیں۔ آپ نے فرمایا، کہ جو کچھ مال میرے پاس ہے اس کی دو دانگ تیرے پر نثار کرتا ہوں۔

بار دیگر کنید بہر خدا ایں نوائے طرب فزائے را

ملائکہ نے پھر اور بھی فصاحت اور درد سے تسبیح اور تہلیل الٰہی کی۔ اس سے اور بھی زیادہ آگ ابراہیم علیہ السلام کے دل میں بھڑک اٹھی۔

Marfat.com

دل و جانش و را ہتراز آمد — وجد د حال گزشتہ باز آمد

پھر ملائکہ خاموش رہے۔

بانگ برداشت آں ستودہ سیر — کہ فدا میکنم دو وانگ دگر

باز ایں ذکر را اعادہ کنید — شورش و وجد من زیادہ کنید

جان من ماہی ست وذکر حق آب — صبر ماہی زآب نیست صواب

ماہی از آب صبر نتو اند — در کند صبر زندہ کے ماند

ہر چہ از آب بر کنار بود — آں نہ ماہی است سوسمار بود

پھر ملائکہ نے اور بھی زیدہ فصاحت اور درد سے اللہ کا نام لیا۔

شد خلیل از سماع آں بے خویش — ساخت طے پردہ وجود از پیش

کردہ بر خود لباس ہستی شق — سر بروں روز حبیب ہستی حق

پھر ملائکہ چپ ہو رہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ سب میں نے تم پر فدا کیا۔ ایک بار پھر اسی طرح کہو۔ ملائکہ نے پھر اور بھی خوش الحانی سے اللہ کا نام لیا۔

شد از خلیل از نوائے ایشاں مست — داد یک بار گی عنان از دست

وقت خوش یافت ازاں ترانہ خوش — دست ہمت فشاں صوفی دش

ہر چہ بودش ز ملک و مال پسند — جملہ دریائے مطرباں افگند

جب یہ حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ملائکہ نے دیکھا تو ملائکہ ظاہر ہوئے۔ اور آپ سے کہا۔ ہم فرشتے ہیں۔ تمہاری محبت کے امتحان کے لئے آئے ہیں۔

تو خلیل وز درد عشق خدائے — متحلل شدہ ز سرتا پائے

جزو جزو تو از قدم تا فرق — گشتہ در خلت و محبت غرق
عشق تو ذاتی است نے غرضی — گشت صافی رشوب ہر غرضی
عشق چوں بر جمال ذات بود — حا شا للہ کہ بے ثبات بود

بیان محبت انسان

اب سوال یہ کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی انسان صحیح المزاج ایسا ہوگا جس کو کسی قسم کی محبت نہ ہوگی۔ اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ کہ نہیں۔ کیونکہ

الانسان لا یدر من محبوب یعنی انسان کیلئے یہ امر لابدی ہے۔ کہ کوئی اس کا محبوب ہو۔ **فلبعض هم حب الدنیا الشهوٰت من النساء والنبین والقناطیر المقنطرة من الذهب والفضة و الخیل المسومة والانعام والحرث ذٰلك متاع الحیوٰة الدنیا** ہے۔ **والبعضهم حب الأخرة** اور بعضوں کیلئے حب آخرت کی ہے۔ یعنی نعمائے بہشتی کی ہے۔ **بعضهم حب الله** اور بعضوں کے لئے **حب الله** کی ہے۔

اور ہر ایک صاحب کو چاہئے۔ کہ اپنے حال پر غور کر کے اپنے مقدمہ کے آپ ہی منصف ہوں۔ اور فیصلہ کر لیں۔ کہ کس قسم کی محبت ان کو ہے۔ اگر محبت دنیا کی ہے۔ تو افسوس کا مقام ہے کہ وہ باقی نہیں۔ فانی ہے۔ اور چند روزہ ہے۔ اور اگر محبت آخرت کی ہے۔ تو بہ نسبت محبت دنیا کے غنیمت ہے۔ اور اگر محبت اللہ کی ہے۔ تو واہ واہ کیا کہنا۔

Marfat.com

محبت مجازی پیدا کرنے کی حکمت

جب یہ چاہیں کہ دو آدمیوں میں محبت پیدا ہو جائے۔ تو دیکھیں کہ جس میں محبت پیدا کرنی ہے۔ اس کی کس اثر یا فعل یا صفت سے محبت ہے۔ اس میں پائی جائے۔ اس کی تلاش اس میں کریں۔ جس کے پیدا کرنے سے اگر اس میں وہ اثر یا صفت یا فعل پایا جائے۔ تو اس اثر یا فعل یا صفت کا تذکرہ اس سے کریں۔ جس سے محبت پیدا کرنی ہے۔ اس کے سننے سے اوّل اس کو شوق پیدا ہوگا۔ کیونکہ۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　　بسا کین دولت از گفتار خیزد

اور شوق سے وہ خود اس کی تلاش میں ہوگا۔ جب اپنے محبوب کو پائے گا۔ محب اس کا ہو جائے گا۔ جیسے دو شخص ہیں کہ ان میں محبت پیدا کرنی منظور ہے۔ دریافت کیا کہ اس شخص کو جس میں محبت دوسرے کی پیدا کرنی ہے۔ کس اثر یا فعل یا صفت سے محبت ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ اثر خوشخطی سے محبت ہے۔ یعنی حروف کی خوبصورتی اس کو پیاری ہے۔ پھر تلاش کیا کہ اس شخص میں جس کی محبت پیدا کرنی ہے۔ وہ فعل اور صفت ہے۔ جس کا اثر خوشخطی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ہے۔ پس اس شخص کے سامنے کہ جس میں اس کی محبت پیدا کرنی ہے۔ اس کا تذکرہ کیا۔ جن کی محبت پیدا کرنی ہے۔ اور اس کی اس صفت کو بھی باحسن طریق بیان کیا۔ جس کا اثر محبوب اس کا ہے۔ اس کو سنتے ہی شوق پیدا ہوگا۔ کہ اس کا لکھا ہوا میں دیکھوں۔ جب اس کو اس کا لکھا ہوا دکھایا جائے گا۔ اور اس کی آنکھوں میں وہ پیارا نظر آئے گا۔ تو اکثر شوق پیدا ہوگا۔ کہ چل کر اسے ملئے۔ جب اس سے ملے گا۔ محب ہو کر ملے گا اور اس میں جس کی محبت پیدا کرنی ہے۔ صفت خوشنویسی نہ ہوگی۔ تو پھر دیکھیں گے۔ کہ وہ شخص جس میں محبت کسی اور اثر یا فعل یا صفت سے محبت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ کچھ

Marfat.com

ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر شخص کو ایک ہی اثر یا فعل یا صفت سے محبت ہو۔ بلکہ چند افعال اور چند آثار اور چند صفات سے بھی اکثر کو محبت ہوتی ہے۔ پایا گیا کہ خوش الحانی سے محبت رکھتا ہے۔ پھر اس شخص میں کہ جس کی محبت پیدا کرنی ہے۔ اس صفت کو تلاش کیا۔ تو پایا گیا۔ کہ وہ خوش الحان ہے۔ اس کا تذکرہ اس سے کیا۔ کہ جس میں محبت پیدا کرنی ہے۔ اس کو اس کی آواز سننے کا شوق پیدا ہوا۔ اور جب آواز اس کی سنی۔ اور پیاری معلوم ہوئی۔ تو اس کا محبّ ہو گیا۔ اور اگر یہ صفت خوش الحانی بھی اس میں نہ پائی گئی۔ جس کے وسیلہ سے محبت پیدا کرنی ہے۔ تو پھر اس شخص میں جس میں محبت پیدا کرنی ہے۔ اور کسی فعل یا صفت کو تلاش کریں گے۔ جس سے اس کو محبت ہو گی۔ فرض کیجئے کہ تلاش سے معلوم ہوا۔ کہ وہ حسن و جمال کو بہت پیارا رکھتا ہے۔ کہ اس کی محبت اکثر آدمیوں کو ام الشہوات طبعی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور دریافت سے پایا گیا کہ وہ شخص جس سے محبت پیدا کرنی ہے حسین و جمیل ہے۔ اس کے حسن و جمال کا ذکر اس کے سامنے کیا گیا جس میں کہ محبت پیدا کرنی ہے۔ وہ سنتے ہی سو جان سے اس کے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور دولت حاصل کر کے محبّ جانی ہو گیا۔ ہزار ہا قصے اس صورت سے محبت پیدا کرنے کے سنے ہوں گے۔ اور روزمرہ یہ واقعات دنیا میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ایک پیشہ ور کی دوسرے پیشہ ور سے محبت اور بیوپاری کی تاجر سے محبت اور طالب علم کی استاد سے محبت بادشاہ کی رعایا سے محبت وغیرہ وغیرہ۔ جو مجازی محبتیں ہیں۔ وہ اگر انہیں صورتوں سے یا اتفاقاً پیدا ہوتی ہیں۔ یا کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

محبت حقیقی پیدا کرنے کی حکمت

یا پیدا ہونے کی صورت

یہ بھی قریب اس کے ہے۔اس کا کچھ حال قانون معرفت میں لکھا گیا ہے۔ اکثر محبت مجازی سے جو شہوت نفسانی کی وجہ سے نہ ہو۔محبت حقیقی پیدا ہو جاتی ہے۔اس لئے فرماتے ہیں۔

المجاز مقنطرة الحقيقة

اور مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

غنیمت دان اگر عشق مجازی ست
کہ از بہر حقیقت کار سازی ست

اور نیز سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں۔ دیکھو صفحہ (۲۱۶)

واں دگر گرچہ بود عشق مجاز — رہزن عقل و دین او ز آغاز
عاقبت حرف عاریت بستر و — رہ بسر منزل حقیقت برو
میوہ آں درخت چید دگزشت — جرعہ نداں قدح چشید وگزشت
سخن خوب و نکتہ سرہ بگفت — عارفے کا المجاز قنطرہ گفت
بررہ تو مجاز قنطرہ ایست — نکند کس فراز قنطرہ ایست
زود بگزر کہ سالکان سُبل — کم اقامت کنند بر سر پل
گرچہ آں پل بود برائے گزر — بحقارت بسوئے او منگر
کے زبحر تعلقات جہاں — کہ درو غرقہ اند سر دو جہاں
جز باں پل گزر تواں کردی — بے سر بعشق حقیقی آوردی

تحقیق محبت اور عشق مجازی کی یہ ہے۔ کہ بیان ما سبق پر غور کرنے سے واضح ہوگا۔ کہ محبت اور عشق مجازی کے چار مقام ہیں۔

(۱) کسی سے محبت یا عشق مجازی اپنی کسی خواہش یا لذت نفسانی کے حصول کی وجہ سے جو داخل محبت افعالی ہے۔

(۲) کسی سے محبت یا عشق مجازی دیگر محبت آثاری یا افعالی یا صفاتی یا ذاتی کی وجہ سے جو شامل مقام اوّل نہیں ہے۔

(۳) کسی سے محبت یا عشق مجازی حقیقی کے حاصل کرنے کیلئے یا اس محبوب میں کوئی معنی پائی جاتی ہے۔ جو موجب حصول اور ترقی عشق الٰہی کی ہوتی ہے۔ جیسے

دارو نشان یارے ہر دلبرے دیارے
بینم جمال روئش از روئے ہر نگارے
جز روئے اوندانم نہ روئے و ماہ روئے
جز خط و بخواہم از خط ہزار عذرے
عکسے ازاں جمال است ہر حسن وہر جمالے
نقشے ازاں نگاراست ہر نقش وہر نگارے

(۴) کسی سے محبت عشق مجازی عشق حقیقی کی وجہ سے یہ کہ پیارے کا فعل اور پیارے کی صفت بھی پیاری ہوتی ہے۔ اور ہر وقت پیارے کی یاد دلاتی ہے۔ اور فی الواقع یہ ظاہر ہوتا ہے کہ۔ **لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ ولا سواہ لا موجود الا اللہ**۔ ظاہر ہے کہ پہلا مقام نہایت ادنےٰ اور خراب ہے۔ دوسرا مقام اگرچہ تیسرے مقام سے گھٹیا ہے۔ مگر پہلے سے اعلیٰ اور اچھا ہے۔ تیسرا مقام اس سے افضل ہے۔ اور سبب عشق حقیقی ہے۔ اور چوتھے مقام کا کیا کہنا ہے۔

Marfat.com

کہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہے۔ پس عشق ومحبت مقام اوّل مذموم ومقام دوم وسوم و چہارم علی القدر مراتب محمود ہے۔ اہل علم پہلے اور دوسرے مقام میں پہنچے ہوئے اور اہل اللہ یعنی عاشقان و عارفان الٰہی تیسرے اور چوتھے مقام میں بڑھے ہوئے اور چڑھے ہوئے ہیں۔ جو فرق ان میں ہے۔ واضح اور روشن ہے۔ اس کو بھولنا نہ چاہئے اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دے۔ کہ ان میں تمیز رکھنی چاہئے۔ بہت سے نادان ان کو نہیں جانتے۔ اور ناواقفیت سے سب کو ایک کر دیتے ہیں۔ حفظ مراتب نہ رکھنا نہایت نامناسب بات ہے۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے سلسلۃ الذہب میں ان مراتب کی تشریح کی ہے۔ اور پسر صاحب جمال کا قصہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ایک پسر صاحب جمال نے اپنے پدر با کمال سے عرض کی کہ اے پدر عالی قدر! جب میں باہر جاتا ہوں تو ہر طرف سے شور وغوغا ہوتا ہے۔ اور ہر کوئی مجھ پر عشق کا دعویٰ کرتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ آپ فرمایئے کہ کس سے بچوں اور کس سے ملوں؟ اس پدر صاحب کمال نے کہا۔ اے جان پدر! تو ان سے یہ پوچھ۔ تیری کس بات پر وہ عاشق ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ کوئی کہتا ہے۔ تیرے رخسار پر مرتا ہوں۔ کوئی کہتا تیرے لب میگوں پر جان فدا کرتا ہوں۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ تیرا خط نوخیز مجھ کو مار ڈالتا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ تیرا قد و رفتار میری جان پر آفت لاتا ہے۔ کوئی کہتا کہ تیرے خم ابرو کے تیر نے میری جن کو مینڈھا کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ تیرے کہ تیری چاہِ غبغب نے مجھ کو چاہِ الم میں ڈال دیا ہے کوئی کہتا ہے کہ دانہ خال نے ذبح اور پامال کر دیا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ تیرے دو نرگس مست نے میری ہوش و حواس کھو دی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ تجھ میں جو شان جلوہ گر ہے۔ اس معنی پر میں اپنی جان دیتا

Marfat.com

ہوں۔اب فرمائیے۔کس سے ملوں۔کس سے بچوں؟ باپ نے کہا۔فرزندار جمند! جو تیرا حسن و جمال اور خط و خال ہے۔ یہ چندروزہ ہے۔ جب ریش نکل آئی۔اور تو جوان ہوا۔ان میں سے ایک بھی نہ رہے گا۔تو ان پر مت پھول اور مت بھول۔

کیں ہمہ زیب وزینت صوراست　　حال صورت زماں زماں وگراست
ہر کہ اودل دریں صوریست است　　بگورانت کہ جوتش پست است
پے آں روکہ عارف معنی است　　مرد عارف بروشی اولے است
چوں صور نیست ایمن از تغیر　　دامن عاشقاں معنی گیر
حسن معنی چوں جاوداں باید　　عشق آں اعتماد راشاید
حسن صورت محل تغیر است　　عارف ازعشق آں گراں گیراست

پسر نے اپنے پدر بزرگوار عالی قدر کا یہ ارشاد سن کہ سب سے ملاقات ترک کی اور عارف سے یعنی اس سے جو معنی پر جان دیتا تھا۔ ملنا شروع کیا۔اور یہ حال ہوگیا۔

ہر چہ گفتنے بجاں بنوشیدے　　زہر داودے رواں بنوشیدے
چشم دل برضا او میداشت　　گوش برحکم درائے اومیداشت

اور عارف تیز چشم معنی بین کا جس کا آئینہ شعود خدا تھا۔ یہ حال تھا کہ اس پسر صاحب جمال کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہتا تھا۔

روئے اوراچودرشن آئینہ یافت　　کہ برآں نورحق معائینہ یافت
ذرہ بود او ز نور ہستی حق　　ذرہ در نور بود مستغرق
دائما در تجلی آں نور　　بود در چشم خویشتن مستور
رئے در روئے یک دگر کردہ　　بادہ در جام یک دگر کردہ

Marfat.com

چندے آں ہر دو ناظر و منظور   ہر دو ز آلودگی شہوت دور

حسن اس پسر صاحب جمال کا آفتاب سوز تھا۔ اور عشق اس باکمال عارف کا آفتاب صبح افروز تھا۔ سینہ عارف کا مانند دامن پسر کے چاک تھا۔ اور دامن پسر کا مانند دیدہ عارف کے پاک تھا۔ اسی طرح چند عرصہ تک ان دونوں مہر گزاروں کا بازار سودائے عشقِ گرم رہا۔ مگر عاقبۃ الامراس پسر کے حسن و جمال کا آفتاب غروب ہوا۔ تو

عشق عشاق نیز رخت بہ بست   آتش اشتیاق شان بہ نشست
حسن شخصیت عشق چوں سایہ   سایہ از عشق مے برد مایہ
چوں درآمد وجود شخص ز پائے   نیست ممکن بقائے سایہ بجائے

اب ان لوگوں کا جو اس کے عشق کی گپ مارتے تھے۔ یہ حال ہوگیا کہ کبھی اس لڑکے کو سامنے سے آتا دیکھ لیں۔ تو منہ موڑ کر دوسری طرف سے نکل جائیں۔ اور عارف کا بھی اگرچہ پہلا سا عشق اور حال نہ رہا۔ مگر اس نے آئین دوست داری کو نہ چھوڑا۔ اور اس سے ملتا رہا۔

سوال پسر کا مرد عارف سے کہ تیرا عشق کیوں کم ہوگیا؟

ایک دن اس پسر نوجوان نے مرد عارف سے کہا کہ اے عارف!

چوں ترا دل۔ اسیر معنی بود   عشق معنی ز صورت اولے بود
حسن معنی نیے شود سیری   عشق آں باشدار زوال بری
عشق تو چوں فتاد در کم و کاست   خاطر تو ز من رسیدہ حراست

جواب مرد عارف کا نقصان عشق کے وجوہات بیان کرنا

مرد عارف نے یہ سوال سنا تو اس کا جواب دینا پڑا۔

گفت آنجا کہ جلوہ معنی است　　وہم نقص و زوال را رہ نیست
حسن آں لایزال لم یزلست　　عشق آں بے قصور بے خلل است
ہر کہ ازو جمال معنی راہ　　دست تغیر زاں بود کوتاہ

لیکن یہ بات ہے کہ معنی اہل نظر پر بجز لباس صور کے جلوہ گر نہیں ہوتی اور اس معنی کا یہ حال ہے۔

رخ زہر صورتے کہ بنماید　　بہ جمال خودش بیار آمد
جرعہ حسن خود بر در یزد　　حلیہ خویش را در آویزد
عالمے مبتلائے او گردو　　پائے بند فنائے اوگردو
لیک ہریک بقدر ہمت خویش　　گیرو آئین عشق دز دی پیش

بیان حال ان لوگوں کا جنہوں نے شراب عشق کا جام صورت سے پیا ہے اور معنی کی ان کو اصلاً آگاہی نہیں ہے

آں یکے را حجاب پیچا پیچ
غیر صورت دگر نہ بیند ہیچ
بر و حسن صورت از اہش
اہل عالم دریں ہمہ کارند

Marfat.com

بہ حجاب صور گرفتارند

لیک باشد ز اختلاف صور

روئے ہریک بقبلہ دیگر

پیش ایستاں ز فرط جہل وائے

نیست ممتاز صورت ز معنی

بیان حال ان لوگوں کا جن کو معنی مجازی کا کچھ کھوج ملا ہے مگر اس کے عشق کی شراب سوائے جام صورت کے اور کسی طرح نہیں پیتے اور ہمیشہ اسی کشائش میں ہیں۔ کہ ایک صورت سے خلاصی پاتے ہیں۔ تو دوسرے میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ رہائی اس سے نہیں ہوتی۔

عیاذاً باللہ

زاں دیگر گرچہ عاشق صور است　　لیک معشوق از صور دگر است

حسن معنی است دیدہ در صورت　　چشم ازاں دوختست بر صورت

چست در دیدہ حسن معنی جام　　نیست بے صورتش ز معنی جام

سوئے صورت نظر نہ کردہ درست　　نیست در دیدہ حسن معنی چست

بیان حال ان لوگوں کا جو اگرچہ مشاہدہ جمال صورت میں گرفتار ہیں مگر اس میں رہے نہیں ہیں۔ بلکہ مشاہدہ جمال معنی جو اس میں ہوتا ہے وہ سبب ان کی ترقی کا ہوتا ہے۔

واں دگر گرچہ بود عشق مجاز　　رہزن عقل و دین او زآغاز

عاقبت حرف عاریت بستر د　　رہ بسر منزل حقیقت برد

Marfat.com

میوہ عام درخت چیدو گزشت　　جرعہ زاں قدح چشید و گزشت

بیان حال ان لوگوں کا جن کو مظاہر صورت اور معنی میں شہود سوائے جمال مطلق حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے اور کچھ نہیں ہے

واں دگر گرچہ سوئے صورت رو　　آدرد نیست قید صورت او

پیش او حسن صورت معنی　　چوں دو آئینہ اند دادہ جلی

دیدہ بروِلا رام بکشاید　　بر جمالِ خدائے نمائید

بے بصیرت ہے جہان بیند　　بے بصیرت جمال او بیند

ہیچ چیز از متاع ایں دوسرائے
نشود پیش او حجاب خدائے

عارف نے جب یہاں تک بیان کیا۔ تب اس پسر نوجوان سے کہا کہ میرا عشق اس اخیر حال کا تھا۔

رخت آئینات مصفا بود　　زاں جمال از ہویدا بود

چشم من بود بر حمال ازل　　چوں در آئینہ ات فتاد خلل

آنکہ باشد ز زانو آئینہ اش　　حسن معنی شود معائنہ اش

چشم از آئینہ اس فرو بستم
پس بہ زا نوئے خویش بہ بشستم

یہ سن کر پسر نوجوان نے عارف سے کہا۔ اے عارف اورائے مقامات عاشقی سے واقف!۔

چوں من میل باطن تو نماند
پیش من ظاہر ترا پر نشاند

Marfat.com

چوں ز من دور ے تو انی زیست
تر دمن ہر دم آمدن کے چیست

عارف نے کہا۔ اے نوجوان سلیم! مہمان کریم کا یہ دستور نہیں ہے۔

کہ زخورد چو دل بہ پرواز د میزباں راز دل بیند ازد
بد رو سفرہ بشکند خوان را بر زمین افگند نمک دان را
تا چو ازنقل و بادہ گیر و کام افگند سنگ بر طبق یا جام
ملکہ تعظیم آں چہ واسطہ است در وصول مراد رابطہ است

ہست در کیش حق شناساں فرض
بلکہ در فرصت کریماں قرض

بیان اس کا کہ طالبان راہ حق کی خاطر کا تعلق آثار کے ساتھ اوران میں تامل کرنا اورمعرفت ذات اورصفات حق سبحانہ تعالیٰ میں توصّل اس سے ڈھونڈھنا اسی قبیل سے ہے۔

ہست ازیں جملہ آنکہ اہل نظر کہ نہ دوزند چشم د دل ز اثر
بہ تفکر شوند بر خور دار زآیت فانظر و الیٰ آثار
درجمال اثر کنندہ نگاہ بر موثر برند ز ایں جا راہ
از وجود زوال در ہر حال برو جودش کنند استدلال
اے خوشا کہ جمال حق دیدہ پر د ہائے اثر بدریدہ
پردہ کے کردہ جلوہ برنظرش گشتہ نور شہود پر دہ ورش
گل توحید پیشگی چیدہ پردہ و پردگی یکے دیدہ

Marfat.com

بیان اس کا کہ خلاف ارباب فکر ونظر کے جو اثر سے موثر کی طرف جاتے ہیں۔ روش عارف کی موثر سے اثر کی طرف جاتی ہے

روش عارف نکو رفتار — از موثر بود سوئے آثار
چودل از رنگ کثرت اورست — داد اور ا شہود وحدت دست
دیدہ نور بسیط بے پایاں — منبسط بر حقائق اعیاں
متنزل ز حدت اطلاق — متکثر ز النفس و آفاق
آنچہ برلوح کون مسطوراست — اولاً چشم دے برآں نوراست
ہر چہ در عرصہ جہاں بیند — ہمہ بعد از شہود آں بیند
یا بدآں را ز اختلاف شیون — جلوہ گر بر وجود گونا گوں

مثال

جیسے ایک قطرہ موج دریا سے زمستان میں کسی صحرا میں گرا۔ اور اپنے آپ کوشدت برد سے اس نے منجمد پا کر ہستی مستقبل کا توہم کیا۔ مگر سنتار ہا۔ کہ ایک دریا ہے۔ اس میں سے آیا ہوں۔ آخر تابستان میں وہ پانی ہوا۔ اور ندی نالوں میں مل کر دریا میں پہنچا۔ اور وہاں دیکھا کہ کبھی دریا موج کی صورت میں عیاں ہوتا ہے اور کبھی حباب کی صورت میں اور کبھی کف ہوتا ہے اور کبھی بخار۔ اور پھر وہ قطرہ بخار بنا۔ اور ابر ہوا۔ اور متقاطر ہو کر باراں ہوا۔ اور قطروں سے مل کر نالہ ہوا۔ آخر دریا میں پہنچا۔

چوں بدریا رسید کرد آرام
شد ازیں دور سیر بحر تمام
قطرہ ایں را جو دید نتو انست
کر دن انکار دیدہ و دانست

Marfat.com

کوست موج و بخار وسیل و سحاب
اوست کفِ اوست قطرہ اوست جناب

ہیچ جز بحر در جہاں نشناخت — شق باہر چہ باخت با او باخت
از چپ و راست چوں کشاد نظر — غیر دریا ندید چیز دگر
ہم چنیں عارفاں عشق آئین — در جہاں نیستند جز حق بین

دیدہ جملہ ماندہ در یک جاست
لیکن اندر نظر تفاوت ہاست

بیان نظر اصحابِ مکاشفہ کا

آں یکے در مجالی اشیاء — بہ صفت ہائے حق بود بنیاد
بیند ہر چند معنی صفتے — گرد دا د را سبیل معرفتے
صد ہزار آئینہ است در نظرش — بصفات خدائے رہبرش
ہر چہ بردہ است رہ بکشاف صفات — بے خبر باشد از تجلی ذات

بیان نظر ارباب مشاہدہ تجلی ذات سے

واں دگر را ایک آئینہ دید — کہ خدا را دراں معائنہ دید
دید یک ذات و رحدود جہات — متجلی شدہ بہ جملہ صفات
یک وجود است سر بسر عالم — جملہ اجزاش متصل باہم
کرہ مصمن است بے تجویف — جمع گشتہ درد لطیف و کثیف
نہ دراں فرجہ نہ فاصلہ — نہ خلا ہیچ طرف را کلمہ
امتیازات شاں ز یک دیگر — ہست اعراض با صفات وصور

Marfat.com

آں گراں مایہ جوہر قابل | کہ مرا عراض را بود حامل
ہست مرات ذات بے ہمتا | واں عوارض مجالئی اشیاء
ہر کہ خاطر بحال مرآتست | صورتش دیدن از محالاتست
ہر کہ را دیدہ است بد صورت | بیند آئینہ محو در صورت
چشم عارف کہ تیز بیں باشد | در شہود جہاں چنیں باشد
بیند اندر جہاں ہمہ یک ذات | جلوہ گر گشتہ با شیون و صفات
ہمچو آئینہ وصفت ذات جہاں | باشد از پیش چشم او پنہاں
از جہاں جز خدا معائنہ اش | غیر حق ہیچ جا نہ بیند ہیچ
شد جمال خدا معائنہ اش | محو مشہود گشتہ آئینہ اش
ہیچ ذاتے کہ ایں جلوہ گریست | آئینہ چیست اندر آئینہ کیست
آئینہ اوست اندر آئینہ ہیم | غایت از دیدہ او معائینہ ہم
اول آئینہ ساں برو آید | پس در آئینہ روئے بنماید
گر بتقلید بیند او را بند | نام نقشے جز آئینہ بند
او بتقلید یا بیش مطلق | اوست پیدا در آئینہ الحق

بیان قربات اربع: پہلا قرب نوافل

(۱)

ہر کہ را دیدہ بحق بینا است | دیدہ او بدید حق بسز است
تا کہ گرود بحکم بے ببصر | دیدہ تو بعین حق ناظر
نیست امکان جمال حق دیدن | گل زِ باغ شہودِ حق چیدن
چوں تو سازی رواں بنا فلہ ہا | بد یار قبول قافلہ ہا

Marfat.com

برقوائے تو وحدت طلاق | غالب آید بقدر استحقاق
چشم و گوش و زبان تو ہر یک | عین ہستی حق بود بے شک
وصف امکاں در و شود مغلوب | منبصنع یابی اش بحکم و جوب
فعل و ادراک در ہمہ حالت | بتو باشد مصاف حق آلت
گرد دت پیش صوفیان کرام | متقرب بہ قرب نافلہ نام

(۲) دوسرا قرب فرائض

دگر آں رتبہ ات شود حاصل | کہ تو الت شوی و حق فاضل
ہزار عرف مقربان داند | اہل قرب فرائضت خواند

مقام جمع الجمع کہ مرتبہ قاب قوسین کا ہے

در کنی ایں دو قرب را باہم | جمع باشی یگانہ عالم
نقد قربین حاصل تو بود | قاب قوسین منزل تو بود

مقام جمع احدیت کہ مرتبہ او ادنیٰ ہے اور خاصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جمع ورثاء اس کے کا ہے

وزہمت کنی بلند روی | کہ مقید بجمع ہم نشوی
دور ازیں باشدت دریں سہ مقام | بے تقید بقید ہیچ کدام
یار عالی نہی سوائے اعلیٰ | سرفرازی باوج او ادنیٰ
یاں مقام نبی است و آنکہ قوی | باشد اندر وراثت نبوی

Marfat.com

تعریف عارف عالی مقام

جندا عارف ز خود رستہ بمقامات قرب پیوستہ
شدہ از قید خویشتن مطلق ذاتِ او وصف او شدہ ہمہ حق
ہر کہ افتد باب و گل نظرش شود از خود تصور بشرش
چوں شود کشف سر ربانی سر زند رو صدائے سبحانی
گوید ازاں کہ بندہ ام حق گو درھم چیست از من ایں تگ ودو
افتد از حیرتش بکار گرہ باشد اندر وراثت نبوی

اس کا قصہ یوں ہے کہ ایک روز ایک شیخ صاحب نے اپنی زوجہ کو سیر بھر گوشت پکانے کو دیا۔ جب شیخ صاحب باہر تشریف لے گئے۔ تو بیوی صاحبہ نے وگوشت کباب بنا کر خودنوش جان کیا۔ جب شیخ صاحب تشریف لائے۔ تو عذر کیا کہ میں نے گوشت درست کر کے پکانے کو رکھا تھا۔ بلی لے گئی۔ شیخ صاحب نے بلی کو تولا۔ تو اس گوشت سے ایک مثقال زیادہ ہوئی تب آپ نے غصہ ہو کر بیوی سے فرمایا۔ کہ بلی سیر بھر کی تھی۔ اور سیر بھر گوشت کھا گئی۔ تو یہ کس طرح ہوا کہ دو سیر کا ایک سیر رہ گیا۔

اگر ایں گر بہ است گوشت کجاست
داگر ایں گوشت شکل گر بہ چہ است

بیان حیرت کا دو قسم کا ہونا ایک محمود دوسرے مذموم

معنی حیرت از شود مقسوم
غیر محمود نیست یا مذموم

Marfat.com

(۱) حیرت مذموم کا بیان

ہست مذموم کز شکوک و شبہ
بستہ گرد د بسوئے مقصد راہ
ہست در راہ سعی و کوئے طلب
وجہ و قصد ناشدہ ممتاز
طائر سعی چوں کند پرواز
در بیاباں چوں دو راہ بہ پیش آید
کہ یکے زاں دو کعبہ را شاید
تا تعیّن ندارد آں راہ را
کے بریدن تو انی آں رہ را

بیان اس کا کہ یقین کے تین امور دلیل ہوتے ہیں

(۱) عقل وحواس (۲) پیروی راہ شناس (۳) الہام وکشف ربّانی

لیک تعیّن را بجزم و یقین — کہ نہ شک را سوی رہی ور ہین
بآیات عقل دان و حواس — یا بہ تقلید مرد راہ شناس
یا با لہام کشف ربّانی — کہ مرآں راہ خلاف نتوانی
گرنہ باشد یکے ازاں سہ دلیل — بازمانی زراہ و خوار و ذلیل
راہ زند بر تو غول حیرانی — بلکہ غولے شوی بیابانی
چوں ترا سرّ حیرت مذموم — شد بہ تفصیل ایں سخن معلوم

Marfat.com

حیرت محمود

آں بود شرح حیرت محمود — کہ کشی برقع از رخ مقصود
لمعات جمال قدس و قدم — بر تو تابد ز اوج فضل و کرم
ہر زماں لمعہ دگر بینی — ہر نفس میوہ دگر چینی
سازدت اصطلاح آں لمعات — فارغ از مدعات مخترعات
خورد و خوابت تمام بربائند — بر تو در ہائے فیض بکشائند
گم شوی جاوداں زہستی خویش — سادہ گروی ز خود پرستی خویش
صد بدو نیک بگورو بسرت — کہ نباشد ز خویشتن خبرت

واضح رہے کہ طریقت جس سے عشق الٰہی ہوتا ہے۔ اس کے لئے طلب صادق کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور جب تک غفلت کے پھندوں میں پھنسا رہتا ہے۔ طلب صادق پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے خواب غفلت سے عوام کو بیدار کرنے کیلئے اشعار موعظمت کے ان کو سناتے ہیں۔ تا کہ دل پر کچھ چوٹ لگے اور اپنے حال پر متنبہ ہوں۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ دیکھو نقد النصوص جامی علیہ الرحمۃ۔

بکسل ز بے اصولاں مشنو فریب غولاں
کہ تو از شریف اصلی کہ تو از بلند جائی
تو بروح بے زوالی زد رونہ با جمالی
تو از آں ذو الجلالی تو ز پر تو خدائی
تو ہنوز نا پدیدی ز جمال خو دچہ دیدی

Marfat.com

سحرے چو آفتابے زد رون خود برائی
تو چنیں نہاں دریغے کہ میغ بزیر میغے
بدرآں تو میغ تن را کہ مہی خوش لقائی
تو جو باز پائے بستہ تن تو چو کندہ برما
تو بجنگ خویش باید کہ گرہ ز پا کشائی

ایسے ہی اور بزرگان عظام صوفیائے کرام نے موعظمت میں اشعار فرمائے ہیں۔ جو سعادت مند ازلی پر اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت بلھے شاہ صاحب حضوری قدس سرہ نے بھی کافیاں موعظمت میں فرمائی ہیں۔ جو اثر تمام رکھتی ہیں۔ اوران کی برقی تاثیر سے اکثر انسانوں میں ایک سناٹا سا نکل جاتا ہے۔ اور خدا یاد آتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

کافی نمبرا

اٹھ جاگ گھوراڑے مار نئیں
ایہہ سون تیرے درکار نئیں

اک روز جہانوں جانا ہے — جا قبرے وچ سمانا ہے
تیرا گوشت کیڑیاں کھانا ہے — کر چیتا مرگ وسار نئیں
اٹھ جاگ گھوراڑے مار نئیں
ایہہ سون تیرے درکار نئیں

تیرا ہاسا نیڑے آیا اے — کجھ چولی داج رنگایا اے
کی اپنا آپ ونجایا اے — اے غافل تینوں سار نئیں

Marfat.com

اٹھ جاگ گھوراڑے مارنئیں
ایہہ سون تیرے درکارنئیں

توں ستیاں عمر ونجائی اے تیری ساعت نیڑے آئی اے
توں چرخے تند نہ پائی اے کی کرتیں داج تیارنئیں

اٹھ جاگ گھوراڑے مارنئیں
ایہہ سون تیرے درکارنئیں

توں جس دن جو بن متی سی توں تے نال حوراندے رتی سی
ہو غافل دنیا دتی سی ہن بہن تیرے درکارنئیں

اٹھ جاگ گھوراڑے مارنئیں
ایہہ سون تیرے درکارنئیں

توں مڈھوں بہت کچجی نی ہرلجیاں دی توں لجیّ نی
توں کھا کھا کے رجیّ نی تیں کولوں کون تیارنئیں

اٹھ جاگ گھوراڑے مارنئیں
ایہہ سون تیرے درکارنئیں

اج کل تیرا مکلاوہ اے کیوں ستیّ کر کر دعویٰ اے
ان مُڑھیاں نال ملاوہ اے ایہہ بھلکے گرم بازارنئیں

اٹھ جاگ گھوراڑے مارنئیں
ایہہ سون تیرے درکارنئیں

توں ایس جہانوں جائیں گی پھر قدم نہ ایتھے پائیں گی
ایہہ جوبن روپ ونجائیں گی تیں رہنا وچ سنسارنئیں

اٹھ جاگ گھوراڑے مار نئیں

ایہہ سون تیرے درکار نئیں

بلھا شوہ بن کوئی ناہیں اتھے اوتھے دواہیں ناہیں

سنبھل سنبھل کے قدم ٹکائیں پھر آون دوجی وار نئیں

اٹھ جاگ گھوراڑے مار نئیں

ایہہ سون تیرے درکار نئیں

کافی نمبر۲

رین گئی لٹکے سب تارے

اب تو جاگ مسافر پیارے

اوا گون سرائیں ڈیرے ساتھ تیار مسافر تیرے

تیں اجے نہ سنیوں کوچ نقارے اب تو جاگ مسافر پیارے

کر لے اج کرن دا بیرا بوہڑ نہ ہوسی آون تیرا

ساتھ تیرا چلو چل پکارے اب تو جاگ مسافر پیارے

آپو اپنے وطن کو دوڑے کیا سردھن کیا نردھن پیارے

لا ہا نام لے لیو سنبھارے اب تو جاگ مسافر پیارے

موتی چونی پارس پاسے پاس سمندر مدد پیارسے

کھول اکھیں اٹھ ہو بہکارے اب تو جاگ مسافر پیارے

بلھا شوہ دی پیریں پڑیئے غفلت چھوڑ کجھ حیلہ کریئے

مرگ جتن بن کھیت اجاڑے اب تو جاگ مسافر پیارے

Marfat.com

کافی نمبر ۳

پیارے بن مصلحت اٹھ جانا توں کدیں تاں ہوسیانا

کر چا وڑ چار دیہاڑے تھیسیں انت نماناں
ظلم کریں تے لوک ستاویں کیوں کیتا الٹ کہاناں

پیارے بن مصلحت اٹھ جاناں توں کدیں تاں ہوسیانا

جس جس دا مان کریں توں سو بھی سنگ نہ جاناں
خاموش شہر نوں ویکھ ہمیشہ سارا جگ جس منہ سماناں

پیارے بن مصلحت اٹھ جاناں توں کدی تاں ہوسیانا

بھر پور لنگھادے ڈاہڈا ملک الموت مہماناں
اتھے جتنے ہین سب تن تے ہیں ڈر گنہگار پرانا

پیارے بن مصلحت اٹھ جاناں توں کدی تاں ہوسیانا

بلھا توں دشمن تیرے نال برے وچ ہیں بل ڈھاناں
محبوب ربانی کرے آسانی دلوں خوف نہ جا دسے ملکاناں

پیارے بن مصلحت اٹھ جاناں توں کدی تاں ہوسیانا

کافی نمبر ۴

خاکی خاک سوں رل جاناں کجھ نہیں زور دھکاناں
خاکی خاک سوں رل جاناں کجھ نہیں زور دھکاناں

گئے سو گئے پھیر نہیں آئے میرے جانی میت پیارے
میں باہجھوں پل رہندے ناہیں ہن کیوں اساں وسارے

Marfat.com

وچہ قبراں دے نہ کائی مارو کیا جھولاناں
خاکی خاک سوں رل جاناں کجھ نہیں زور دھکاناں
چیت پیا نہ جائے ساتھوں اوبھے ساہ نہ رہندے
اسیں مویاں دے پرلے پار ہوئے ہاں جیوندیاں دیوچہ بہندے
اج کہہ بھلکے ٹرن دا سانوں ہوسی بڑا کہاناں
خاکی خاک سوں رل جاناں نہ کوئی زور دھکاناں
اوتھے مگر پیا دے لگے تاں اسیں ایتھے آئے
ایتھے سانوں رہن نہ ملدا اگے کت ول دھائے
جو کجھ اگلیاں دے سر بیتی اساں بھی اوہو ٹکاناں
خاکی خاک سوں رل جاناں نہ کجھ نہ زور دھکاناں
بلھا ایتھے رہن نہ ملڈا روندے پٹ دے چلے
اک نام اوسے دا خرجی ہے ہور پیسہ نہیں پلے
میں سپنا سب جگ سپنا ہور سپناں لوگ بیاناں
خاکی خاک سوں رل جاگیاں کجھ نہیں زور دھکاناں

کافی (۵)

پانی بھر بھر گیئیاں آپو اپنی بار
اک بھر آئیاں اک بھر چلیاں اک کھلیاں بانہاں پسار
ہار حمیلاں لیاں گل وچہ باہیں چھنکے چوڑا
کنیں بک بک مچھریالے سب ایڈنبر کوڑا

Marfat.com

اگے شوہ نے جھات نہ پائی اینویں گیا شنگار
پانی بھر بھر گیئیاں آپو اپنی بار
ہتھیں مہندی پیریں مہندی سر تے دھری گندآئی
تیل پھلیل پاناں دا بیڑا دندی مِسّی لائی
کوئی جو سد پیو نے ڈاہڈا وسّریا گھر بار
پانی بھر بھر گیئیاں آپو اپنی بار
بلھا شوہ دے پندھ پویں تاں توں رہ پچھانے۔
پون ستاراں پاسے توں منگ دا داؤ پیا ترائے کانے
گنگی ڈوری کملی ہوئی جان۔بجھ بازی ہار
پانی بھر بھر گیئیاں آپو اپنی بار

کافی نمبر۶

میں کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
ایس کسنبے دے کنڈے بھلیرے اڑ اڑ چنڑی پاڑی
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
ایس کسنبڑے دا حاکم کرڑا ظالم ہے پٹواری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
ایس کسنبڑے دے چار مقدم مل منگدے بھاری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری

Marfat.com

ہورناں چکیا بوہیا بوہیا میں بھر لٹی پٹاری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
چگ چگا کے میں ڈھیری کیتا آن لتھے بیوپاری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
اوکھی گھاٹی مشکل پینڈا سر پر گٹھڑی بھاری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
عملاں والیاں سب لنگھ گئیاں رہ گئی اوگن ہاری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
الست کہیا جد اکھیاں لایاں وے ہن نہ پا وساری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
اگے گھر وچہ وسدے رسدے وے ہن کی کرلئی تیاری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
ساری عمر کھیل ونجائی وے میں اوڑک نوں ہاری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری
بلھا شوہ میں نیچ کمینی شوہ عنایت تاری
کسنبڑا چگ چگ ہاری نی میں کسنبڑا چگ چگ ہاری

کافی (۷)

کت کڑے نہ وت کڑے
چھلی لاہ بھروٹے گھت کڑے
داج دھونی جاویں گی تاں کسے نہ بھلی پاویں گی

Marfat.com

گن ہوسی تاں شوہ پاویں گی ــــ توں لیکھاں کائی مت کڑے
کت کڑے نہ وت کڑے ــــ چھلی لاہ بھروٹے گھت کڑے
تیرے بابل کندھیں پایاں نی ــــ دن تھوڑے چا منگایاں نی
تینوں خبراں اجے نہ آیاں نی ــــ گھر پیکیاں دے دن ست کڑے

کت کڑے نہ وت کڑے
چھلی لاہ بھروٹے گھت کڑے

تیرے نالدیاں داج رنگائے نی ــــ انہاں سوہے سالو پائے نی
توں اُلٹے پیر کیوں چائے نی ــــ اوتھے جائیں تاں لگی تت کڑے
کت کڑے نہ وت کڑے ــــ چھلی لاہ بھروٹے گھت کڑے
بلھا شوہ تینوں ویا ہون آویگا ــــ چوڑے بیڑے ہار لیاوے گا
گن ہو ویگا تاں لاوے گا ــــ نہیں رووین گی ہنجورت کڑے

کت کڑے نہ وت کڑے
چھلی لاہ بھروٹے گھت کڑے

کافی نمبر ۸

کر کتن ول دھیان کڑے

نت متیں دیندی ماں دھیّا ــــ کیوں پھرنی ایں اینویں دھیّا
نی شرم حیا نہ گوا دھیّا ــــ توں کدیں تاں سمجھ نادان کڑے

کر کتن ول دھیان کڑے

چرخہ مفت تیرے ہتھ آیا ــــ پلیوں نہیں کجھ کھول گنوایا

Marfat.com

نہیوں قدر محنت دا پایا جد ہویا کم آسان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

چرخہ بنیا خاطر تیری کھیڈن دی کر حرص تھوریڑی
ہونا نئیوں ہور وڈیری مت کر کوئی اگیان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

اس چرخے دی قیمت بھاری توں کی جانیں قدر گواری
اچی نظر پھیریں ہنکاری وچہ اپنی شان گمان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

چرخہ تیرا رنگ رنگیلا ریس کریندا سب قبیلہ
چارہ چلدا کرلے حیلہ گھر دا ہووے دان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

میں کوکاں کر کھلیاں باہیں نہ ہو غافل سمجھ کداہیں
ایسا چرخہ گھڑیا ناہیں پھیر نتے ترکھان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

ایسا چرخہ کیوں گنوایا کیوں توں کھیہہ دیوچہ رلایا
جد دا ہتھ تیرے ایہ آیا توں کدیں نہ ڈاہیا آن کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

نت متیں دیاں وللی نوں اس بھولی کملی جھلی نوں
جد پوے گا وخت اکلی نوں تد ہائے ہائے کرسی جان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

Marfat.com

ڈھوں دی توں رجک دھونی گوہڑیوں نہ توں کتی پونی
ہن کیوں پھرنی ایں تموں جھونی کس دا کریں گمان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

نہ تکلا راس کراویں توں نہ بائڑ ماہل پواویں توں
کیوں گھڑی مڑی چرخہ چاویں توں توں کرنی ایں اپنا زیان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

ڈ نگا تکلا راس کرالے نال ستابی بائڑ پوالے
جیونکر وگدا تویں وگا لے مت کوئی کر اگیان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

اج گھر وچہ نویں کپاہ کڑے توں جھب جھب چرخہ ڈاہ کڑے
روں ویل پنجاون جاہ کڑے پھر کل نہ تیرا جان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

جد روں پنجاون جاویں گی سیاں وچہ پونیاں پاویں گی
مڑ آپے ای پئی بھاویں گی وچہ سارے جگ جہان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

توں آپے روں پنجایا اے کیوں کتن باجھ رلایا اے
ہن جھلی نام رکھایا اے وچہ سارے جان جہان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

تیرے نال دیاں سب سیاں نے اہناں سب پونیاں کت لیاں نے
تینوں بیٹھی نوں پچھے پیاں نے ہن بیٹھی ایں کیوں حیران کڑے

Marfat.com

کر کتن ول دھیان کڑے

دیوا اپنے پاس جگاویں کت کت سوت بھڑ دے پاویں
اکھیں وچوں رات لنگھاویں اوکھی کر کے جان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

راج پیکا دن چار کڑے نہ کھیڈ و کھیڈ گزار کڑے
نہ ہو وِہلی کر کار کڑے گھر بار نہ کر ویران کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

توں ستیاں رَین گزار نہیں مڑ آوناں دوجی وار نہیں
پھر بہناں ایس بھنڈار نہیں وچہ اکوّ جیڈے ہان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

توں سدا نہ پیکے رہنا ایں نہ پاس انبڑی دے بہنا ایں
بھا انت وچھوڑا پیناں ایں وس پیں گی سس ننان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

کت لے نی کتا لے نی ہنٗ تانی تند انالے نی
توں اپنا داج رنگا لے نی توں تد ہوویں بھر مان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

جد گھر بیگانے جاویں گی مڑ وت نہ اوتھوں آویں گی
اوتھے جاکے پچھو تاویں گی کجھ اگدوں کر سمیان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

اج تیرا اڈا کم کڑے　　کیوں ہوئی ایں بے غم کڑے
کی کرلینا ایں اس دم کڑے　　جد گھر آئے مہمان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

جد سب سیّاں ٹر جان گیاں　　پھر مول نہ اوتھوں آن گیاں
اوہ چرخے مول نہ ڈاہن گیاں　　تیرا ترنجن پیو ویران کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

کر مان نہ حسن جوانی دا　　پردیس نہ رہن سیلانی دا
دنیا جھوٹھی کوڑی فانی دا　　نہ رہسی نام و نشان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

اک اوکھا ویلا آوے گا　　سب انگ ساک بھج جاویگا
کر مددپار لنگھاوے گا　　اوہ بلھے دا سلطان کڑے
کر کتن ول دھیان کڑے

کافی نمبر۹

حجاب کریں درویشی کولوں کد تک حکم چلاویں گا
گل وچہ الفی سر پا برہنہ بھلکے روپ وٹاویں گا
اس لالچ نفسانی کولوں اوڑک موںڈ مناویں گا
گھات زکوٰۃ منگن گے پیارے کہو کی عمل وکھاویں گا
جدآں بنیں گی سر پر بھاری اگوں کیہہ بتلاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا

Marfat.com

جیسی کرنی ویسی بھرنی پریم نگر ورتا را اے
یا تھے دوزخ کٹ دلبر تینوں اوتھے کل بہارا اے
کیسر بیج جے کیسر جمے لہن بیج کی کھاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
کرو کمائی میرے بھائی ایہو وقت کماوَندا
داوَ ستاراں پینیدے نے پھر داوَ نہ بازی ہاردا
اجڑی کھیڈ چھپن گیاں نرداں جھاڑو دکان اٹھاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
کھاویں راس چباویں بیڑے انگ پوشاک لگایا ای
ٹیڑھی پگڑی آکڑ چلیں جتی پیر اڑایا ای
پلداہیں توں جمدا بکرا اپنا آپ وکھاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
پڑھ سبق محبت اوسیدا بے موجب کیوں لڑنا ایں
پڑھ قصے جی پرچاویں اکھیں وچہ کیوں ڈرنا ایں
حرف عشق دا اکو نقطہ کیوں کر توں اٹھاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
ایتھے کوڑ واسا ہے وسن نوں اوتھے اصلی ڈیرا ہے
لے لے تحفے گھل گھراں نوں ایہو ویلا تیرا ہے
اوتھے ہتھ نہ لگ دا ہے کجھ ایتھوں ای لیجاویں گا

حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
کر سودا پاس سوداگر ایہ ویلا ہتھ نہ آوے گا
ونج ونوٹے نال شتابی بنجارہ اٹھ جاوے گا
تدوں ہونہیں کجھ سکے گا جدوں کوچ نقارہ بجاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
بھاکھ مریندے نام سائیں دے ایہا گل چنگیری اے
چونہیں طرفیں پتھر بارن مشکل جیسی پھیری ہے
جے توں ٹریں گا اس اگ اتے اوتھے سردی پاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
اماں بابا بے بھیّا سب دیکھ دیکھ کے روون گے
رنّاں کنجاں پتّر دھیاں در تے جا کھلوون گے
اوہ جو لدے نوں نہیں لٹ دا مر کے پھیر لٹاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
اکلاّ ایتھوں جانا ہے تے کوئی سنگ نہ جاوے گا
خویش قبیلہ روندا پٹ دا راہوں ہی مڑ آوے گا
شہروں باہر جنگل وچہ دا سا اوتھے ڈیرا لاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
موئے تاں روز حشر نوں اٹھن گے عاشق نہ مر جاوے گا
وڈی نصیحت کرناں ہاں میں جے سن کر دل پر لاوے گا
جے توں مریں مرن دے آگے مرنیدا مل پاویں گا

Marfat.com

حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
جان راہ شرع دا پکڑیں گا توں اوٹ محمدی ہووے گی
کہندے ہین پر کردے ناہیں ایہو خلقت روے گی
ہن ستیاں تینوں کون جگاوے جاگدیاں پچھتاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
اینویں عمر گنوائی اوگت عقبت چاء رڑھائی اے
لالچ کر کر دنیا اتے سفیدی منہ تے لائی اے
اجے بھی سمجھ جے تائب ہوویں تاں آشنا سداویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا
بُلھا شوہ دے چلنا ای تاں چل کہیا چر لایا ہے
جگ وت لے کی کرنا ہے وطنوں دفتر آیا ہے
واچدیاں خط عقل گئی سب رو رو حال ونجاویں گا
حجاب کریں درویشی کولوں کب تک حکم چلاویں گا

کافی نمبر ۱۰

تسی آؤ ملو میری پیاری
میرے ٹرنے دی ہویو تیاری

سبھے رل کے تورن آئیاں — مائیاں پھوپھیاں چاچیاں تائیاں
سبھے روندیاں زار و زاری — میرے ٹرنے دی ہویو تیاری
سبھے آکھن ایہ گل جانی — رہیں ہر دم ہو کے نمانی
تاہیں لگیں گی اوتھے پیاری — میری ٹرنے دی ہویو تیاری

Marfat.com

سبھے ٹور گھراں نوں مڑیاں — میں تاں اک اکلڑی ہوٹریاں
ہویاں ڈاروں میں کونج تیاری — میری ٹرنے دی ہوئیو تیاری
بُلھا شوہ میرے من بھاوے — میں کوچّی نوں تے گل لاوے
اک شوہ دی بات تیاری — میری ٹرنے دی ہوئیو تیاری

کافی (۱۱)

مل لو سہیلڑیو میرے راج گہیلڑیونی میں ساہورے گھر چلی
اماں بابل داج رنگایا اک چولی اک چنی
داج تنہاں دا ویکھ کے میں ہنجوں بھر بھر رنیّ
بلک وچھوڑا سیّاں میں ڈاروں کونج وچنّی
مل لو سہیلڑیو میرے راج گہیلڑیونی میں ساہورے گھر چلی
رنگ برنگے سول اتھتے چنبڑ جاندے مینوں
ایتھوں دے دکھ نالے جاندے اگلے سونیاں کینوں
سس نناناں دیون طعنے وڈی نموشی مینوں
مل لو سہیلڑیو میرے راج گہیلڑیونی میں ساہورے گھر چلی
ایتھے سانوں رہن نہ مل دا جاناں وارو واری
چنگ چنگیرے پگڑ منگائے میں کس دی پنہاری
جس گن پلےّ بول سولے سوئی شوہ نوں پیاری کی
مل لو سہیلڑیو میرے راج گہیلڑیونی میں ساہورے گھر چلی
بُلھا شوہ ستار سنی داویلا نکل نہ جاوے
مہر عنایت تد ہی ہووے جاں اپنا آپ سنائے

عدل کریں تاں جا نہ کائی فضلوں بخرا پائے
مل لو سہیلڑیو میرے راج گہیلڑیو نی میں ساہورے گھر چلی

کافیوں کے پڑھنے والوں کو چاہئے کہ عوام کے سامنے ان کافیوں کو پڑھیں۔ تاکہ وہ اپنے حال پر متنبہ ہوں۔ اور شرمائیں۔ دوسری کافیاں عوام کے سامنے جو افتادگان مغاک غفلت ہیں۔ نہ پڑھنی چاہئیں۔ کہ ان سے ان کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور خصوصاً توحید و معرفت کی کافیاں تو ہرگز ان کے سامنے نہ پڑھنی چاہئیں۔ کہ ان سے ان کے ایمان کا نقصان ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنی سمجھ کے ناقص موافق نہیں معلوم کیا سمجھیں گے۔ باادب اور باتمیز پڑھنے والوں کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ فرض کیجئے۔ کہ عوام میں ان کو پڑھا گیا۔ جب انہوں نے ان کافیوں کو سنا۔ تین صورتیں پیدا ہوئیں۔ یعنی جب ان کے دلوں پر غفلت کی مہر لگی ہوئی تھی۔ ان کے کان پر جوں بھی نہ چلی۔ ان پر تاثیر نہ ہوئی۔ کیونکہ ''ہر کجا دورے دوا آں جا رسد''۔ اور جن کے دلوں پر مہر نہ تھی۔ ان پر اعلیٰ قدر استعداد خود باتاثیر ہوئی۔ یعنی ایک کو خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی یادالٰہی کروں۔ عاشق ہو کر کامل بن جاؤں۔ مگر جب سنا۔ کہ اور تمام خواہشوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ یہ مزے جواب اڑاتے ہیں۔ سب کرکرے ہو جائیں گے۔ خیال آیا۔ کہ ایسا مشکل کام کس سے ہو سکے گا۔ پس جب کوئی ایسا مل جائے گا۔ کہ ایک نظر میں کامل کر دے۔ محنت کرنی پڑے نہ مشقت کرنی پڑے۔ تو اس سے ہم ہاتھ ملائیں گے۔ ایسا شخص ابوالہوس اور طالب کاذب ہے۔ تاثیر اس کی ہوئی۔ کچھ پردے غفلت کے اس کے اٹھے تھے۔ مگر خیالات خام نے اس کو غفلت کے گڑھے میں ڈال دیا۔ اور ان کو ان کافیوں کے سننے سے ایسی تاثیر ہوئی۔ کہ طلب صادق پیدا ہوگئی۔ عشق نے اندر سے جوش مارا اور اس کے

ولولہ میں اس نے قطعی ارادہ کرلیا ہو۔ کہ کچھ ہو۔ ساری دولت اور خواہشات اور عیش وعشرت لٹ جائے۔ جان تک جائے تو بلا سے۔ کسی طرح محبوب حقیقی ملے۔

طالب کاذب اوراس صادق کی مثال

طالب کاذب اور صادق کی مثال یہ لکھتے ہیں۔ کہ مثلاً جنگل بیابان لق ودق میں دو شخص جاتے ہیں۔ ان کو پیاس لگی۔ ایک تو ایسی پیاس ہے کہ جان نکلے جاتی ہے۔ اور وہ پانی کی تلاش میں ہر طرف دوڑتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ کہ اگر پانی نہ ملا۔ تو مرجاؤں گا۔ اس لئے کہ اس کی طلب میں بے چین اور بے قرار ہے۔ اور وہ طلب صادق آب کا ہے۔ اور دوسرے کو پیاس لگی۔ مگر ایسی نہیں جیسی پہلے کو تھی۔ اس نے کہا چلو۔ آگے کہیں پانی مل جائیگا۔ تو چل پئیں گے۔ وہ طالب کاذب ہے۔ مطلق صادقہ پرستی کی پہلی منزل ہے۔ (عقد بستم سبحۃ الابرار میں)

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اے دلت را بکف شوق زمام — سیر عاشق شود از شوق تمام
شوق اگر قاید راہب نشود — کعبہ وصل پناہت نشود
شوق قلاب دل دوران است — جاذب خاطر مہجوران است
شوق کوتاہ کند راہ دراز — بر رخ مرد بہ بند دور راز
چوں زند شعلہ شوق از دل تاب — نشود و تشنہ بصد دریا آب
ہر چہ تسکین دلت دسترس است — آں نہ شوق است ہواو ہوس است
صدق باید کہ شود شوق فزائے — تا بمقصود شود راہ نمائے
شوق صادق جو شود محمل مرد — کعبہ وصل کند منزل مرد
ہیچ مانع بگزارد در راہ — تا دراں کعبہ کند منزل گاہ

Marfat.com

بلکہ پندار د چو دار بمثل — افگند در راہ مقصود خلل
کشتی آساش بہم در شکند — رخت ہستیش دریا فگند
چوں درآں موج ازخودشویدوست — افتد ماہی مقصود نشست

آج کل طالب کاذب بہت ہیں۔اور طالب صادق تھوڑے۔اکثر لوگوں کو بزرگوں، عاشقوں اور اولیاؤں کا کلام اور ان کا حال سن کر ہوس تو پیدا ہو جاتی ہے۔طلب صادق پیدا نہیں ہوتی۔

ہوس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

سبحۃ الابرار میں مولانا جامیؔ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

باہوس طلب کند نتواں زد — خیمہ درکوئے طلب نتواں زد
ہوس آئین ہوس باک بود — جان عاشق زہوس پاک بود
وس ابریست زباران خالی — سایہ اش مایہ بے اقبالی
نہ ازکشت امل آبِ خورد — نہ زتن تپ نہ ز دل تاپ برد
خوادہ دل بستہ دراسباب جہاں — کشتی افگندہ بگر داب جہاں
خفتہ برقطع امل مست وغرور — طبعش ازنفس وہوا پرشر وشور
چشمش از طلعت شاہد روشن — گشت ُذر کاخ بطالب گلشن
دل او پردگی پر دہ راز — ماندہ در پردہ از و چہرہ از
دستش از بازوئے خذلان رنجہ — زدہ در دامن حرمان پنجہ
پائے اورہ سپر کوئے خطاء — نزدہ گام بجز سوائے ہوا
معدہ غارت ہر پختہ و خام — خورد رہم چہ حلال و حرام
کوشش از قول او نصیحت گر — رام با زمزمہ را شگر

Marfat.com

ژاژاخائی ہنرو ندانش | ہزل دستور لب خندانش
شبش آبستن ہر فسق و فساد | روز او پردہ در صدق و سراد
باچنیں فعلش وصف گر ناگاہ | بشنود خارقے ز اہل اللہ
کہ فلاں پیر جہاں پیما گشت | قدم خشک ز دریا بگزشت
واں دگر پردہ عادت بدرید | کرد پرواز چو مرغان بہ پرید
واں دگر کردہ سوئے کوہ نظر | کوہ سنگ از نظر اوشدزر
واں دگر زد بکرامت قدمے | کرد طے بادیہ ہا را بدمے
واں دگر لشکرِ ہمت انگیخت | لشکرے رابدعائے خوں ریخت
زیں مقامات فتد در دل او | کہیں مقامات شود حاصل او
چند روزے دہ مرداں گیرد | شیوہ راہ نور داں گیرد
لیکن آں شیوہ اراز صدق تہی | ندہد بہرہ بجز دل بہ بہی
صدق باید کہ شود شوق فرمائے | ترا مقصودہ شود راہ نمائے

یہ بات یقیناً مان لیجئے۔ کہ طالب صادق کو مرشدان کامل بھی چھاتی سے لگاتے ہیں۔اوران کوان کی مراد پہنچاتے ہیں۔اور طالب کاذب کومنہ نہیں لگاتے۔ ایک بزرگ کامل کوکسی نے لکھا۔کہ کسی جا شیخ کامل ہو۔تو بتایئے۔انہوں نے اس کے جواب میں لکھا۔کہ شیخ کامل تو بہت بتادوں گا۔کہیں طالب صادق ہوتو بتایئے۔کذافی رشحات پس راہِ عشق الٰہی میں پہلے سب سے طلب صادق کا پیدا ہونا بڑی رحمت ہے۔کیونکہ یہ منزل بڑی دشوار گزار ہے۔ہزاروں زحمتیں اورخواریاں اور ذلتیں اس میں ہیں۔پھر بقول آنکہ کوئی ''پرلے پارلنگھدے'' ہیں۔طلب صادق کا پیدا ہونا پہلی تجلّٰے بندہ پر ہے۔اسی سے ارادت پیدا ہوتی ہے۔جیسے

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

تابر اہل طلب خدائے مجید — متجلّٰی نہ شد باسم مرید
با ارادت کسے نہ شد موصوف — نہ محبت کسے نہ شد معروف

ہر کہ دے از کش خود گوید سخن
گفتش از کشف بر سر بزن

جب پہلی تجلی اسم مرید کی بندہ پر منجانب اللہ ہوگئی۔ تب وہ طالب صادق ہوکر مرشد کی تلاش میں ہوا۔ کہ بدوں مرشد اور ہادی کے یہ راہ طے نہیں ہوتا۔ حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔

جو کوئی اس نوں بھالن جاوے — باجھ وسیلے ہتھ نہ آوے
شاہ عنایت بھیت بتاوے — تاں کھلے سب اسرار
میں ہن لکھیا سوہنا یار

مگر طالب صادق کو مرشد کی تلاش میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ دنیا میں اشخاص کامل مرشد ان ذوی الکرام دونوں موجود ہیں۔ یہ اندھا ہے۔ اور اپنے خیالات عام اور حالات کی ناقصی سے ان کو پہچاننا چاہتا ہے۔ پھر کیونکر مرشد کامل کو پہنچے۔ بہت بڑی پہچان اس کے نزدیک یہ ہے کہ جس نے کوئی کرامت ظاہر ہو۔ وہ کامل ہے۔ اور کاملوں کا یہ حال کہ وہ اظہار کرامت سے ہزاروں کوس بھاگیں۔ ہاں! مرضی مولا سے کسی موقعہ پر کوئی کرامت خود بخود ظاہر ہو جائے۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کمال کا دعویٰ کرنا بارادہ خود کرامت کا ظاہر کرنا اچھا نہیں جانتے۔ نہ ایسا کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ۔

کشف و کرامات را بجوئے نے ارزم

Marfat.com

ایک بزرگ نے فرمایا کہ

اگر بر آب روئے حسنے باشی
اگر بر ہوا پری مگسے باشی
و آنکہ دار دو از کرامت ہاش لاف
سگ شمار ندش کہ گوید عاف عاف
دل بدست آرا کہ کسی باشی

مغربی رحمۃ اللہ علیہ

وانکہ ایں کس را خرید است یار — از خرے داد دو لیکن خر سوار
باما سخن کشف و کرامات چہ گوئی — چوں ماز سر کشف و گزشتیم

اینہا بہ حقیقت ہمہ آفاق طریقند
مادر طلب از جملہ آفات گزشتیم

جب یہ حال ہے کہ طالب صادق کو کامل ناقص سے تمیز کرنا بڑا مشکل ہے۔ یہ مسئلہ محققہ ہے۔ کہ جس قدر کامل ہوا۔ وہ ظاہر میں مثل ہمارے تمہارے کام کرتا ہوگا۔ مگر باطن میں اللہ سے واصل ہوگا۔ رتبہ دل یہ یار دوست بدکار اس کو حاصل ہوگا۔ یہی حال حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ جن کی شان میں شہیدی کہتے ہیں۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدّد کا

طالب کی نظر ظاہری حالات پر ہوتی ہے۔ ظاہر حالات ناقص اور کامل کے اکثر برابر ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات ناقص ایسی چکنی چپڑی باتیں بناتا ہے اور

Marfat.com

کرتا ہے۔ کہ سادہ لوح آدمی جھٹ مار کھا جاتا ہے۔ اس پر اس کو اعتقاد آجاتا ہے۔ اور اس ے ہاتھ میں ہاتھ دے دیتا ہے۔ جب وہاں سے کشود کار نہیں ہوتا۔ اور دوسری جگہ اجازت نہیں پاتا۔ تو پھر ساری عمر اپنے نصیبوں کو روتا ہے۔ اس لئے طالب صادق پر منزل بڑی سخت اور بھاری ہے۔ اور بڑی تاکید ہے کہ کسی کے ظاہری حالات کو دیکھ کر اس کی چکنی چپڑی باتیں سن کر ہاتھ کو ہاتھ مں نہ دینا چاہئے۔ کہ پھر علاج کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس روئے آدم ہست پس بہر دستے نیامد داد دست

اور بعضے صاحبوں کا یہ قول ہوتا ہے۔ کہ مرشدان کاملین پہلے زمانہ میں ہو چکے ہیں۔ اب کوئی نظر نہیں آتا۔ یہ وہی بات ہے کہ مجھ کو یونہی دکھائی دیتا ہے۔ کہ جہان میں کوئی نہیں۔ یہ نادرست ہے۔ کہ کوئی ایسا زمانہ نہیں ہوتا۔ جس میں مرشدان کامل صاحبان ارشاد نہ ہوں۔ وہ وارثان علوم نبوی ہیں۔ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ ہاں! یہ بات ضرور ہے کہ آج صاحب ارشاد یہاں ہیں۔ کل وہاں پس تلاش کرنا ضرور ہے۔ بزرگوں نے مرشدان کامل کی پہچان یہ فرمائی ہے۔ کہ جس کی صحبت میں تم کو اللہ یاد آئے۔ دنیا سے نفرت پیدا ہو۔ اس کی صحبت اختیار کرو۔ اور جس کے پاس بیٹھنے سے ایسا حال نہ ہو اس سے دور بھاگو۔ اس میں خواجہ عزیزان علی رامتینی قدس سرہ کی رباعی مشہور ہے۔ جو خواجگان خاندان نقشبندیہ سے ہیں۔

رباعی

با ہر کہ نشینی ونشد جمع دولت وز تو نرمید زحمت وآب وگلت
زنہار زصحبتش گریزاں یلباش ورنہ نکند روح عزیزاں چنت

اور مرشد کامل کی پہچان میں خواجہ نقشبندیہ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سہ نشان بود ولی زاز نخست آں بمعنی
کہ چو روئے او بہ بینی دل تو بدو گرائید
دوم آنکہ در مجلس چوں سخن کند ز معنی
ہم راز ہستی خود ز حدیث دور بائید
سوم آں بود معنی دے اخص عالم
کہ ز ہیچ عضو او را درحرکات بد نیائید

اس منزل سے بھی وہی نکلتا ہے۔ جو سعادت مند ازلی ہو۔ اور فضل الٰہی شامل حال اس کے ہو۔ اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

(۱) یا اس کو مرشد کامل تلاش سے مل جاتا ہے۔

(۲) یا ہدایت غیبی سے مرشد اس کو بتاتا ہے۔

(۳) یا مرشد کامل کو غیب سے اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔

اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ شخص کامل تو مل جاتا ہے۔ مگر اسکے پاس اس طالب کا حصہ نہیں ہوتا۔ تو پھر اس کی ہدایت سے یا اور طرح سے دوسرے کامل کے پاس جاتا ہے۔ اس طالب کا مرشد خاص وہی ہوتا ہے۔ جس سے تکمیل کو پہنچے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ارادت از یکجا و فیض زصد جا۔ جب کسی طالب کو مرشد کامل مل جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے وہ اپنے تئیں اس کے ساتھ بیچ دیتا ہے۔ جس کو بیعت کہتے ہیں۔ سبب اس کا یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کرے تو کچھ فائدہ نہ ہو۔ کیونکہ جب مرشد کچھ بتادے۔ تو یہ بھی اپنی خام خیالی اور ناقصی ہے۔ اس میں رائے لگائے پھر صحت ہو۔ تو درکنار۔ مرض کی زیادتی ہو جائے۔ اوا پنے تئیں مرشد

Marfat.com

ے ہاتھ بعوض ارشاد اور تربیت کے جو مرشد اس پر نثار کرے۔ بیچ دینے سے اس کے سب اختیارات جاتے رہتے ہیں۔ اور مرشد کے ہاتھ میں مثل میت فی ید الغسال ہو جاتا ہے۔ یعنی جس طرح مرشد رکھے۔ اسی طرح سے رہے۔ مرشد اگر جاں بھی مانگے۔ تو اس کے دینے میں دریغ نہ ہو۔ جو مرشد کہے۔ اس کی حکم عدولی نہ کرے۔ اگر کہے کہ کنوئیں میں گر پڑو۔ تو فوراً کنوئیں میں گر پڑے۔ اگر کہے کہ آگ میں چلا جا۔ تو بلا تامل آگ میں چلا جائے۔ اور اس بات کا اس کے دل میں خیال بھی نہ آوے۔ کہ آگ میں جل جاؤں گا۔ اس کی بیعت صادق ہوگی۔ ورنہ کاذب رہے گی۔ بعض اوقات مرشدان صادق و کذب ارادت طالب کا امتحان بھی کرتے ہیں۔ کوئی سعادت مند ازلی ہی اس امتحان میں کامیاب ہوتا ہے۔ جیسے نفحات میں دیکھو۔ صفحہ ۳۴

لکھا ہے کہ مولانا شمس الدین تبریزی قدس سرہ قونیہ میں ۶۴۹ھ میں مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ تو مولانا شمس الدین تبریزی قدس سرہ نے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آج شاہد کو جی چاہتا ہے۔ کوئی شاہد لا دے۔ آپ اپنے حرم محترم کو ان کی خدمت میں لے گئے۔ اور عرض کیا کہ شاہد عرض ہے۔ حضرت مولانا شمس الدین قدس سرہ نے فرمایا۔ کہ یہ میری بہن ہے۔ کوئی پسر نازنین لانا چاہئے۔ آپ اسی وقت اپنے پسر سلطان ولد کو ان کی خدمت میں لے گئے۔ پھر ان کو دیکھ کر مولانا شمس الدین تبریزی قدس سرہ نے فرمایا۔ یہ میرا فرزند ہے۔ اب شراب کو جی چاہتا ہے۔ آپ اسی وقت گئے۔ اور محلہ کالاں میں سے ایک گھڑا بھر لائے۔ مولانا شمس الدین تبریزی نے فرمایا۔ کہ میں تو قوت مطلوعت اور مبعث مشرب مولانا کا امتحان کرنا

Marfat.com

چاہتا تھا۔

فی الواقع جس قدر کہیں زیادہ اس سے ہے۔ اس مقام کا یہ شعر حافظ علیہ الرحمۃ کا ہے۔

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بعد بیعت کے مرشد مرید کو ذکر کی تلقین کرتا ہے۔ اسی طرح جس طرح اس کو اپنے مرشدوں نے فیض پہنچایا ہے۔ اور فکر بتلاتا ہے۔ ذکر اگر قالب ہے۔ تو فکر اس کی جان ہے۔ ذکر بے فکر ایسا ہے۔ جیسا قالب بے جان ذکر اور فکر کے اقسام اور طریقے بہت سے ہیں۔ جن کو مرشدان جانتے ہیں اور یہ بھی ان کو ہی اچھی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ کونسا ذکر اور فکر مناسب حال طالب کے ہوتا ہے۔ وہ بتلاتے ہیں۔ اور اگر ذکر اور فکر جب تک اس طریقے اور شرائط سے نہیں کیا جاتا۔ جس طریقے اور شرائط سے مرشد بتاتا ہے۔ کبھی فائدہ نہیں کرتا۔ اقسام اذکار میں سے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اس کو اپنی اصطلاح میں نفی اثبات کہتے ہیں۔ فقرہ لا الٰہ نفی ہے کہ کوئی اللہ نہیں ہے۔ اور فقرہ الا اللہ اثبات ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ مگر اللہ ہے۔ پس لا الٰہ سے تمام (الٰہ باطلہ کی نفی کی جاتی ہے۔ اور الا اللہ سے ان کی جائے الٰہ حقیقی کا اثبات کیا جاتا ہے۔ اس مقام میں طالب کا زبان سے الا اللہ کہنا) ذکر اور اس کے ساتھ ہی اس کے معنی سے نفس الٰہ باطلہ کی اور اثبات الٰہ حقیقی کا کرنا فکر یا ملاحظہ معنی ہے۔ اور چونکہ امراض جن کا ازالہ اور علاج منظور ہوتا ہے۔ طالب کے خیال اور عقیدے میں ہوتی ہیں۔ اس لئے بدون فکر اصلی اور ملاحظہ معنی حقیقی کے صرف زبان سے کلمہ پاک لا الٰہ الا اللہ کہنا یا اس کے

Marfat.com

ساتھ معنی رسمی جاننا طالب حق کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ کس لئے کہ ایسے حال میں وہ جھوٹا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ الٰہ کہتے ہیں۔ اس کو جس کی طرف دل کا منہ ہو۔ اور جس کو دل سجدے کرتا ہے۔ اور وہ دل پر خدائی کرتا ہے۔ ثبوت اس کا آیت والا ہوا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ الٰہ اس کا اس کی ہوا یعنی خواہش طبعی ہے۔ پس یہ زبان سے لا الٰہ کہتا ہے۔ یعنی الٰہ باطلہ کی نفی کرتا ہے۔ اور دل میں ہزاروں الٰہ قائم ہیں۔ ان کی نفی نہیں کرتا۔ تو جھوٹا ہے۔ چونکہ الٰہ کے یہ معنی ہیں۔ کہ جس کی طرف دل متوجہ ہو۔ اور دل جس کو سجدہ کرے۔ وہ الٰہ اس کا ہے۔ اس لئے ہر مقصود دل میں اس کا ایک الٰہ ہے یہاں مرشد فرماتے ہیں مقصودک۔ معبودک۔ اور فرماتے ہیں۔

بیت

غیر حق یک ذرّہ کان مقصود تست
تیغ لا برکش کہ آں معبودت ست

اور اکثر طریقہ یہ ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ کے معنی ملاحظہ لا مقصود (اِلا اللہ) بتاتے ہیں۔ پھر جب اس قول میں ظاہراً و باطناً طالب ہو جاتا ہے۔ تو لا مشہود و الا اللہ بتاتے ہیں۔ اور پھر جب اس قول میں طالب سچا ہو جاتا ہے تو لا معبود الا اللہ بتاتے ہیں اور ملاحظات الخمس یوں بھی لکھتے ہیں۔ لا معبود الا اللہ لا مطلوب الا اللہ لا مقصود الا اللہ لا مشہود الا اللہ لا موجود الا اللہ۔ سلسلۃ الذہب میں مولانا جامیؔ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۳۶)

اے کشیدہ بکلک وہم خیال — حرف زائد بلوح دل ہمہ سال
گشتہ درکار گاہ بو قلمون — تختہ نقشہائے گونا گوں

Marfat.com

چند باشد ز نقشہائے تباہ　　لوح تو تیرہ تختہ تو سیاہ
حرف خواں صحیفہ خود باش　　ہر چہ زائد بسوئے باب تراش
دلت آئینہ خدائے نماست　　روئے آئینہ تو تیرہ چراست
صیقلی دار صیقلے مے زن　　باشد آئینہ ات شود روشن
ہر چہ فانی از و زد د دہ شود　　و آنچہ باقی وآگرہ نمود شود
صیقلے آں اگر ازاں نہ آگاہ　　نیست جز لا الہ الا اللہ
لا نہنگیست کائنات آشام　　عرش تا فرش د کشیدہ بکام
ہر کجا کردہ آں نہنگ آہنگ　　از و ما نہ بوئے ماندہ نہ رنگ
ہست پر کار کار گاہ قدم　　کر داعیان کشیدہ خط عدم
کرسی لا مثلث ایست صغیر　　اندر و مضمحل جہاں کبیر
چوں از تنگ نائے رخنہ لا　　جستی افتاد کار با الا
گرچہ لاداشت تیرگی عدم　　دار د الا فروغ نور قدم
گرچہ لا بود کاں کفرِ جہود　　ہست الا کلید گنج شہود
چوں کند لا بساط کثرت طے　　دہد الا ز جام وحدت مے
آں رہا یدزنقش بیش و کمت　　دیں رسانید بو حدت قدمت
تا نسازی حجاب کثرت دور　　ند ہد آفتابِ وحدت نور
دائم آں آفتاب تابان ست　　از حجاب تو از تو پنہاں ست
گر بروں آئی از حجاب توئی　　مرتفع گرود از میانہ دوئی
در زمین و زمان وکون و مکان　　ہمہ او بینی. آشکار و ونہاں
ہست ازاں پرتو آفتاب ازل　　کہ درد افتد از حجاب خلل

Marfat.com

تو حجابی و بے حجاب خودی — پردہ نور آفتاب خودی
گر زمانے ز خود خلاص شوی — مہبط فیض نور خاص شوی
جذب آں فیض یا بد استیلا — ہم ز لاداری ہم از الا اللہ
نفی اثبات بار بر بند ند — خاطرت زیر بار نہ پسند ند
گام بیرون نہی زد ام غرور — بہرہ ور گردی از دوام حضور
ہم بوقت شنیدن و گفتن — ہم بہنگام خوردن و خفتن
از ہمہ غائب و بحق حاضر — جسم و جانت بود بحق ناظر
سکرو ہشاریت یکے گرود — خواب و بیداریت یکے گرود
دیدہ ظاہر تو برو گراں — دیدہ باطنت بحق نگراں
ہرکہ حق دار و نور معرفتش — کائن کائن بود صفتش
جان بحق تن بغیر حق کائن — تن ز حق جاں ز غیر حق بائن
ظاہر او بخلق پیوستہ — باطن او ز خلق بگستہ
از دروں آشناؤ ہم خانہ — در بروں در لباس بے گانہ
راہ اہل ملامت است ایں راہ — درعزامت سلامت است ایں راہ
خیز جامی و خاک ایں راہ باش — ہرچہ داری بخاک ایں راہ باش

اور ایضاً فرماتے ہیں۔

دیکھو صفحہ ۶ سلسلۃ الذہب

چوں کنی در خویش بیگہ گاہ — کلمہ لا الہ الا اللہ
پر تو نورِ حق ظہور کند — ظلمت ہستی از تو دو کند
ایں دم از غیر نفی جو د کنی — محو اشراک در وجود کنی

Marfat.com

با خدا در بلندی و پستی | کس نیابی شریک در ہستی
لب کشادہ نہنگ لا و دم | دوجہاں را کشید بکم عدم
من و مارا برو تمام فرد | بر سر آرو ز قصر گوہر ہو
پیش چشم شہود و مطلق | ہیچ ناید بجز ہویت حق
شنود گوش جانت از ہر سو | لا سوا فی الوجود الا ہو
لا و ہو ہر دو نفی اثبات اند | ثانی غیر و مثبت ذات اند
چند ازیں غافلے و گمراہی | لا ہو در وجود کن لاہی
لا وہد لا وہوت قوت وقوت | پیرو تاسرا دق ملکوت
ہوا و ہوس درد نرسی | تاز لا نگزری بہ ہو نرسی
ہو کنایت زغیب ذات شناس | مکنیش برو گرد ذات قیاس
ہیچ ذاتے بذات او نرسید | عقل کل در صفات او نرسید
ایں چہ مجدد بہا ست سبحانہ | دیں چہ عزما اعزا سلطانہ
اے ہمہ قدسیان قدسی | گر دلوئے تو در زمین بوسی
دو جہاں جلوہ گاہ وحدت تو | شہد اللہ گواہ وحدت تو
ہم مقر گفتہ با توہم جاہد | لمن الملک اللہ الواحد

رباعی

در ذات مقدسش کسے را راہ نیست
از عین جلال ہیچکس آگہ نیست

Marfat.com

سرمایہ ہر کارواں کہ رہش طلبید
جز گفتن لا الہ الا اللہ نیست

شعر

ما تجا روب لانہ روبی راہ　　کے رسی در سرائے الا اللہ

شعر

تیغ لا در قتل غیر حق براند　　درنگرزاں پس کہ غیراز لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت　　شادباش اے عشق شرکت سوز گفت

مسئلہ تاثیر ذکر

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب ۔
یعنی واضح ہو کہ ذکر اللہ کی تاثیر یہ ہے

کہ اس ذکر سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور حضرت شاہ صاحب غلام جیلانی رہتکی قدس سرہ شرح چوپالوں میں فرماتے ہیں کہ ذکر نور بھی رکھتا ہے۔ اور نار بھی۔ چنانچہ وصایا میں لکھا ہے کہ جب نار سویدائے دل سے بذریعہ بخار لطیف کے اعضاء میں پہنچتی ہے۔ تو ان سب چیزوں کو جو اس کی جناب کے لائق نہیں ہوتیں۔ جلا دیتی ہے۔ اور نور ذکر کا جو تابع نار کے ہے۔ اس چیز کے جو اس کی جناب کے لائق نہیں ہے۔ دل کو مصفّٰی کرتا ہے۔ پس نار اور نور تغیرات صفات ذمیمہ اور ان کو حمیدہ میں تبدیل کرنے میں ایک اثر کرتے ہیں۔ بشرطیکہ استعداد قابلیت قبول اثر کی ہو۔ خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

رباعی

چوں ذکر رسد و لت درد کند   آں ذکر بود ک مرد وافر دکند
ہر چند کہ خاصیت آتش دارد   لیکن دو جہاں بر دل تو سرو کند

مسئلہ استداد اور قابلیت

ہر ایک امر کی استعداد اور قابلیت ہر شے میں جدا ہوتی ہے۔ اگر اس استعداد اور قابلیت کو نقطہ عمودی فرض کریں تو نقطہ ابتداء یعنی زیرین سے انتہاء یعنی راس تک اس خط کا ہر نقطہ ایک مقام ہوگا۔ اور اگر سو درجے فرض کریں۔ تو ہر ایک درجہ بلکہ ہر ایک دقیقہ ثانیہ وغیرہ ایک ایک مقام ہوگا مگر مجملاً تین مقام کہہ سکتے ہیں۔

(۱) ایک مقام ابتداء یعنی زیرین جہاں صفر ہے۔

(۲) مقام متوسط ۵۰ درجے پر ہے۔

(۳) مقام انتہائی یعنی بالائی سو درجے پر ہے۔

اگر چہ مسئلہ یہ ہے۔ کہ قابلیت و استعداد عشقی ہر ایک انسان میں ہوتی ہے۔ مگر یہ بات نہیں ہے۔ کہ ہر ایک میں وہ ایک سی ہو۔ بلکہ کسی میں بہت کم۔ کسی میں بہت زیادہ۔ کسی میں ان کے متوسط ہوتی ہیں۔ جس میں بہت کم ہوتی ہے۔ اس کو کامل الاستعداد کہا جاتا ہے۔ اس کو یوں سمجھ لو۔ کہ ایک گھاس گیلی ہے۔ ایک خشک کامل الاستعداد مثل خشک گھاس کے ہے۔ اس میں نارِ ذکر بہت جلد اثر کرتی ہے۔ اور اس کی آتش عشق کو بھڑکاتی ہے۔ اور متوسط الاستعداد مثل گیلی گھاس کے ہے۔ جب ایک زمانہ میں اس کی نمی جاتی رہتی ہے۔ تب اس میں نارِ ذکر آتش لگاتی ہے۔ اس

Marfat.com

اختلاف الاستعداد اور قابلیت کو مرشدان کامل جو حکماء و حاذق طب روحانی کے ہیں۔خوب جانتے ہیں۔ان کو اس کا تجربہ ہوتا ہے۔علی القدر استعداد اور قابلیت کے وہ علاج کرتے ہیں۔اور ذکر اور شرائط اس کو بتاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مرشدان کامل کسی کو کچھ کسی کو کچھ ذکر بتاتے ہیں۔ایک پر رنگ جلدی چڑھ جاتا ہے۔اور دوسرے پر دیر میں۔اور تیسرے پر جو ناقص الاستعداد ہوتا ہے۔کچھ بھی نہیں چڑھتا ہے۔جو طالب اس مسئلے سے واقف نہیں ہوتا۔اور اس کے حصول مراد میں توقف ہو جاتا ہے۔تو وہ گھبراتا ہے۔اور کہتا ہے۔ہم نے بہت کچھ ذکر کیا۔بہت سر پیٹا۔مگر کچھ نہ ہوا۔وہ الزام تاثیر ذکر یا توجہ مرشد پر لگاتا ہے۔یہ نہیں جانتا کہ قصور اپنی استعداد اور لیاقت کا ہے۔اور جو اس سے واقف ہوتا ہے۔وہ کچھ نہ کچھ کئے جاتا ہے۔مایوس نہیں ہوتا۔آخر کچھ نہ کچھ پالیتا ہے۔ناقص الاستعداد یا متوسط الاستعداد کا یہاں ذکر کیا جائے۔طالب صادق کامل الاستعداد کا ذکر کیا جاتا ہے۔کہ کیونکہ ذکر سے عشق الٰہی پیدا ہوا۔اور کیونکر وہ تکمیل کو پہنچا۔اور کافیوں کی شرح کے لئے فرض کر لیا۔کہ اس طالب صادق کا اسم مبارک بلھا ہے۔اور مرشد کا نام شاہ عنایت قادری قدس سرہ۔اور اگرچہ یہ ایک نقشبندی خیال ہے۔مگر تحقیق سے معلوم ہوگا۔کہ کسی نہ کسی رفیق کا واقف حال ہے۔

طالب صادق کو ذکر اور توجہ مرشد سے عشق الٰہی پیدا ہونے کا بیان

صاحبو! ایک طالب صادق کو دولت بیعت مرشد کامل نصیب ہوئی۔کامل نے طالب کو ذکر تلقین فرمایا۔شرائط داخلی او خارجی ذکر کر کے معہ اس کی ترکیب کے

کئے۔اور فرمایا ؎

برزخ و ذات و صفات و شد و بد و تحت و فوق
مے فزائید طالبان را کل نفس ذوق و شوق

اور اس شعر کے مطلب کو اچھی طرح سمجھایا اور فرمایا کہ العبادۃ خلاف العادت سعادت آنست کہ ترک عادت کنی۔نماز ے کہ بعبادت گزاردہ اعادت کنی۔طالب صادق نے ان شرائط داخلی اور خارجی کے ساتھ۔جو مرشد نے بتائی تھیں۔ذکر نفی اثبات کا معہ ملاحظہ کے شروع کیا۔اور نہایت کوشش اور محنت اس میں کرتا رہا۔ چونکہ استعداد عشق رکھتا تھا۔چند روز میں بفضلہٖ خدا تعالیٰ دل حرکت میں آیا۔اور شب و روز دل پر ضربیں الا اللہ کی پڑتی رہیں۔تو اس کے باطن کے کان کھلے۔ خواب غفلت سے جاگا۔اب تو اس کو اللہ کے نام سے کچھ انس ہو گیا۔اس سے چین سا آنے لگا۔اور ذکر میں جی لگنے لگا۔روح کو ذکر کی غذا ملنے لگی۔پھر تو طالب صادق شوق سے اور بھی محنت کرنے لگا تھوڑے دن کے بعد شوق کے درجہ سے محبت کے درجہ تک جا پہنچا۔کہ دل میں اللہ کے نام سے محبت پیدا ہوئی۔اور بھی چاہنے لگا۔پھر اللہ کا نام لیا جاوے۔بدوں ذکر کہ بے کلی سی ہونے لگی۔پھر وہ طالب صادق محبت سے ذکر میں اور بھی محبت کرنے لگا۔اب تو چند روز میں جذبہ یعنی مقدمہ عشق کا وارد ہوا کہ محبت عشق کے نام پر ٹھنڈے سانس بھرنے لگا۔روح اندر سے تڑپنے لگی۔روح کی تڑپ کے ساتھ تنفس بھی تیز ہونے لگا۔بے خودی بھی ہونے لگی۔وہ گھڑی لذت ذکر میں آئی۔کہ ذکر کرتے کرتے گر پڑے۔کچھ سرت نہ رہی کہ کہاں ہیں۔جب روح تڑپنے سے ٹھیری۔تنفس بند ہوا۔تو ہوش آیا۔معلوم ہوا کہ سر کہیں ہے۔اور پاؤں کہیں۔کہتے ہیں۔آہاہا۔کیا لذت اور مزا ہے۔اور

Marfat.com

کیوں نہ ہو۔ جب نفس کی خواہشوں میں یہ مزے ہیں۔ تو روح کی خواہشوں کے مزوں کا کیا کہنا۔ محبان خدا اسی مزے پر تو مرتے پھرتے ہیں۔ کوئی باغ میں ذکر کرتا ہے۔ تو کوئی جنگل اجاڑ میں۔ آندھی آئے مینہ آئے۔ مگر ذکر کا وقت نہ ٹلے۔ اب تو یہ حال میاں طالب صادق کا ہوگیا۔ کہ باہر بھی کہیں اللہ کا نام سن لے۔ تو لوٹ گیا۔ حال وارد ہوگیا۔ منہ ٹوٹا۔ چوٹیں لگیں۔ کپڑے پھٹے۔ کسی کو کچھ خبر نہیں۔ کوئی ان کے حال سے عبرت پکڑتا ہے۔ اور کوئی کہتا ہے۔ میاں مکار ہے۔ فریبی ہے۔ کمانے کا ڈھنگ نکالا ہے۔ پہلے بھی تو یہی تھے۔ گلیوں میں جوتیاں چٹخاتے تھے۔ اب کیا ہوگیا۔ جو یوں لوٹتے پھرتے ہیں۔ یہ سب بناوٹ ہے۔ مگر یہ کچھ نہیں بولتے چپ ہیں۔ نشہ محبت میں جھومتے ہوئے پاؤں ڈالیں کہیں پڑے کہیں آئے۔ اور درد سے زبان پر نہ لائے۔

کافی نمبر ۱۲

عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنہ

دل دی دیدن کوئی نہ جانے اندر دیس بے گانے
جس نوں چاٹ امر دی ہووے بولی امر پچھانے
ایس عشق دی اوکھی گھاٹی جو چڑھیا سو جانے
عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنہ
آتش عشق فراق تیرے نے پل وچہ ساڑ وکھایاں
ایس عشق دے ساڑے کولوں جگ وچہ دیاں دوہایاں
جس تن لگے سو تن جانے دوجا کوئی نہ جانے

Marfat.com

عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے

میں وے ایانی نیہوں کی جاناں جانے سگھڑ سیانی!
اوس ماہی دے صدقے جاواں جس دا ہور نہ ثانی
روپ سروپ انوپ ہے اس دا شالا جوانی مانے
عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے

ہجر تیرے نے جھلی کر کے کملی نام سدایا
صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ ۔ ہو کے اپنا وقت لنگھایا
کرہن نظر کرم دی سایاں نہ کر زور دھگانے
عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے

ہس بلاون تیرا جانی یاد کراں ہر ویلے
پل پل دے وچ درد ہجر تھیں عشق مریندے سیلے
رو رو یاد کراں دن راتیں پچھلے وقت وہانے
عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے

عشق قصائی نے جیہی کیتی ہرگز خبر نہ کائی
عشق چواتی لائی چھاتی پھیر نہ جھاتی پائی
ماپیاں کولوں چھپ چھپ رواں کر کے لکھ بہانے
عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے

فضل تیرا درکار اسانوں ہر ویلے ہر حیلے
بُلھا شوجے ملے پیارا لکھ کراں شکرانے
عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے

Marfat.com

کافی نمبر ۱۴

متر پیارے دے کارن نی میں لوک الاہمے سہنی ہاں

لگا نیہوں میرا جس سیتی　　　سرہانے ویکھ پلنگ دے جیتی
عالم کیوں سمجھاوے ریتی　　　میں وٹھے باجھ نہ رہنی ہاں

متر پیارے دے کارن نی میں لوک الاہمے سہنی ہاں

تسیں سمجھاؤ میری بھوری　　　رانجھن میتھوں رہندا چوری
جیندے عشق گھتی گل ڈوری　　　میں آرام کر کے نہیں بہنی آں

متر پیارے دے کارن نی میں لوک الاہمے سہنی ہاں

برہوں آوڑیا وچہ وہڑے　　　زور ہزار دیوے تن گھیرے
دارو درد نہ باجھوں تیرے　　　آؤں سجن میں مردی ہاں

ف جزوی　متر پیارے دے کارن نی میں لوک الاہمے سہنی ہاں　ف جزوی

بلھا شوہ گھر رانجھن آوے　　　نال خوشی دے رین وہاوے
غمخواری سب میتھوں جاوے　　　اوہ صاحب میں بردی ہاں

متر پیارے دے کارن نی میں لوک الاہمے سہنی ہاں

اب ان کا یہ حال ہوگیا کہ دنیا کے کام ان کو کھیل تماشا معلوم ہونے لگے۔ دل نے سب کی الفت چھوڑ دی۔ اللہ کے نام اور اس کے نام پر مرنے لگے۔ عاشقانہ کلام۔ عاشقانہ اشعار۔ شوق اور محبت کی باتیں ان پر اثر کرنے لگیں۔ اب تو یہ میاں نوشہ بن گئے۔ موج میں آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

بے حجابانہ در آاز درِ کاشانہ ما
کہ کسے نیست بجز زداد تو در خانہ ما

Marfat.com

گر نکیر آید و پرسد کہ بگو ربّ تو کیست
گویم آں کس کہ نہ بود ایں دل دیوانہ ما

اگر اس حالِ ذوق اور شوق میں ان کے پاس کوئی آتا ہے۔ اور ان کے وقت کا ہارج ہوتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ

رباعی

یا رب ہمہ خلق را بمن بد خو کن
و ز جملہ جہانیاں مرا یک سو کن
روئے دل من صرف کن از ہر جہتے
در عشق خودم یک جہت و یک رو کن

ہاں ایک مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہاں کچھ اور حالت ہوتی ہے۔ کہ مرشد کی صورت دیکھتے ہیں۔ تو روحانی آگ لگتی ہے۔ عشق الٰہی بڑھتا ہے۔ اور مرشد صاحب کچھ اور ہی نظر آتے ہیں۔ ان سے بھی محبت بڑھتی رہتی ہے۔ وقت معائنہ پر ہر روز حاضر ہوتے ہیں۔ بیٹھے صوت دیکھ کرتے ہیں۔ اس صورت کے دیکھنے سے ہی خود بخود ذکر دل میں جاری ہو جاتا ہے۔ اور ایک ایسا مکّا سا لگتا ہے۔ کہ بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ اس میں کچھ اور ہی مزا ہے طالب اور مرشد کی روحوں کا ایسا معانقہ ہونے لگا کہ ایک جان ہونے لگیں۔ مرشد کی روح کی عشقی کیفیت طالب کی روح میں سرایت کرنے لگی۔ منزل فنافی الشیخ شروع ہوئی۔ یعنی دونوں روحوں کے معانقے اور مواصلت ہونے لگے۔ اس میں جو حالات اور واردات پیش آنے لگے۔ اور اس کا اپنی اصطلاح میں کچھ اور ہی نام رکھا۔ شراب

Marfat.com

کسی اور ہی کیفیت کا نام ہے۔ کباب کسی اور ہی چیز کو کہتے ہیں۔ چور اور ٹھگ کسی اور حال کو قرار دیا۔ اور کہا کہ

بُلھا پی شراب تے کھاہ کباب ہیٹھ بال ہڈاں دی اگ
چوری کرتے بھن گھر ربّ دا اس ٹھگاں دے ٹھگ نوں ٹھگ

اس شعر میں معانقہ روحانی کو رمزاً بیان فرمایا۔ اور یہ ایک نہایت عمدہ مسئلہ ہے، طالبوں کو کان لگا کر سننا چاہئے۔ جب ایک شخص دوسرے سے ملتا ہے۔ تو ان دونوں کی روحیں بھی آپس میں ملتی ہیں اور معانقہ اور کشتی کرتی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے لپٹتے ہیں۔ کہ جو کیفیت دوسرے کی ہوتی ہے۔ وہ حاصل کر لیتی ہیں۔ خواہ وہ کیسی کیفیت ہو۔ اچھی ہو یا بری جس کی کیفیت غالب آجاتی ہے، وہ دوسرے کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیتی ہے۔ یہاں تک کہ تاثیر کا مسئلہ ظاہر ہوگا۔ کہ کیوں برے آدمی کی صحبت سے بری صفات آدمی میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور اچھے کی صحبت میں بیٹھنے سے اچھی صفات بالطبع پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی مقام پر کہتے ہیں۔ کہ طبیعت آدمی کی چور ہے۔ دوسرے کے پاس بیٹھ کر اس کی کیفیت کو ایسا چرا لیتی ہے۔ کہ آنکھ سے یا اور کسی حس سے اس کا وہ چرانا معلوم نہیں ہوتا۔ لطائف سلوک میں حضرت شاہ صاحب غلام جیلانی روہتکی قدس سرہ عزیز فرماتے ہیں۔ کہ صحبت اہل دنیا کی طالب حق کو سم قاتل ہے۔ کیونکہ طبیعت جو کچھ اس کے ہم نشین میں دیکھتی ہے۔ اس کے اقتدا کرنے پر مجبور ہے۔ پس ایک طبیعت سے دوسری طبیعت جو پاتی ہے۔ چراتی ہے۔ اس لئے حکمہ طبع کو چور کہتے ہیں۔ کہ خفیتاً ہمنشین کے اخلاق کو چرا لیتی ہے۔

سلسلۃ الذہب میں مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۱۲۷

طبع دو روز یار بہتر خوئے　　　نافہ گیروز مشک از خر بوئے۔

اسی مقام پر دوہڑہ ہے کہ۔

بُلھا پی شراب تے کھاہ کباب بیٹھ بال ہڈاں دی اگ
چوری کرتے بھن گھر رب دا اس ٹھگاندے ٹھگ نوں ٹھگ

یعنی شاہ عنایت قادری مرشد اپنے کی صحبت میں رہ کران کے پاس بیٹھ۔ ان کے قلب مبارک سے جو بحکم قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ گھر رب کا ہے۔ انوار کے موتیوں کو چرا۔ اور جب آپ چور بنے۔ تو مرشد کو ٹھگ کہنا ایک مناسبت کا کلام ہے۔ اور پیار کی بات ہے۔ اور اولوالعزمی مرشد کی ثابت ہے۔ چور سے ٹھگ مالدار ہوتا ہے۔ کسی عاشق نے جس کے کلام میں عین ادب ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یوں فرمایا ہے۔

سینہ میں قلزم کو لے کے قطرہ کا قطرہ ہی رہا
بل بے سمائی تیری اف اے سمندر کے چور

سبحان اللہ! عاشقوں کا بھی کیا کلام ہے۔ جس کے کہنے سے عام مردود ہوتے ہیں۔ اور خاص مقبول ہوتے ہیں۔ اور وہی اس کے کلام کے لطف کو جانتے ہیں۔ جن کے دل میں عشق اور حقیقی محبت کی آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔ پس اگر عشق حقیقی کی طلب ہے تو عاشقان الٰہی کے پاس بیٹھنا چاہئے۔ چنانچہ رشحات میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عبید اللہ احرار نے فرمایا۔

با عاشقاں نشین و ہمہ عاشقی گزین
باہر کہ نیست عاشق با او مشو قرین

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

پیش استادے کہ او نحوی بود — جان شاگردش از و نحوی بود

باز استادے کہ او نحوی بود — جاں شاگرداز و محوی بود

آدمی اس جہت سے کہ اس کو استعداد تام ہم نشینوں سے تاثیر تمام حاصل کرنے کی حاصل ہے۔ امور اس امر پر ہے کہ صحبت اولیائے اللہ کی لازم پکڑے۔ کیونکہ کوئی عمل یا کشش اسی عمل یا کشش سے بڑھ کر اور صحبت برکت جو اس طائفہ علیہ سے وقوع میں نہیں آئی۔ او، تو جذبہ من جذبات الحق نوازی عمل الثقلین موید اس کا ہے۔ جب میاں طالب صادق کیفیت مرشد چرانے لگے۔ تو میاں طالب صادق کو حضرت مرشد بھی چاہنے لگے۔ اور توجہ خاص سے مشرف کرنے لگے۔ اب تو میاں طالب کا کچھ اور ہی رنگ ہو گیا۔ حالت اشتیاق میں اگر کسی کی طرف ٹکٹکی باندھی ہے۔ تو صورت مثالی مرشد صاحب کی سامنے آ کھڑی ہوئی ہے۔ دید بازی ہو رہی ہے۔ عشق و محبت کے مزے اڑ رہے ہیں۔ اور اگر کبھی ایسا ہوا ہے۔ کہ مرشد صاحب کے اس طرح دیدار دکھانے میں کچھ توقف ہوا ہے۔ تو میاں طالب کی پھر جان تڑپتی ہے۔ اور کہتی ہے۔

کافی نمبر ۱۴

ویکھو نی شاہ عنایت سائیں — میں نال کردا کون ادائیں

کدی آوے کدی آوے ناہیں — تیوں تیوں پھڑکن مینوں پھائیں

نام اللہ دے پیغام بھیجنا سائیں — مکھو یکھن نوں نہ ترسائیں

ویکھو نی شاہ عنایت سائیں — میں نال کردا کون ادائیں

بلھا شوہ کئی لائی مینوں — رات اندھیری اٹھ ٹری نیں نوں

Marfat.com

جس اوجڑتوں سب کوئی ڈردا — سومیں ڈھونڈاں چائیں چائیں
ویکھو نی شاہ عنایت سائیں — میں نال کردا کون ادائیں

کافی نمبر ۱۵

گھونگھٹ چک او سجناں ہن شرماں کاہنوں رکھیاں وے

زلف کنڈل تے گھیرا پایا — بشیر ہو کے ڈنک چلایا
ویکھ اساں ول ترس نہ آیا — کرکے خونی اکھیاں وے

گھونگھٹ چک او سجناں ہن شرماں کاہنوں رکھیاں وے

دو نیناں دا تیر چلایا — میں عاجز دے سینے لایا
گھائل کرکے مکھ چھپایا — ایہ چوریاں کن دسیاں وے

گھونگھٹ چک او سجناں ہن شرماں کاہنوں رکھیاں وے

برہوں کٹاری کس کے ماری — تد میں ہو یا بیدل بھاری
مڑ نہ لئی تیں سار ہماری — پتیاں تیریاں کچیاں وے

گھونگھٹ چک او سجناں ہن شرماں کاہنوں رکھیاں وے

نیہو نہہ لگا لے من ہر لیتا — پھیر نہ اپنا درش دیتا
زہر پیالہ میں آپیتا — سی عقلوں میں کچیاں وے

گھونگھٹ چک او سجناں ہن شرماں کاہنوں رکھیاں وے

شاہ عنایت لکھوں نہ بولاں — صورت تیری ہر دل ٹولاں
ثابت ہوکے پھیر کیوں ڈولاں — اج قولوں میں سچیاں وے

گھونگھٹ چک او سجناں ہن شرماں کاہنوں رکھیاں وے

کافی نمبر۱۶

میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

میں جو تینوں آکھیا کوئی گھل سنیہڑا حشماں سیج وچھایاں دل کیتا ڈیرا
لٹک چلندر آوندا شاہ عنایت میرا
میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

اوہ اجیہا کون ہے جا آکھے جیہڑا میں وچہ کیہ تقصیر ہے میں بردا تیرا
تیں باہجوں میرا کون ہے دل ڈھاؤ نہ میرا
میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

ڈھونڈ شہر سب بھالیا قاصد گھلاں کیہڑا چڑھیاں ڈوتی پریم دی دل دھڑکے میرا
آؤ عنایت قادری جی چاہے میرا
میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

پہلی پوڑی پریم دی پل صراطے ڈیرا حاجی مکے حج کرن میں مکھ ویکھاں تیرا
آؤ عنایت قادری ہتھ پکڑیں میرا
میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

جل بل آہیں ماریاں دل پتھر ہویا میرا پا کے کنڈی پریم دی دل کھینچو میرا
میں وچہ کوئی نہ آپیا وچہ پردہ تیرا
میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

دست کنگن باہیں چوڑیاں گل نورنگ چولا رانجھن مینوں کر گیا کوئی راون رولا
آن نویں دکھ پے گئے کوئی مولاں داگھیرا
میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

Marfat.com

میں جاتا دکھ مینوں آہا دکھ پے گھر گیاں　　سر سر بھانبڑ بھڑکیا سب تپدیاں گئیاں

ہن آن بنی سر اپنے چک گیا سب جھیڑا

میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

جیہڑیاں ساہورے منیاں سوئی پیکے ہوون　　شوہ جنہاں نے مائل ہے چڑھ سجے سوون

جس گھر کونت نہ بولیا سوئی خالی ڈیرا

میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

بُلھا شوہ دے واسطے دل بھڑکن بھاہیں　　اوکھا پینڈا پریم دا دل گھٹدا تاہیں

دل وچہ دھکے چھیڑ دے سر دھائیں بیڑا

میں اوڈیکاں کر رہی کدی آ کر پھیرا پا

کافی (۱۷)

دِل لوچے ماہی یار نوں

دل لوچے ماہی یار نوں

اک ہس ہس گلاں کردیاں　　اک روندیاں دھوندیاں پھردیاں

کہو بھلی بسنت بہار نوں　　دل لوچے ماہی یار نوں

میں نہاتی دھوتی رہ گئی　　اک گنڈھ ماہی دل بہہ گئی

بھاہ لائیے ہار سنگھار نوں　　دل لوچے ماہی یار نوں

میں دوتیاں قائل کیتیاں　　سولاں گھیر چوفیرے کیتیاں

گھر آوے ماہی دیدار نوں　　دل لوچے ماہی یار نوں

طالب صادق اس ذوق وشوق میں تھا۔ کہ مرشد کی حضوری ہوئی۔ بغور حصول اس دولت عظمیٰ کے زبان پر لایا۔

Marfat.com

بُلھا ہن ساجن گھر آیا　　　میں گھٹ رانجھن گل لایا
دُکھ گئے سمندروں پار نوں　　　دل لوچے ماہی یار نوں

پھر تو میاں طالب صادق شب و روز عنایات و شفقت ہائے پیر سے مشرب رہنے لگے۔ اور شراب عشق اور محبت کے پیالے پینے لگے۔ جس قدر محبت مرشد سے بڑھی۔ اسی قدر عشق الٰہی کو ترقی ہوئی۔ اس نکتہ کو وہی سمجھتا ہے۔ جو تیز ہوش ہو۔ پھر تو یہ حال ہو گیا کہ بدوں حضوری مرشد کے جینا محال ہو گیا۔ اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ کہ ہر وقت حضوری میں رہتے ہیں۔ اور ارشادِ مرشد میں رہتے ہیں۔ اور جان دیتے ہیں اور تاثیر ذکر اور ترقی عشق الٰہی سے جو کچھ تجلیات اور واقعات ان پر گزرتے ہیں۔ اور جو تجلیات اور عجائبات سر چشم کبریا یا چشم سر سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ جیسے باطن میں بجلی چمک جانا کبھی ستارہ سا نظر آنا۔ کبھی آفتاب سی روشنی ہوئی۔ علیٰ ہذا اور بہت سی ایسی ہی باتوں کا وقوع میں آنا۔ ان کو وقت خاص میں نہایت ادب اور اخلاص سے حضوری مرشد میں عرض کرتے ہیں۔ عالی جناب معلّی القاب حضرت مرشد ان کو سن کر جو کچھ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ارشاد کرتے ہیں۔ اور جو اسرار طالب صادق پر کھلتے ہیں۔ ان کے باب میں فرماتے ہیں۔ کہ اے نور چشم اے قرۃ العین اے لختِ جگر اے برخوردارانْ اسرار کو کہیں منہ سے نہ نکالو! تا کہ اظہار ســرّ کــفــرؔ۔ طالب صادق بھی اس اسرار کو جان و دل سے بجالاتے ہیں۔ اور مرشد کی حضوری اور توجہ اور شفقت خاص سے جو ترقی تجلیات اور عشق الٰہی میں ہوتی ہے۔ اسی کی خوشی میں پھولے نہیں سماتے۔ صاحبو! اگر اسی طرح مرشد کی حضوری اور مے نوشی کی مسروری میں دن رات گزاریں۔ تو کیا بات ہے۔ بڑی خوش قسمتی اور خوش نصیبی ہے۔ مگر یہ مزے چار دن کے ہیں۔ عشق میں اول یاری

Marfat.com

ہے۔ پھر خواری۔ کسی نے ایک محبوب سے مخاطب ہو کر کیسا اچھا کہا ہے۔

شعر

عاشق شیدائے تو اے بے خبر
بر سر بازار رسواء دیدہ ام

عشق میں اگر خواریوں اور مصیبتوں کا باعث محبوب کا روٹھنا اور چونکہ عاشقان نوگرفتار اور مشتاقان جمال یار کا محبوب اول مرشد ہے۔ اس کا روٹھنا ان کی جان پر ایک آفت اور قیامت لاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ

بھیکھا وہ ترکوڑ ہیں جو گرو کو جانیں اور
ہر روٹھے گور ملیندے کور روٹھے نہیں ٹھور

اور چونکہ مرشدوں میں ایک جلوۂ محبوبی ہوتا ہے۔ جو طالب صادق عاشق نوخیز اور گرفتار کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور جہان کی ہمہ نعمت سے دل کو پھیر کر اپنی طرف لاتا ہے۔ اس کا اقتضاد ذاتی ہے۔ کہ جلوہ نمایاں اور غمزدہ اور ناز وادا اپنے دکھائے۔ تاکہ عاشق کے دل میں ایک تڑپ ان تجلیات سے پیدا ہو۔ تجلیات دو قسم کی ہیں۔ ایک جلالی اور دوسری جمالی۔ معشوق کا روکھاوٹ کرنا۔ تیوری چڑھانا۔ منہ پھیرنا اقتضاہائے تجلّی جلالی ہے۔ اور جلوہ دکھانا۔ لگاوٹ کی باتیں کرنا۔ مسکرانا تجلّی جمالی ہے۔ جو عاشق صادق کامل ہیں۔ ان کو تجلّی جلالی بھی ایک کیفیت جمال کی معلوم ہوتی ہے۔ اور ان کے نزدیک جلال عین جمال ہے۔ جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عاشقم بر لطف بر قہرش بجد
اے عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

Marfat.com

مگر یہ حال عاشقان فنا فی المعشوق کا ہے۔ اور فنا سے پہلے بڑے بڑے مرحلے عاشق کے لئے درپیش ہیں۔ ازاں جملہ پہلے سب سے مرشد کا روٹھنا اور ناراض ہونا ہے۔ اس روٹھنے میں آئین محبوبی سے ان کا غمزہ کرنا ہے۔ اس غمزہ سے کبھی مارتے ہیں اور کبھی جلاتے ہیں۔ بقول آنکہ۔

بغمزہ مے کنی ہستی بغارت
بہ بوسہ مے وہی بازش عمارت

کیا اچھا کہا ہے۔

اے رشک مسیحا تیری رفتار کے قربان
ٹھوکر سے میری لاش کی بار جلا دی

حکایت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سے عاشقان حقیقی پر طلب وصال میں یہ مصیبت آئی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ میاں طالب بھی اس میں گرفتار ہوئے۔ کوئی بات اسرار کی ان کے منہ سے جوش عشق میں نکل گئی۔ ان کی جان پر آفت آئی کہ حضرت مرشد شاہ عنایت قادری ناراض ہو گئے۔ اور ان کو مجبور کر دیا۔ اس وقت کا کیا حال بیان ہو۔ کہ باچشم گریاں سینہ بریاں روتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

کافی نمبر ۱۸

اٹھ گئے گواہنڈوں یار
ربا ہن کی کریئے
اٹھ چلے ہن رہندے ناہیں ہویا ساتھ تیار
ربا ہن کی کریئے

Marfat.com

اٹھ گئے گواہنڈوں یار　　ربّا ہن کی کریئے
ڈادھ کلیجے بل بل اٹھے　　نہ رہے اوہ آر نہ پار
ربّا ہن کی کریئے
اٹھ گئے گواہنڈوں یار　　ربّا ہن کی کریئے
بلھا شوہ پیارے باجھوں　　نہ رہے اوہ آر نہ پار
ربّا ہن کی کریئے
اٹھ گئے گواہنڈوں یار　　ربّا ہن کی کریئے

کافی نمبر۱۹

دیکھو نی کی کرگیا ماہی　　لیندا دیندا ہو گیا راہی
اماں جھڑکے بابل مارے　　طعنے دیندے ویر پیارے
جیہی بری میں بریا روئے لوکا　　مینوں دیہو اوتے دل تراہی
دیکھو نی کی کر گیا ماہی
لیندا دیندا ہو گیا راہی
بوہے تے آون نا دوجایا　　عقل فکر سب چا گوایا
اللہ دی سونہہ اللہ جانے　　ہسدیاں گل وچہ پے گئی پھاہی
دیکھو نی کی کر گیا ماہی
لیندا دیندا ہو گیا راہی
رہووے عشقا کی کرنائیں اکھاڑے　　منصور جئے چا سولی چاڑھے
ان بنی جد نال اساڈے　　بلھا منہ توں لوئی لاہی

Marfat.com

دیکھو نی کی کر گیا ماہی
لیندا دیندا ہو گیا راہی

کافی نمبر ۲۰

کیوں عشق اساں تے آیا ہے
توں آیا ہے میں پایا ہے
ابراہیمؑ جا چِخہ سٹائیو   ذکریےؑ سر کلو تر دھرائیو
یوسفؑ ہٹو ہٹ وکائیو   کہو سانوں کی لیایا ہے
کیوں عشق اساں تے آیا ہے
توں آیا ہے میں پایا ہے
شیخ صنعان توں خوک چرائیو   شمس دی کھل الٹ لہائیو
سولی تے منصور چڑھائیو   کرمتھ ہن کیں دل ودھایا ہے
کیوں عشق اساں تے آیا ہے
توں آیا ہے میں پایا ہے
جس گھر تیرا پھیرا ہویا   سو جل بل کوئلہ ڈھیرا ہویا
جد راکھ اڈی تد سیرا ہویا   کہو کس گل دا سدھرایا ہے
کیوں عشق اساں تے آیا ہے
توں آیا ہے میں پایا ہے
بُلھا سب دے کارن کر   تن بھٹی دل اہرن کر
وچہ پریم ہتھوڑا لایا کر   لوہاراں کیں اٹکایا ہے

Marfat.com

کیوں عشق اساں تے آیا ہے

توں آیا ہے میں پایا ہے

کافی نمبر۲۱

نی مینوں لگڑا عشق اول دا

اول دا روز ازل دا

وچ کراہی تل تل جاوے تلیاں نوں چا تل دا

نی مینوں لگڑا عشق اول دا

اول دا روز ازل دا

مویاں نوں چا ول ول مارے ولیاں نوں چا ول دا

نی مینوں لگڑا عشق اول دا

اول دا روز ازل دا

کیا جاناں کوئی چنگ لکھیں ہے نت سول کلیجے شل دا

نی مینوں لگڑا عشق اول دا

اول دا روز ازل دا

تیر عشق دا لگا جگرو چہ اول دا روز ازل دا

نی مینوں لگڑا عشق اول دا

اوّل دا روز ازل دا

بُلھا شوہ دا نیہوں ہے اوکھا رلایا بھی نہیں رلدا

Marfat.com

نی مینوں لگڑا عشق اول دا
اول دا روز ازل دا

کافی نمبر ۲۲

مینوں چھڈ گئے آپ لد گئے میں وچہ کی تقصیر
راتیں نیند نہ سکھ ستی دنے پلٹیا نیر
تو پاں تے تلواراں کولوں تکھے عشق دے تیر
عشقے جیڈ نہ ظالم کوئی ایہ زحمت بے پیر
اک پل ساعت آرام نہ دیوے بھی وچھوڑے دی پیڑ
بُلھا شوہ جے کرے عنایت سب دکھ ہون تعبیر

کافی نمبر ۲۳

جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سر تے بے تال
دردمنداں نوں کوئی نہ چھیڑے آپے اپنا دکھ سہیڑے
جمناں جیوں مول اکھیڑے اپنا بوجھے آپ خیال
جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سر تے بے تال
جس نے دیس عشق دا کیتا دھر درباروں فتویٰ لیتا
میں حضوروں پیالہ پیتا کجھ نہ رہیا جواب سوال

جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سر تے بے تال
جس دے اندر وسیا یار　　اٹھیا یارو یار پکار
نہ اوہ چاہے راگ نہ تار　　اینویں بیٹھا کھیڈے حال
جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سر تے بے تال
بُلھا شوہ وانگر سچ پایا　　جھوٹوں رولا سب مکایا
سچیاں کارن سچ سنایا　　پایا اس دا پاک جمال
جس تن لگیا عشق کمال
ناچے بے سر تے بے تال

کافی نمبر ۲۴

بُلھا کی جانے ذات عشق دی کون
ناں سوہنا تے کم اکھیڑے ونجے جاگن سون
رانجھے نوں میں گالیاں دیواں منو چہ کراں دعائیں
میں تے رانجھا اکو کوئی لوکاں نوں ازمائیں
جس بیلے وچہ بیلی وسّے اس دیاں لواں بلائیں
بُلھا شوہ نوں پاسے چھڈ کے جنگل ول نہ جائیں

اس حال میں جوکوئی رفیق اورغم خوار ملتا ہے۔ تو اسے کہتے ہیں۔

Marfat.com

کافی نمبر ۲۵

اب لگن لگی کہ کریئے
ناں جی سکئے تے نہ مریئے

تم سنوں ہماری بتیاں موئے رات دنے نہیں جیناں
ہن دلی بن پلک نہ سریئے اب لگن لگی کی کریئے
ناں جی سکئے تے نہ مریئے

ایہ اگن برہوں دی جاری کوئی ہمری پیت نواری
بن درشن کیسے تریئے اب لگن لگی کی کریئے
ناں جی سکئے تے نہ مریئے

بُلھا پئی مصیبت بھاری کوئی کرو ہماری کاری
ایہو جیہے دکھ کیسے جَریئے اب لگن لگی کی کریئے
ناں جی سکئے تے نہ مریئے

کافی نمبر ۲۶

تسی کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

اوہو دل میرے وچہ وسدا بیٹھا نال اساڈے ہسدا
پچھاں باتاں تاں اٹھ نسدا لیندا بازاں وانگ اڈاری
تسیں کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

Marfat.com

ہن میں شوہ دریا واں پیاں ٹھاٹھاں لہراں دے منہ لیاں
گھمن گھیراں پگڑ پھویاں اپّر برکھا رین اندھاری
تسیں کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

وے تیں کیہے خنجر چائے تارے کھاری ہیٹھ لوکائے
منج دی رسّی نانگ بنائے تیرے سحراں توں بلہاری
تسیں کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

اے جو مرلی کاہن وجائی میرے دل نوں چوٹ لگائی
آہواں نعرے کردی آہی میں رووواں زارو زاری
تسیں کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

عشق دیوانے لیکاں لایاں اس نے گھنیاں ستھاں پایاں
میں ہاں بکری کول قصائیاں سہم ہمیشہ پیت تیاری
تسیں کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

ایہو دل میرے وچہ آیا اس نے مینوں کیوں بھرمایا
پچھاں جادو ہے کہ سایا اس توں لواں حقیقت ساری
تسیں کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

Marfat.com

میں ایانی تیہوں کی جاناں ایہ کیوں کردا ہے زور دھگاناں
کیا گل گل میوہ ہے ہدوانہ کیا کوئی دید پیاری
تسیں کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

بُلھا شوہ تے جے میں آواں اپنا سر دھڑ پھیر نہ پاواں
اوتھے جاواں نہ دکھ پاواں بجیڑی اینویں عمر گزاری
تسیں کرو اساڈی کاری
کہی ہو گئی دیدن بھاری

آہ آہ! مرشد سے بچھڑے ہوئے یہاں طالب صادق کو آٹھ دن ہوئے۔ ان دنوں کی مصیبت اور مشکل کا اور کوئی بیان کرے۔ خود انہی کی زبان سے سنیئے۔

Marfat.com

اٹھوارہ

حضرت پیر بلھے شاہ صاحب

چھنچھر وار

چھنچھر وار او تادلے ویکھ سو سجن دی سو
اساں مرگھر پھیر نہ آوَناں جو ہونی ہوگ سو ہو

واہ وا چھنچھر وار ویلے دکھ سجن دے میں ول پیلے
ڈھونڈاں او جڑ جنگل بیلے او ہڑن رین کولڑے ویلے

برہوں گھیریاں

گھڑی تانگ تساڈیاں انگاں راتیں شڑے شیر اولانگاں
اچی چڑھ کے کوکاں چانگاں سینے اندر رڑکن سانگاں

پیارے تیریاں

آیت وار

آیت وار سعیت ہیں جو قدم دھرے
اوہ بھی عاشق نہ ہو جو سر دیندا عذر کرے

آیت آیت وار بھایت وچوں جائے ہجر دی ساعت
میرے دکھ دی سنی حکایت آوے عنایت کرے ہدایت

Marfat.com

تاں میں تاریاں

تیرے یار جیہی نہ یاری　　تیرے پگڑ وچھوڑے ماری
عشق تساڈا قیامت ساری　　تاں میں ہویاں ویدن بھاری

کر کجھ کاریاں

سوموار

سوم وار سی وار ہے کیا چل چل کرے پکار
اگے لکھ کروڑ سہیلیاں نی میں کس دی پانی ہار

میں دکھیاری دکھ سوار　　روناں اکھیاں دا رزگار
میری خبر نہ لیندا یار　　ہن میں جاناں مردی وار

مویاں نوں ناں ماردا

میری اوسے نال لڑائی　　جس نے مینوں برچھی لائی
سینے اندر بھاؤ بھڑکائی　　کٹ کٹ کھائے برہوں قصائی

پچھا یار دا

منگل وار

منگل میں گئی پانی آہاں لیاں تے اونہار
میں گھمن گھیراں گھیریاں اوہ دیکھے کھلا کنار

منگل بدیواں دلادے　　بڈھے شوہ دریا واں جاندے
کپڑ کڑک دوپہریں کھاندے　　ولول غوطیاں دے منہ آندے

ماری یار دی

کنڈھے ویکھے کھلا تماشا   ساڈی مرگ انہاں دا ہاسا
میرے دل وچہ آیو ساسا   ویکھاں دیسی کدوں دلاسا

نال پیار دے

بدھ وار

بدھ سدھ رہی محبوب دی سدھ اپنی نہ ہور
میں بلہاری اوس دے کی جو کھچدا میری ڈور

بدھ سدھ آگیا بدھوار   میری خبر نہ لے دلدار
سکھ سکھاں تو گھتاں وار   دکھاں آن ملایا یار

پیارے تاریاں

پیارے چلن نہ دیساں چلیا   لے کے نال زلف دے ولیا
جاں اوہ چلیا تاں میں چھلیا   تاں میں رکھساں دل وچہ رلیا

لیساں واریاں

جمعرات

جمعرات سوہاونی دکھ درد نہ آہا پاپ
او جامہ سادہ پہن کے آیا تماشے آپ

اگوں آگئی جمعرات   شرابوں گاگر ملی برات
لگ گیا مست پیالہ ہات   مینوں بھل گئی وات صفات

Marfat.com

دیوانی ہو رہی

ایسی زحمت لوک نہ پاون ملاں گھول تعویذ پلاون
پڑھن عزیمت جن بلاون سیاں شاہ مدار کہلاون

میں چپ ہو رہی

روز جمعہ

روز جمعہ دے بخشیاں میں جیہیاں لکھ ہزار
پھر اوہ کیوں کر نہ بخشسی جیہڑی پنج مقیم گزار

جمعہ دی ہور و ہور بہار ہن میں جاتا صحیح ستار
بی بی باندی بیڑا پار سرتے قدم دھریندا یار

سوہاگن ہو رہی

عاشق ہو ہو گلاں دسیں چھوڑ معشوقاں کینویں نسیں
بُلھا شوہ اساڈے دسیں تاریخ وہڑی دی کیہڑی دسیں

لگ گل سو رہے

کافی نمبر ۲۷

جمعہ دی ہور و ہور بہار
جمعہ دی ہور و ہور بہار

پیر اسانوں پیڑاں لایاں منگل مول نہ سرتاں آیاں
عشق جھنجھر گھول گھمایا بدھ سدھ لیندا نہیوں سار

جمعہ دی ہور و ہور بہار

Marfat.com

پیر وار روضہ توں جاواں سب پیغمبر پیر مساواں
جد پیار دا درشن پاواں کردی ہار سنگھار
جمعہ دی ہور و ہور بہار

منطق معنی پڑھا نہ اصلاں ب واجب فرض نہ سنت نفلاں
کس کم آیاں شرع دیاں عقلاں کجھ نہیں باہجھ دیدار
جمعہ دی ہور و ہور بہار

شاہ عنایت شوہ اساڈا دین دنی مقبول ہے ساڈا
کھتھی مینڈھی دست پراندہ پھراں اجاڑ دا جاڑ
جمعہ دی ہور و ہور بہار

بھلی ہیر سلیٹی مردی بیلے ماہی ماہی کردی
کوئی نہ ملیا دل دا دردی میں ملساں رانجھن یار
جمعہ دی ہور و ہور بہار

بُلھا بھلیا نماز دوگانہ جد دا سنیاں تاں ترانان
عقل کہے میں ذرا نہ ماناں عشق کو کیندا تارو تار
جمعہ دی ہور و ہور بہار

کبھی کوئی ملتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ چلو میاں کعبہ کو چلیں تو کہتے ہیں۔

کافی نمبر ۲۸

کیوں کر جایئے کعبے نوں دل لوچے تخت ہزارے نوں
لوک جو سجدہ مکے نوں کردے میرا سجدہ یار پیارے نوں

Marfat.com

کیوں کر جایئے کعبے نوں دل لوچے تخت ہزارے نوں
اوگن ویکھ نہ بھلیں میاں رانجھا یاد کریں اس کارے نوں
کیوں کر جایئے کعبے نوں دل لوچے تخت ہزارے نوں
میں منتا روترن نہ جاناں شرم پی تدھ تارے نوں
کیوں کر جایئے کعبے نوں دل لوچے تخت ہزارے نوں
تیرے نال دا ثانی کوئی نئیں ملیا بلھا ڈھونڈ رہیا جگ سارے نوں
کیوں کر جایئے کعبے نوں دل لوچے تخت ہزارے نوں

بند دیگر

حاجی لوک مکے نوں جاندے میرا را بھا ماہی مکہ
نی میں کملی ہاں
میں منگ رانجھے دی ہویاں بابل کردا دھکا
نی میں کملی ہاں

بند دیگر

حاجی لوک مکے نوں جاندے اساں جاناں تخت ہزارے
جتول یار اوتے دل کعبہ بھاویں ویکھ کتاباں چارے
حاجی لوک مکّے نوں جاندے میرے گھر وچہ نوشوہ مکا
وچّے حاجی وچّے گاجی وچّے چور اچکّا
کبھی کوئی مرشد کے پاس جاتا اور بیعت ہوتا اور دل لگا تا دیکھتے ہیں۔تو کہتے
ہیں۔

Marfat.com

کافی نمبر ۲۹

پیاریا سنبھل کے نیہوں لا مڑ کے پچھوتاویں گا

جاندا جا نہ آویں پھر   اوتھے بے پرواہی ڈھیر
اوتھے ڈھل کھلوندے شیر   توں بھی پھندا جاویں گا

پیاریا سنبھل کے نیہوں لا مڑ کے پچھوتاویں گا

یوسفؑ کھوہ پوائیو نے   چا وچہ بازار کھرائیو نے
اک اٹی مل پوائیو نے   توں کوڈی مل پواویں گا

پیاریا سنبھل کے نیہوں لا مڑ کے پچھوتاویں گا

عشقے ویکھ زلیخا ہے   اوتھے عاشق تڑفن ہے
مجنوں کردا ہے ہے ہے   اوتھوں تو کہہ کی لیاویں گا

پیاریا سنبھل کے نیہوں لا مڑ کے پچھوتاویں گا

اکناں دے پوست لہائیدے   اک آریاں نال چرائی دے
اک سولی پکڑ چڑھائی دے   اوتھے توں بھی سِیں کٹاویں گا

پیاریا سنبھل کے نیہوں لا مڑ کے پچھوتاویں گا

کلالاں دے گھر تیرے پاسے   اوتھے آون مست پیاسے
بھر بھر پیون پیالے کاسے   توں ویکھ جیا للچاویں گا

پیاریا سنبھل کے نیہوں لا مڑ کے پچھوتاویں گا

Marfat.com

دل برہن گئیوں کت لو بھلکے کی جاناں کی ہو
مستاں پاس نہ جا کھیلو توں بھی مست سداویں گا
پیاریا سنبھل کے نیہوں لامڑ کے پچھوتاویں گا
بُلھا غیر شرع نہ ہو سکھ دی نیندر بھر کے سو
مونہوں نہ انا الحق توں گو چڑھ سولی ڈھو لاویں گا
پیاریا سنبھل کے نیہوں لامڑ کے پچھوتاویں گا

طالب صادق عاشق نوگرفتار مہجور از وصل یار کو در بدر اور جنگل بہ جنگل خراب اور پریشان حال پھرتے ہوئے ایک سال گزر گیا۔ مگر مرشد کا وصال نہ نصیب ہوا۔ ایک ایک مہینہ بلکہ ایک ایک دن نہیں۔ ایک ایک گھڑی ایک ایک سال کے برابر گزر رہی ہے۔ اور سال بھر کا موسم اور اس کی بہاریں جو جو آفت اس طالب مہجور عاشق نوگرفتار کی جان پر لائے ہیں۔ اور جو جو قیامتیں انہوں نے برپا کی ہیں۔ ان کے بیان سے زبان اور چھاتی قلم کی پھٹتی ہے۔ اس میں سے کچھ شمہ وہ ہے۔ جس کو ان عاشق نوگرفتار مہجور از وصل یار نے بارہ ماہ کے طور پر بیان کیا ہے۔

Marfat.com

بارہ ماہ حضرت بلھے شاہ علیہ الرحمۃ

اسوج

اسوں لکھوں سند لیوا واچے مورا پی
مگن کیا تم کا ہے کو جو کلمل آیا جی

اسوج اساں تساڈی آس ساڈی جند تساڈے پاس
جگر مڈھ پریم دی آس دکھاں ہڈ سکائے ماس

سولاں ساڑیاں

سولاں ساڑی رہی بیحال مٹھی تدوں نہ گیاں نال
الٹی پریم نگردی چال بُلھا شوہ دی کرساں بھال

پیارے ماریا

کاتک

کہو کاتک کیسی جو بیوں کٹھن نہ بھوگ
سیس کھپر ہتھ جوڑے مانگوں بھیکھ سنجوگ

کتک گیا کتّن تمّن لگی چاٹ تاں ہویاں اتّن
در در لگّی دھمّاں گھتّن اوکھی گھاٹ پہنچائے پتّن

شامے واسطے

Marfat.com

ہن میں موئی بیدردا لوکا　　کوئی دیہو اچی چڑھ ہوکا
میرا اس سنگ نیہوں چروکا　　بُلھا شوہ بن جیواں اوکھا

جانداپاس تے

مگھر

مگھر مگھر رہیاں سودھ کے سب اونچے نیچے ویکھ
پڑھ پنڈت پوتھی بھال رہے ہر ہر سے رہے لیکھ

مگھر گھر کدھر جاندا　　راکش نیہونہہ ہڈاں نوں کھاندا
سڑ سڑ جی پیا کرلاندا　　آوے لعل کسے دے آندا

باندی ہوریاں

جو کوئی سانوں یار ملاوے　　سوز الم تھیں سرو کرادے
پنجہ توں بیٹھی ستی اٹھاوے　　بُلھا شوہ بن نیند نہ آوے

بھاویں سوریاں

پوہ

پوہ ہن پوچھوں جائیکے تم نیارے رہو کیوں میت
کس موہن من موہ لیا جو پتھر کر یو چیت

پی پوہ پون کت گیاں　　لدے ہوت تاں اگھڑ گیاں
ناں ماپے سنگ سجن سیاں　　پیارے عشق جوانی لیاں

دکھاں رولیاں

Marfat.com

کڑ کڑ کپڑ کڑک ڈرائے   مارو تھل وچہ بیڑے پائے
جیوندی موئی نی میریئے مائے   بُلھا شو کیوں اجے نہ آئے

ہنجوں ڈوہلیاں

ماگھ

ماگھی نہاون سب سیاں جو تیرتھ کرسمیان
گج گج برسے میہگا اوہدا کرت اشنان

ماگھ مہینے گئے اولانگ   نویں محبت بہتی تاہنگ
عشق موذن دتی بانگ   پڑھاں نماز پیا دی ناہنگ

دعائیں کی کراں

آکھاں پیارے میں ول آ   تیرا مکھ ویکھن دا چاء
بھانویں ہور تتی نوں تاء   بُلھا شوہ نوں آن ملا

تیری ہورہاں

پھاگن

پھاگن پھولے کھیت جیوں تن بن پھول سنگھار
ہرڈالی پھول پتیاں گل پھولن کے ہار

ہوری کھیلن سیاں پھگن   میرے نین جھلاریں وگن
اوکھے جیوندیاں دن تگن   سینے بام پریم دے لگن

ہولی ہورہی

Marfat.com

جو کجھ روز ازل تھیں ہوئی لکھی قلم نہ میٹے کوئی
دکھاں سولاں وتی ڈھوئی بُلھا شوہ نوں آکھو کوئی

جس نوں رو رہی

چیت

چیت چمن میں کوئلاں نت کو کو کرن پکار
میں سن سن گھن گھن جھر مراں کب گھر آوے یار
ہن کی کراں جو آیا چیت بن تن پھول رہے سب کھیت
اپنا انت نہ دیندے بھیت ساڈی ہار تساڈی جیت

ہن میں ہاریاں
ہن میں ہاریاں

ہن میں ماریا اپنا آپ تساڈا عشق اساڈا کھاپ
تیرے نیہوں دا سوکھا تاپ بُلھا شوہ کی لایاپاپ

کاری ماریاں

بیساکھ

بساکھی کا دن کٹھن ہے جے سنگ میت نہ ہو
میں کس کے آگے جا کہوں اک منڈی بھا دو
نہ میں بھاوے سکھ بساکھ کچیاں پیاں تے پکی واکھ
لاکھی لے گھر آیا لاکھ تاں میں بات نہ سکاں آکھ

Marfat.com

کوتاں والیاں

کوتاں والیاں ڈاہڈا زور ہن میں ہویاں جُھر جُھر مور
کنڈے پڑے کلیجے زور بُلھا شوہ بن کوئی نہ ہور
جن گھت گالیاں

جیٹھ

جیٹھ جسے موہے آگن ہے جبکہ بچھڑے میت
سن سن گھن گھن جھر مروں جو تمروں یہ پریت
لوواں دھپاں پینڈیاں جیٹھ مجلس بہندی باغاں ہیٹھ
تتی ٹھنڈی وگے بیٹھ دفتر کڈھ پرائے ویکھ
موہراں کھاندیاں
اج کل سد ہولی البتہ ہن میں آ کلیجہ تتّا
موراں کھاندیاں
اج کل سد ہونی البتہ ہن میں آ کلیجہ تتا
نہ گھر کونت نہ دانا بھتا بُلھا شوہ ہوراں سنگ دتا
سینے کانیاں

ھاڑ

ہاڑ ہڑت موہے جھٹ پٹے جو لگی پریم کی آگ
جس لاگے تس جل بجھے جو بھور جلاوے بھاگ
ہن کی کراں جو آیا ہاڑ تن وچہ عشق تپایا بھاڑ

Marfat.com

تیرے عشق نے دِتا ساڑ روواں اکھیاں کرن پکار
تیری ہاورڑی
ہاڑے گھتاں شامی اگے قاصدے کے باقی وگے
کالے گئے نے آئے بگے بُلھا شوہ بن ذرا نہ تگے
شامی با ہوری

ساون

ساون ماہ سہاوناں جو دھرتی بوند پئی
انحد گاچے میگلا چومن دی ثبت گئی
بلہاراں سوہن سارے سانون دوئی دکھ لگے اٹھ جاون
نینگر کھیڈن کڑیاں گاون میں گھر رنگ رنگیلے آون
آساں پیناں
میریاں آساں رب پہچایاں میں تاں ان سنگ اکھاں لایاں
سیاں دین مبارک آیاں شاہ عنایت آکھاں سایاں
پاسے ہوئیاں

بھادوں

بھادوں بھاوے تب سکھی جو پل پل ہووے ملاپ
جو گھٹ دیکھو کھول کے گھٹ گھٹ ذیو چہ آپ
آہن بھادوں بھاگ جلایا صاحب قدرت سینتی پایا
ہر ہر دے وچہ آپ سمایا شاہ عنایت آپ لکھایا

Marfat.com

تاں میں لکھیا

آخر عمر ہئی تسلّے پل پل منگن نین تجلّے

جو کجھ ہووے کرسی اللہ بُلھا شوہ بن کجھ نہیں بھلا

پریم رس چکھیا

جنگل سے جی گھبراتا ہے۔ اور شہر کو آتے ہیں۔ تو لاہور کی گلیوں میں کہیں چین اور آرام نہیں ہوتا۔ جہاں جاتے ہیں۔ بے چینی اور بے قراری زیادہ پاتے ہیں۔ اس گلی میں چین زیادہ پاتے ہیں۔ جہاں سے یہ آواز آتی ہے۔

گھونگھٹ اوہلے نہ لک سوہنیاں میں مشتاق دیدار دی ہاں

ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں میں باندی دلدار دی ہاں

جانی باجھ دیوانی ہوئی ٹوکاں کردے لوک سبھوئی

جے کریار کرے دل جوئی میں تن فریاد پکار دی ہاں

گھونگھٹ اوہلے نہ لک سوہنیاں میں مشتاق دیدار دی ہاں

باندی مفت دکاندی جاندی مل ماہیا جندا نیویں جاندی

اک دم ہجر نہیں میں سہندی میں بلبل ایس گلزار دی ہاں

گھونگھٹ اوہلے نہ لک سوہنیاں میں مشتاق دیدار دی ہاں

یہاں جو عشق بازی کے رموز اور اسرار کو پایا۔ اور کچھ تسکین دل بے قرار کو ہوئی۔ تو ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ اور یوں فرمانے لگے۔

کافی نمبر ۳۰

واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور

کوٹھے تے چڑھ دیاں ہوکا عشق وِہا جو کوئی نہ لوکا
اس کا مول نہ کھانا دھوکا جنگل بستی ملے نہ ٹھور

واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور

عاشق دوہیں جہانیں مٹھے ناز معشوقاں دے اوہ کٹھے
عشق دا پھٹیا کوئی نہ چھٹے کیتو سو باندا پھٹ پھلور

واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور

دے دیدار ہویا جد راہی اچن چیت پئی گل پھاہی
ڈاہڈی کیتی بے پرواہی مینوں مل گیا ٹھگ لاہور

واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور

شیریں ہے برہوں دا کھانا کوہ چوئی فرہاد نمانا
یوسفؑ مصر بازار دکانا اس نوں ویکھن ناہیں کور

واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور

Marfat.com

لیلاں مجنوں دونوں بردے سوہنی دبی وچہ ہجر دے
ہیر ونجائے سبھے گھر دے اس دی کچھی ماہی ڈور
واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور
عاشق پھردے چپ چپاتے جیسے مست سدا مدھ ماتے
دام زلف دے اندر پھاتھے اوتھے دس نہ چلے ہور
واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور
جے او آن ملے دل جانی اس توں جان کراں قربانی
صورت دے وچہ یوسفؑ ثانی عالم دے وچہ جس دا شور
واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور
بلھا شوہ نوں کوئی نہ دیکھے جو دیکھے سو کسے نہ لیکھے
اس دا رنگ نہ روپ نہ ریکھے اوہ ہی ہووے ہو کے چور
واہ وا رمز سجن دی ہور
عاشق بناں نہ سمجھے کور

کافی نمبر ۱۳۱

میرے ماہی کیوں چرلایا ہے
کہہ بلھیا ہن پریم کہانی جس تن لگے سو تن جانے

Marfat.com

اندر جھڑکاں باہر طعنے		نیہو نہہ لا میں ایہہ سکھ پایا ہے

میرے ماہی کیوں چرلایا ہے

نیناں بان روون دی پکڑی		اک مرنا دوجا جگ دی پھکڑی
برہوں جند اولڑی جھگڑی		نی میں رو رو حال ونجایا ہے

میرے ماہی کیوں چرلایا ہے

میں پیالہ تحقیق لیتا ہے		جو بھر کے منصور پیتا ہے
دیدار معراج پیا نے لیتا ہے		نی میں کھوہ تھیں وضو بچایا ہے

میرے ماہی کیوں چرلایا ہے

عشق ملاں نے بانگ دیوائی		شوہ آون دی گل سنائی
کر نیت سجدے دے ول آئی		نی میں منہ معراب ٹکایا ہے

میرے ماہی کیوں چرلایا ہے

بلھا شوہ گھر لپٹ لگائیں		رستے موں سب بن تن آئیں
میں ویکھاں آ عنایت سائیں		جس مینوں شوہ ملایا ہے

میرے ماہی کیوں چرلایا ہے

کافی (۳۲)

سانوں آمل یار پیار

در کھلا حشر عذاب دا		برا حال ہویا پنجاب دا
وچہ ہاویہ دوزخ ماریا		سانوں آمل یار پیاریا
بارھویں صدی نے منہ پساریا		کدی آویں دو پڑ واریا

Marfat.com

تیرے دکھاں نے سانوں ماریا   سانوں آمل یار پیاریا
بلھا شوہ میرے گھر اوسی   میری بلدی بھاہ بجھاوسی
عنایت دم دم نال چتاریا   سانوں آمل یار پیاریا

کافی نمبر ۳۳

کدی آمل یار پیاریا
تیریاں واٹاں توں سرواریا

چڑھ باغیں کوئل کوکدی   نت سوز الم دی پھوکدی
مینوں تتڑی نوں شام وساریا   کدی آمل یار پیاریا
بلھا شوہ کدی گھر آوسی   میری بلدی بھاہ بجھاوسی
تیریاں واٹاں توں سرواریا   کدی آمل یار پیاریا

کافی نمبر ۳۴

کدی موڑ مہاراں ڈھولیا   پتریاں واٹاں توں سر گھولیا
میں نہاتی دھوتی رہ گئی   کائی گندھ ماہی دل بہ گئی
کتے سخن او لڑا بولیا   کدی موڑ مہاراں ڈھولیا
بلھا شوہ کدی گھر آوسی   میری بلدی بھاہ بجھاوسی
تیریاں واٹاں توں سر گھولیا   کدی موڑ مہاراں ڈھولیا

کافی نمبر ۳۵

کدی آمل برہوں ستائی نوں   کدی آمل برہوں ستائی نوں

Marfat.com

عشق لگے تاں ہے ہے کوکیں تُوں کی جانیں پیڑ پرائی نوں
کدی آمل برہوں ستائی نوں
جے کوئی عشق دہا جیا لوڑے سردیوے پہلے سائی نوں
کدی آمل برہوں ستائی نوں
عملاں والیاں لنگھ گیاں ساڈیاں لجاں ماہی نوں
کدی آمل برہوں ستائی نوں
غم دے دیہن ستم دیاں کانگاں کسے قعر کپڑ وچہ پائی نوں
کدی آمل برہوں ستائی نوں
ماں پیو چھڈ سیاں میں بھلیاں بلہاری من رام ودھائی نوں
کدی آمل برہوں ستائی نوں

آپ کے اس حال پر درد اور شور انگیز نے اس گلی میں شور مچایا۔ عاشق مزاجوں کے دل کو کھینچ کر آپ کی خدمت میں لایا۔ آپ نے جو اپنے درد کا شریک ان کو پایا۔ ان سے محبت کرنے لگے۔ عشق میں اور ترقی ہوئی۔ پھر تو وحشت نے ایسا زور کیا۔ نماز روزہ بھی بھول گئے۔ جب یہ حال اپنا دیکھا۔ تو کہا۔

کافی نمبر ۳۶

نی میں ہن سنیاں عشق شرع کی ناطا
محبت دا اک پیالہ پی بھل جاون سب باتا
نی میں ہن سنیاں عشق شرع کی ناطا
گھر گھر سائیں ہے اوہ سائیں ہر ہر نال پچھاتا
نی میں ہن سنیاں عشق شرع کی ناطا

Marfat.com

اندر ساڈے مرشد وسدا نیہونہہ لگانا جاتا

نی میں ہن سنیاں عشق شرع کی ناطا

منطق معنی کنز قدوری پڑھیا علم گواتا

نی میں ہن سنیاں عشق شرع کی ناطا

نماز روزہ اس کی کرناں جس مدھ پیتی مدھ پاتا

نی میں ہن سنیاں عشق شرع کی ناطا

بلھا شوہ دی مجلس بہ کے ہویا گنگا باتا

نی میں ہن سنیاں عشق شرع کی ناطا

پھر تو میاں طالب صادق کا یہ حال ہو گیا۔ کہ جہاں کہیں درد دل سوز جگر سے کچھ سناتے اور سامعین کے دل و جان میں آگ لگاتے تھے۔ اطراف و جوانب سے جوق در جوق مشتاقان سماع آتے تھے۔ اور ہوحق کا شور مچاتے اور کہتے تھے کہ اس جوان رعنا خوش گلو کے آواز میں کیا کھٹکا ہے۔ کہ دلوں کو کھینچتی ہے۔ اور آگ لگاتی ہے۔ تھوڑے عرصہ میں شہرہ آفاق ہو گئے۔ بہت کچھ عزت اور آبرو پاتے تھے۔ ایک شب فراق مرشد میں میاں طالب صادق نے یوں کہا۔

کافی نمبر ٣٧

پتاں لکھوں گی میں شام نوں پیا مینوں نظر نہ آوَ

کاغذ کراں گی دم دا مس آنسو ملاوَ

برہوں زاری مس جو کروں گی بھوگ لکھا

پتیاں لکھوں گی میں شام نوں پیا مینوں نظر نہ آوَ

Marfat.com

بھائیا وے جوتشیا اک بات سچی بھی کہیو
جو میں ہینی بھاگ دی تسیں چپکے ہو رہیو
پتیاں لکھوں گی میں شام نوں پیا مینوں نظر نہ آوَ
پنڈت پاہندے جگت دے پچھے رہیاں نہارے
دیو پوتھی کیا دوس ہے ہینے کرم ہمارے
اک انھیری کوٹھڑی دوجا دیوا نہ باقی
بانہوں پھڑ کے لے چلے کوئی سنگ نہ ساتھی
پتیاں لکھوں گی میں شام نوں پیا مینوں نظر نہ آوَ
بجھ سکاں تے بجھ جاواں سچ عشق فقیری
دو لڑی تلڑی چولڑی گل پریم زنجیری
پتیاں لکھوں گی میں شام نوں پیا مینوں نظر نہ آوَ
اک فقیراں دی گودڑی لگے پریم دے دھاگے
سکھیا ہووے پی ہیویں کوئی دکھیا جاگے
پتیاں لکھوں گی میں شام نوں پیا مینوں نظر نہ آوَ
دست پھلاں دی ٹوکری کوئی لئیو بیوپاری
دردر دھوکا دے رہیاں سب چلن ہاری
پتیاں لکھوں گی میں شام نوں پیا مینوں نظر نہ آوَ
پریم نگر چل وسو جتھے کنت ہمارا
بلھا شوہ توں منگنی ہاں جے دے نظارا
پتیاں لکھوں گی میں شام نوں پیا مینوں نظر نہ آوَ

Marfat.com

اس سے فارغ ہو کر میاں طالب صادق بہت روئے اسی حال میں جو سوئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ مشرق سے ایک آفتاب نکلا۔ جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک پہنچی۔ غور سے جو دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت مرشد شاہ عنایت قادری قدس سرہ ہیں۔ جن کے رخ پُرنور کے انوار زمین سے آسمان تک پھیلے ہوئے ہیں۔ چاہتے تھے کہ دوڑ کر ان کے قدموں کو ہاتھ لگائیں۔ اور درد دل کا حال سنائیں۔ کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ ہک دھک سے رہ گئے۔ کلیجہ دو دو ہاتھ اچھلنے لگا۔ بازار چشم مول اپنے جیسوں کو بلوایا۔ اور یوں سنایا۔

کافی نمبر ۳۸

ویکھو نی پیارا مینوں سفنے میں چھل گیا

سوئی ہوئی مٹھیاں زلیخا وانگوں کٹھیاں
عشق نے میں پھٹیاں بند بند میرا ہل گیا
ویکھو نی پیارا مینوں سفنے میں چھل گیا

سیانیاں بولائیاں میں اوسیاں پوائیاں
نجومیاں جواب دتا میرے نینیں تیر چل گیا
ویکھو نی پیارا مینوں سفنے میں چھل گیا

نیڑے نی نہیں آئی دا دوروں ہے دکھلائی دا
نظارے سے درائی دا اج کوہ طور جل گیا
ویکھو نی پیارا مینوں سفنے میں چھل گیا

Marfat.com

آپ توں لبھائی دا — شوہ عنایت ہے پائی دا
نیڑے ہی پچھتائی دا — بلھا اَج شوہ مل گیا
ویکھونی پیارا مینوں سفنے میں چھل گیا

کافی نمبر ۳۹

ٹونے کامن کرکے نی میں پیارا یار مناواں گی
اس ٹونے نوں پڑھ پھوکاں گی سورج اگن جلاواں گی
اکھیاں کاجل کالے بادل بھواسنی اگ لگاواں گی
اور بساط نہیں کجھ میری جو بن دھڑی گندا وانگی
ٹونے کامن کرکے نی میں پیارا یار مناواں گی
مست سمندر دل دے اندر دل سے لہر اٹھاواں گی
بدلی ہو کر چمک ڈرانواں میں بادل گھر گھر جاواں گی
ٹونے کامن کرکے نی میں پیارا یار مناواں گی
عشق انگیٹھی اسپند تارے سورج اگن چڑھاواں گی
لاسوانگی شوہ نوں گل اپنے تد میں نرا کہاواں گی
ٹونے کامن کرکے نی میں پیارا یار مناواں گی

جب اس شوق سے فارغ ہوئے۔ تو اپنے رفیقوں سے کہا۔ کہ اس شہر میں ایک ولی رہتے ہیں۔ جن کا اسم مبارک شاہ عنایت قادری ہے۔ اور وہ کبھی کبھی سماع سنتے ہیں۔ چلو ان کو کچھ خبر سنائیں۔ جس سے ہماری سب مرادیں حاصل ہو جائیں۔ انہوں نے کہا۔ ''قربان شوم بر ارشادِ تو۔ تصدیق شو بر کلام تو۔ ازیں چہ

Marfat.com

بہتر''۔ جہاں آپ چلیں گے۔ ہم بھی وہاں حاضر خدمت ہیں۔ کہتے ہیں۔ شاہ عنایت قادری قدس سرہ نماز پڑھنے ایک مسجد میں جایا کرتے تھے۔ وہ موقع اس طالب صادق کو معلوم تھا۔ ان ہمراہیوں کو لے کر اس موقع پر پہنچے۔ جہاں سے حضرت شاہ عنایت قادری قدس سرہ کا گذر ہوتا تھا۔ قبل ازاں کہ مسجد سے تشریف لائیں۔ ایک جگہ راستہ میں انہوں نے ٹھاٹھ جمایا۔ اور اس طرح اٹھایا۔

کافی نمبر ۴۰

سائیں چھپ تماشے نوں آیا ــــ نی تسیں رل مل نام دھیاؤ
لٹک سجن دی ناہیں چھپدی ــــ ساری خلقت سکدی تپدی
تسیں دور نہ ڈھونڈھن جاؤ ــــ نی تسیں رل مل نام دھیاؤ
رل مل سیّو اتن پاؤ ــــ اک بنے وچہ جا سماؤ
نال تسیں گیت سجن دے گاؤ ــــ نی تسیں رل مل نام دھیاؤ
بلھا بات انوکھی ایہا ــــ نچن لگی تاں گھونگھٹ کیہا
پردہ تسیں اکھیں تھیں لاؤ ــــ نی تسیں رل مل نام دھیاؤ

بعد اس کے اور کافیاں شوقیہ اس طرح کہیں۔

کافی نمبر ۴۱

میرے کیوں چڑ لایا ماہی
نی میں اس توں گھول گھمائی

درد فراق بہتیرا کریا ــــ ایہ دکھ میتھوں جائے نہ جریا
ٹمک اساڈے سر تے دھریا ــــ ڈوئی بنجھ لوہ کڑاہی

Marfat.com

میرے کیوں چڑ لایا ماہی
نی میں اس توں گھول گھمائی
جاگدیاں میں گھروچہ مٹھی کدی نہیں ساں بیٹھی اٹھی
جس دی ساں میں اوسے کٹھی ہن کی کر گیا ئیں بے پرواہی
میرے کیوں چڑ لایا ماہی
نی میں اس توں گھول گھمائی
بلھا شوہ تیرے توں واری میں بلہاری لکھ لکھ واری
تیری صورت بہت پیاری وے میں بچاری گھول گھمائی
میرے کیوں چڑ لایا ماہی
نی میں اس توں گھول گھمائی

کافی نمبر ۴۲

بس کر جی ہن بس کر جی
اک بات اساں نال ہس کر جی
تسیں دل میرے وچ وسدے سی تد ساتھوں دور کیوں وسدے سی
تدوں گھت جادو دل کھسدے سی ہن کتول جائیونس دی سی
بس کر جی ہن بس کر جی
اک بات اساں نال ہس کر جی
تسیں مویاں نوں مار مگھندے سی نت کھدّو وانگر کٹ دے سی
گل کردے تاں گل گھٹدے سی ہن تیر لگاؤ کس کر جی

Marfat.com

بس کر جی ہن بس کر جی
اک بات اساں نال ہس کر جی

تسیں چھپدے ہو اساں پکڑے ہو اساں وچہ جگر دے جکڑے ہو
تسیں اجے چھپن توں تکڑے ہو ہن جان نہ مل دا نس کر جی

بس کر جی ہن بس کر جی
اک بات اساں نال ہس کر جی

بلھا شوہ اسیں تیرے ہاں بردے تیرا مکھ ویکھن نوں ہاں مردے
نت نت سو سو منتاں ہاں کردے ہن بیٹھ پنجر وچہ دھس کر جی

بس کر جی ہن بس کر جی
اک بات اساں نال ہس کر جی

کافی نمبر ۴۳

آکھاں وے دل جانی پیاریا مینوں کیہیا چیٹک لایائی
میں تیرے وچہ ذرا نہ جدائی ساتھوں اپنا آپ چھپایائی
آکھاں وے دل جانی پیاریا مینوں کیہیا چیٹک لایائی
مجھیں آیاں رانجھا یار نہ آیا پھوک برسوں دولایائی
آکھاں وے دل جانی پیاریا مینوں کیہیا چیٹک لایائی
وچہ مصر دے وانگ زلیخا گھونگھٹ کھول رلایائی
آکھاں وے دل جانی پیاریا مینوں کیہیا چیٹک لایائی

Marfat.com

میں نیڑے مینوں دور کیوں دسائیں ساتھوں اپنا آپ چھپایائی
آکھاں وے دل جانی پیاریا مینوں کیہیا چیٹک لایائی
شوہ بلھا دے سر پر برقع تیرے عشق نچایا ئی
آکھاں وے دل جانی پیاریا مینوں کیہیا چیٹک لایائی

کافی نمبر ۴۴

سجنا دے وچھوڑے کولوں تن دا لہو چھا نیدا

دکھ سولاں کیتا ایکا ناں کوئی ساہورا ناں کوئی پیکا
درد د ہونی پئی در تیرے تو ہیں درد رنجانی دا
سجنا دے وچھوڑے کولوں تن دا لہو چھا نیدا

کڈھ کلیجہ کرنی ہاں بیرے ایہ نہیں ہے لائق تیرے
ہور توفیق نہیں وچہ میرے پیو کٹورا پانی دا
سجنا دے وچھوڑے کولوں تن دا لہو چھا نیدا

ہن کیوں روندے نین تراسے آپے اوڑک پھاہی پھاسے
ہن تاں چھٹن اوکھا ہویا چارۂ نہیں بے چاری دا
سجنا دے وچھوڑے کولوں تن دا لہو چھا نیدا

بلھا شوہ پیا ہن کجے عشق دمامے میرے وجے
چار دیہاڑے کوئل واسا اوڑ کوچ نقارے دا
سجنا دے وچھوڑے کولوں تن دا لہو چھا نیدا

Marfat.com

کافی نمبر ۴۵

اب کیوں ساجن چر لایو رے

ایسی آئی من میں کاء دکھ سکھ سب ونجا یورے
ہار سنگار کو آگ لگاؤں گھٹ ایر ڈھانڈھ مچاورے

اب کیوں ساجن چر لایو رے

سن کے گیان کی ایسی باتاں نام نشان سبھی انگھاتاں
کوئل وانگوں کوکاں آتاں تیں اجے بھی ترس نہ ایورے

اب کیوں ساجن چر لایو رے

گل مرگانی سیس کھپریا بھیکھ منگن در در پھریا
جوگن نام بھیا لٹ دھریا انگ بھبوت رومائیورے

اب کیوں ساجن چر لایو رے

عشق ملاں نے بانگ دیوائی اٹھ دوڑن گل واجب آئی
کہہ کر سجدے گھرول ودھائی نی میں منہ محراب ٹکا یورے

اب کیوں ساجن چر لایو رے

پریم نگر دے الٹے چالے خونی نین ہوئے خوش حالے
آپے آپ پھسے وچہ جالے پھس پھس آپ کو ہایورے

اب کیوں ساجن چر لایو رے

بلھا شوہ سنگ پریت لگائی سوہنی بن تن سب کوئی آئی
ویکھ کے شاہ عنایت سائی جی میرا بھر مائیو رے

اب کیوں ساجن چر لایو رے

Marfat.com

کافی نمبر ۴۶

اک رانجھا مینوں لوڑی دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا
کن فیکونوں اگے دیاں لکیاں نیونھ نہ لگڑا چوری دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا
آپ چھڑ جاندا نال مجھیں دے سانوں کیوں بیلیوں موڑی دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا
رانجے جہیا مینوں ہور نہ کوئی منتاں کر کر موڑی دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا
مان والیاں دے نین سلونے سوہا دوپٹہ گوری دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا
احد احمد ﷺ وچہ فرق نہ بلھیا رتی اک بھیت مروڑی دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا

کافی نمبر ۴۷

ثم وجہ اللہ دسنائیں اج اویار
گھونگھٹ کھول مکھ ویکھاں تیرا عیب نمانی دے کج او یار
ثم وجہ اللہ دسنائیں اج اویار
میں دے ایانی تیرا نیونھ کی جاناں لاون دا نہیں چج او یار
ثم وجہ اللہ دسنائیں اج اویار
حاجی لوک مکے نوں جاندے ساڈا ہیں توں حج او یار

Marfat.com

ثم وجہ اللہ دسائیں اج اویار

ڈونگھی ندی تے تلہ پرانا ترساں کیہڑے چج او یار

ثم وجہ اللہ دسائیں اج اویار

بلھا شوہ میں ظاہر ڈٹھا لاہ مونہیں توں لج او یار

ثم وجہ اللہ دسائیں اج اویار

کافی نمبر ۴۸

آ وَ سجناں گل لگ اساڈے کیہیا جھیڑا لائیو نی

ستیاں بیٹھیاں کجھ نہیں ڈٹھا جاگدیاں شوہ پائیو نی

آ وَ سجناں گل لگ اساڈے کیہیا جھیڑا لائیو نی

قم باذنی شمس بولے الٹا کر لٹکائیو نی

آ وَ سجناں گل لگ اساڈے کیہیا جھیڑا لائیو نی

عشقن عشقن جگ وچہ ہویاں دے دلاس بٹھائیو نی

آ وَ سجناں گل لگ اساڈے کیہیا جھیڑا لائیو نی

بلھا شاہ گھر دسیا آ کے شاہ عنایت پائیو نی

آ وَ سجناں گل لگ اساڈے کیہیا جھیڑا لائیو نی

کافی نمبر ۴۹

بھاویں جان نہ جان وے ویہڑے آوڑ میرے

میں تیرے قربان وے ویہڑے آوڑ میرے

تیرے جہیا مینوں ہور نہ کوئی ڈھونڈاں جنگل بیلا روہی

Marfat.com

ڈھونڈاں سارا جہان وے ویہڑے آوڑ میرے
میں تیرے قربان وے ویہڑے آوڑ میرے
لوکاں تے بھانے چاک مہیں دا رانجھا لوکاں وچہ کہیندا
ساڈا تاں دین ایمانوے ویہڑے آوڑ میرے
ماپے چھوڑ لگی لڑ تیرے شاہ عنایت سائیں میرے
لایاں دی لج جانوے ویہڑے آوڑ میرے
میں تیرے قربان ویہڑے آوڑ میرے

کافی نمبر ۵۰

ساڈے ول مکھڑا موڑ وے پیاریا ساڈے ول مکھڑا موڑ
آپے لایاں گڈیاں تے تے آپے کھچداہیں ڈور
عرشے کرسیاں بانگاں ملیاں کے پے گیا شور
ساڈے ول مکھڑا موڑ وے پیاریا ساڈے ول مکھڑا موڑ
ڈولی پا کے کھیڑے لے چلے نہ کجھ عذر نہ زور
ساڈے ول مکھڑا موڑ وے پیاریا ساڈے ول مکھڑا موڑ
جے مائے تینوں کھیڑے پیارے ڈولی پا دیویں ہور
ساڈے ول مکھڑا موڑ وے پیاریا ساڈے ول مکھڑا موڑ
بلھا شوہ اسیں مرنا ناہیں وے مر گیا کوئی ہور
ساڈے ول مکھڑا موڑ وے پیاریا ساڈے ول مکھڑا موڑ

ان کافیوں کو جب حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ نے سنا۔ تو آپ اس سماع کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کمبل اوڑھے ہوئے ہاتھ میں عصا لئے ہوئے

Marfat.com

مسجد سے نکلے۔ اب اس حال کا کیا بیان کیا جائے۔ کہ معشوق اپنا جلوہ اور دیدار دکھانے کو عاشق کی طرف جاتا ہے۔ اور جان عاشق کی اس کا خیر مقدم کرنے کے لئے سر کو قدم بنا کر پیشوائی کو جاتی ہے۔ اس ٹیلیگراف سے جو عشق مرشد کو اس کے دل میں لگا ہوا تھا۔ خبر ہوئی کہ مرشد تشریف لائے ہیں۔ شربت وصل پلانے کا وقت قریب تھا۔ کہ اسی خوشی میں بے خود و بیہوش ہو جائیں۔ مگر پاس سے خوش نصیبی نے کہا۔ خبردار خبردار! یہ وقت ہوش اور مسرت کا ہے۔ پھر تو طالب صادق نے خوشی سے اس طرح سنانا شروع کیا:

کافی نمبر ۱۵

آؤ سیّو رل دیو نی بدھائی — میں بر پایا رانجھا ماہی
اج تاں روز مبارک چڑھیا — رانجھا ساڈے ویہڑے وڑیا
ہتھ کھونڈی مونڈھے کمبل دھریا — چاکاں والی شکل بنائی
آؤ سیّو رل دیو نی بدھائی — میں بر پایا رانجھا ماہی
مکٹ گواں دے وچہ رل دا — جنگل جوہاں دے وچ رل دا
ہے کوئی اللہ دے ول بھلدا — اصل حقیقت خبر نہ کائی
آؤ سیّو رل دیو نی بدھائی — میں بر پایا رانجھا ماہی
بلھے شاہ اک سودا کیتا، — کیتا زہر پیالہ پیتا
نان کجھ لا ہاں ٹوٹا لیتا — درد دکھاں دی گٹھڑی چائی
آؤ سیّو رل دیو نی بدھائی — میں بر پایا رانجھا ماہی

جب حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ قریب آئے۔ تو طالب صادق نے یہ

Marfat.com

کافی سنائی:

کافی نمبر ۵۲

بوہڑیں وے طبیبا میںڈھی خبر گیا
تیرے عشق نچایا کر تھیاتھیا
عشق ڈیرا میرے اندر کیتا بھر کے زہر پیالہ پیتا
جھبدے آویں وے طبیبا نہیں تاں میں مرگیاں
تیرے عشق نچایا کر تھیا تھیا
چھپ گیا سورج ماہر رہیا لالی ہوواں میں صدقے جے مڑدیں وکھالی
میں بھل گیاں تیرے نال نہ گیاں
تیرے عشق نچایا کر تھیا تھیا
تیرے عشق دی سار دے میں ناں جاناں ایہہ سر آیا میرا ہن ہیٹھ وداناں
سٹ پئی جاں عشق دی تاں کوکاں دیا دیا
تیرے عشق نچایا کر تھیاتھیا
بلھا شوہ نے آندا نی ہن مینوں آپ عنایت ہوئی
جس مینوں پہنائے نی کوئی سالو سوئی
جاں میں لاہی آندی نی مینوں لیا دیا
تیرے عشق نچایا کر تھیاتھیا

Marfat.com

کافی نمبر ۵۳

پیار یا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور ہن میں تے راضی رہنا

پیار یا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور — میں گھر کھلا شگوفہ ہور
ویکھو باغ بہاراں ہور — ہن مینوں کجھ نہ کہنا

پیار یا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور ہن میں تے راضی رہنا

ہن میں موئی نی میریئے ماں — پونی میری لے گیا کاں
میں ڈوڈو کردی مگرے جاں — پونی دے دییں سائیں دے ناں

پیار یا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور ہن میں تے راضی رہنا

مہر عنایت کریں ہزار — بلھا سائیں دے نال پیار
ایہو قول تے ایہو اقرار — دل بر دے وچہ رہنا

پیار یا سانوں مٹھڑا نہ لگدا شور ہن میں تے راضی رہنا

کافی نمبر ۵۴

وت نہ کرساں مان رانجھیٹے یار دا وے اڑیا
عشق اللہ دی ذات لوکاں دا مہناں
کیں ول کراں پکار کسے نہیں رہنا
اوسے دی گل اوہا جانے
کون کوئی مار دا وے اڑیا
وت نہ کرساں مان رانجھیٹے یار دا وے اڑیا

Marfat.com

اج اجو کی رات میرے گھر رہیں کھاں وے اڑیا
دل دیاں گھنڈیاں کھول اساں نال ہس کھاں وے اڑیا
دلبر یار قرار کیتوئی
کی اعتبار سوہنے یار دا وے اڑیا
وت نہ کرساں مان رانجھیٹے یار دا وے اڑیا
ڈھونداں کئی واری ہتھوں اٹھ نسنا ایں وے اڑیا
رل مل سیاں نچدیاں پھر دیاں
وقت ہویا بھنڈار دا وے اڑیا
وت نہ کرساں مان رانجھیٹے یار دا وے اڑیا
ہک کردیاں خودی ہنکار انہاں نوں مارنا ایں وے اڑیا
اک پچھے پھڑن خوار سڑیاں نوں ساڑنا ایں وے اڑیا
مینڈھے سوہنے یار وے اڑیا
کی اعتبار تیرے پیار دا وے اڑیا
وت نہ کرساں مان رانجھیٹے یار دا وے اڑیا
چکڑ بھریاں دے نال نت چھند گھتائیں وے اڑیا
لایا میں ہار سنگھار میتھوں اٹھ نسنا ایں وے اڑیا
بلھا شوہ گھر آ پیارے وقت دیدار دا وے اڑیا
وت نہ کرساں مان رانجھیٹے دا وے اڑیا

یہ سن کر شاہ عنایت قادری قدس سرہ نے فرمایا اوئے! تو بلھا ہے؟ طالب دوڑ

Marfat.com

کر قدموں میں گر پڑا۔عرض کیا۔ جی حضرت بھلا ہے۔تو پھر حضرت مرشد نے چھاتی سے لگایا۔اوراس کی خوشی میں طالب صادق نے یہ سنایا:

کافی نمبر ۵۵

گھڑیالی دیہو نکال نی
ہن پی گھر آیا لال نی

گھڑی گھڑی گھڑیال بجاوے رات وصل دی پیا گھٹاوے
میرے دل دی بات جے پاوے ہتھوں چا سٹے گھڑیال نی

گھڑیالی دیہو نکال نی
ہن پی گھر آیا لال نی

مکھ ویکھن دا عجب نظارہ دکھ دل دا اٹھ گیا سارا
رین وڈی کیا کرے پسارا دن اگے دھرو دیوال نی

گھڑیالی دیہو نکال نی
ہن پی گھر آیا لال نی

انحد واجا وجے سوہانا مطرب سگھڑا اتاں ترانا
نماز روزہ بھل گیا دوگاناں مدھ پیالہ دھن کلال نی

گھڑیالی دیہو نکال نی
ہن پی گھر آیا لال نی

مینوں اپنی خبر نہ کائی کی جاناں میں کہاں بیاہی
ایہ گل کیونکر چھپے چھپائی ہن ہویا فضل کمال نی

گھڑیالی دیہو نکال نی
ہن پی گھر آیا لال نی

ٹونے کامن کر کے بہتیرے
سحر سے آئے وڈے وڈیرے
ہن گھر آیا جانی میرے
لکھ دتے ایدے نال نی

گھڑیالی دیہو نکال نی
ہن پی گھر آیا لال نی

بلھا شوہ دی سیج پیاری
نی میں تارن ہارے نی
کویں کویں ہن آیا واری
ہن وچھڑن ہویا محال نی

گھڑیالی دیہو نکال نی
ہن پی گھر آیا لال نی

پھر حضرت شاہ عنایت قادری میاں طالب صادق بلھے شاہ کو چھاتی سے لگا کر اپنے ساتھ لائے۔ اور شب و روز شراب وصل کے جام اس کو پلائے۔ طالب صادق بھی نور جمال مرشد میں ایسا محو ہوا کہ فنافی الشیخ ہو گیا۔ اور یہ کیفیت ہو گئی۔ کہ دونوں کی روحیں ایک جان ہو گئیں۔ مرشد کی روح نے طالب صادق کی روح کو اپنے رنگ میں ملا لیا۔ حکم اتحاد حقیقی کا ان پر صادق آ گیا۔ کہ اگر مرشد کے سر میں درد ہے۔ لو طالب کے سر میں بھی درد ہے۔ اور اگر طالب کو سردی چڑھی ہے۔ تو مرشد کو بھی سردی چڑھ گئی ہے۔ چنانچہ اس کی نقل رشحات میں لکھی ہے۔ کہ ایک روز حضرت نظام الدین خاموش قدس سرہ کو بہت سردی محسوس ہوئی۔ لوگوں نے آپ کو کپڑے پہنوائے اتنے میں آپ کا ایک مرید باہر سے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھ کو چھوڑ دو۔ اس کو گرم کرو۔ کہ اس کی سردی نے مجھ پر اثر کیا ہے۔ جب

Marfat.com

اس طالب کو گرم کیا گیا۔تو حضرت نظام الدین خاموش قدس سرہ کی سردی اتر گئی۔زہے طالب اور زہے مرشد۔اسی طرح حضرات القدس میں لکھا ہے۔کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو تپ محرقہ عارض ہوئی۔تو حضرت مجددزادہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تپ ہوگئی۔اور بہت دن اس کو ہو گئے۔رفع نہ ہوئی تو حضرت مجدد صاحب نے فرمایا کہ تپ ہماری انعکاسی ہے۔جب تک محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ یہاں رہیں گے نہ ان کو تپ جائے گی نہ ہماری تپ جائے گی۔ان کو سرہند لے جاؤ۔تاکہ دونوں کی تپ دور ہو جائے۔صاحب زادہ صاحب کو جب سرہند کی طرف لے کر روانہ ہوئے تو مجدد صاحب کی تپ اُسی روز اتر گئی۔اور صاحب زادہ صاحب ممدوح کی تپ بھی اسی روز پہلی منزل پر اتر گئی۔اس لئے کہ وہ فنافی الشیخ تھے۔اور کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کہ طالب کو سردی چڑھے۔اور مرشد کو بھی سردی چڑھ جائے اور اس کی سردی اترنے سے مرشد کی سردی بھی اتر جائے۔اور مرشد کو تپ چڑھ جانے سے طالب کو بھی تپ ہو جائے۔اور مرشد کی تپ جاتی رہے تو طالب کی تپ بھی چلی جائے۔تعجب کی بات یہ ہے کہ ہم گرفتاران خواہشات نفسانی گم گشتگان بادیہ سلوک اوہام اپنے حال ناقص پر کاملوں کے حال کو قیاس کریں۔اور ان کو اپنا سا سمجھیں۔اور مسائل روحی کو تحقیق نہ کریں۔

منزل فنافی الرسول کا بیان

جب طالب فنافی الشیخ ہوگیا تو مرشد نے فنافی الرسول کی راہ بتائی اور فرمایا، کہ جب تک کسی کی آنکھیں نور نبی ﷺ سے منور نہ ہوں تو نور اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔جیسے

کہ آنکھیں نور نبی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ جب تک کہ نور مرشد سے منور نہ ہوں۔ تو نور نبی ﷺ کے دیکھنے کیلئے نور مرشد کی عینک چاہیے اور نور اللہ کو دیکھنے کیلئے نور نبی ﷺ کی عینک چاہیے۔ بغیر ان عینکوں کے کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اور پھر کچھ کان میں ایسا بتایا کہ آتش عشق رسول ﷺ کی طالب صادق کے دل میں بھڑک اٹھے۔ اور نامِ رسول مقبول ﷺ پر ٹھنڈے سانس بھرنے لگا۔ اور ﷺ کہنے لگا۔ اس حال میں حضرت مرشد نے کثرت درود شریف کا اور بدن اور لباس کو معطر رکھنے کا ارشاد فرمایا طالب صادق ایسا مشغول ہوا کہ ہر دم اس کی زبان پر صل علیٰ محمد صل علیٰ محمد تھا۔ جس قدر وہ کثرت درود شریف کرنے لگا اسی قدر محبت اور عشق رسول اللہ ﷺ کو ترقی ہوئی اور بدوں ذکر رسول اللہ ﷺ اور درود شریف کے بے چینی اور بے کلی ہونے لگی۔ جب جی گھبراتا اور بے قرار ہوتا تو کہتا:

غریبم یا رسول اللہ غریبم ندارم در جہاں جز تو حبیبم
مرض دارم ز عصیاں لاؤ دائے مگر الطاف تو گردد طبیبم
بریں نازم کہ ہستم امتِ تو گنہگارم و لیکن خوش نصیبم

میاں طالب اس ذوق وشوق میں جہاں کہیں ذوق وشوق میں جہاں کہیں مجلس نعت خوانی سنتے تھے وہاں آنکھوں کو قدم بنا کر جاتے تھے۔ چنانچہ ایک روز حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار سے اسی حال میں ان کا گزر ہوا۔ وہاں تین درویش عاشقان رسول اللہ ﷺ تھے۔ ایک عربی ہے۔ دوسرا فارسی اور تیسرا ہندی۔ جب یہ ان میں ملے۔ تو چار درویش ہو گئے۔ ہر ایک نے کھڑے ہو کر اپنی اپنی زبان میں نعت رسول مقبول ﷺ کی اس طرح کہی:

پہلا درویش عربی

بلغ العلٰی بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ و آلہٖ

نعت دیگر

عرج المعارج اعتلٰی بلغ العلٰی بکمالہٖ
کالبدر فی ظلم الدجیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
خیر الوریٰ نور الھدیٰ حسنت جمیع خصالہٖ
وھو النبی المصطفٰی صلوا علیہ و آلہٖ

نعت دیگر

قدس فی الکونین نبیا صلی اللہ علیہ و سلم
عظم مکیاً عربیاً صلی اللہ علیہ و سلم
من ید الا ان مستخر منہ عباد اللہ مفخر
مبتدء قد جاء موخر صلی اللہ علیہ و سلم
علم بالتنزیل فعلم کتمابالتقلین فکلم
احمد عبداللہ مسلم صلی اللہ علیہ و سلم
مفتخر بالقدوس فیع محتشم بالشان منیع
مقتدر للحق شفیع صلی اللہ علیہ و سلم
افصح فی الاقوام لساناً اظہر فی الاعیان عیاناً
ارفع فی الآفاق مکانا صلی اللہ علیہ و سلم

Marfat.com

سیـد خلق اللہ کبیر من عشمات الجاہ امیر
لیس لہ فی الخلق نظیر صلی اللہ علیہ و سلم
حرم نظام منہلک امن انت لہ بعطائک ضامن
فـات لـہ بـنـوک یامن صلی اللہ علیہ و سلم

دوسرا درویش فارسی

وصلی اللہ علی نور کروشد نورھا پیدا
زمین در حب او ساکن فلک در عشق اوشیدا
محمد ﷺ حامد و محمود ویرا خالقش بستود
از وشد بود ہر موجود ز وشد دید ہا پیدا
اگرنام محمد ﷺ را نیا وروے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوحؑ از غرق نجینا
دو چشم نرگسینش را ما زاغ البصر خوانند
دو زلف عنبرینش را کہ واللیل اذا یغشیٰ
از سر سینہ اش جامی الم اشرح لک پر خواں
ز معراجیش بر خواند کہ سبحان الذی اسریٰ

اتنے میں حضوری رسول مقبول ﷺ کی ہوئی۔اس درویش نے کہا:

نعت دیگر

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالاتری

Marfat.com

تو از پری چابک تری و ز برگ ناز کتری
و ز ہرچہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں و رزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
ہر گر نیا مد در نظر صورت ردیت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یازہرہ یا مشتری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
عالم ہمہ یغمائے تو خلق جہاں شیدائے تو
آں نرگس رعنائے تو آوردہ رسم دلبری
خسر و غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

نعت دیگر

عارض است ایں قمر یا لالہ احمراست ایں
یا شعاع شمس یا آئینہ دلہا است ایں
قامت است ایں الف یا سرو یا نخل مراد
یا مگر گلدستہ باغ جناں آساست ایں
زلفِ تو زنجیر یا گلاب مامشک ختن
سنبل تو یاسمین یا عنبر سارا ست ایں

Marfat.com

چشمِ تو جا دوست یا آہو ست یا صیاد خلق
یاد و بادام سیاہ یا نرگس شہلا است ایں
یا رب ایں طاق است محراب یا قوس قزح
یا حلال عید یا ابروئے ماہ ما است ایں
کوئے تو کعبہ است یا فردوس یا خلد بریں
یا گلستان ارم یا جنت الماوی است ایں
حلقہ لعل است یا سر چشمہ آب حیات
یا دہن یا سیم یا طوطی شکر خوار است ایں
یارب ایں خورشید تابان ست یا ماہ تمام
یا فرشتہ یا پری یا شوخ بے پرواہ است ایں
بلبل بے خانماں یا طوطی شیریں زبان
باقمری باغ جناں یا جاہئے شیدا است ایں

تیسرا دولیش ہندی

بطحا کا باشی من موہن جا عرش پہ آیو آنن میں
اب کا سے کہوں میں اے رب سکھی جو دھوم مچی تھی کونن و مکانن میں
جب وہ موہن انمول اٹھا مکھ پر سے پردہ کھول اٹھا
لولاک لماتب بول اٹھا اس امی لقب کی شانن میں
واللیل ہے وا کی زلف دو تا والشمس ہے مکھڑا چاندن سا
کا منہ سے ہو بھلا وا کی ثنا جا کی کہ صفت ہو قرآن میں

Marfat.com

طٰہٰ و یٰسٓ لے کے صنم اور انا فتحنا دین علم
تب کھل گیا وا کا سارا بھرم جب آیا وہ لا کے مکانن میں
سب حور و ملائک جن و بشر ساتوں ہی فلک اور سارے نبی
تھی صل علیٰ کی دھوم مچی آئی تھی صدا یہی کانن میں
ہے غرق گنا ہے سگرا عاصی مشہور تمہارا ہے واسی
یا درد تمنا یہ شمسی تڑپت ہے ہندوستانن میں

نعت دیگر

ز جفائے فراق تو جاں بلبم فمن اعقل قبلك عن خبرے
تورے دیکھن جیا ترسے پیا کائی سدھ نہ لئیو میری چت نہ دھری
یطا ول ہجرک یا اسفیٰ تو بیاد ببیں بت رشک پری
مورا چین گیو موری نیند گیو توری پیت نے میت یہ کیسی کری
برسات بھئی برسات نہیں کائی جا کہیو مورے شام ہری
پیا پیا پپیہہ کی سن کے پیا مورے تینوں سے برسے بدری
میرے رشک چمن کو کہیو یہی چو بہ گلشن او تو صبا گزری
نیناں ترست ہیں تورے درشن کو توری بات کو ہوں میں تکتی پڑی
سخن اقرب گفت خدائے جہاں لم لا تنشا ھل با النظری
وہ تو نکسو سکھی مورے آنگن میں جا کو ڈھونڈھ پھری نگری نگری

Marfat.com

و یتبرق بر جلالتہ بچہ طور تو صورت او نگری
واست کی مرلی بجی جو سکھی مورے کانن میں وا ہو کے بھری
تنشاہد نی و شاہد ک چو در آئی صنم تو بجلوہ گری
تورے پیاں کو دھودھو پیوں میں پیا مورے بھاگ جگویں کہیں آؤ ذری
تحملنا امتہ چو زمین و زمان و ملک و گشت بری
موری بہیاں مروڑ نہ شام ہری مورے سیس سے گر نہ پڑے گگری
انہیں عالی ختہ ہے سب سے خبر نہیں ایسی وہاں بے خبری
فصل علیہ و عترتہ چو بروضہ او تو صبا گزری

نعت دیگر

چل دیکھ سکھی قوسین ادنیٰ یثرب کا بانکا سا دریا
وہ چاند سا مکھ دکھلاوت ہے مکی مدنی وہ کہاوت ہے
جب اوڑھ کملیا آوت ہے تب چھین لیت ہے من مورا
چل دیکھ سکھی قوسین ادنیٰ یثرب کا بانکا سا دریا
توحید کا رنگ بتاوت ہے عرفان کا گلال اڑاوت ہے
وہ شراب طہور پلاوت ہے اسے دیکھ بھئی میں با دریا
چل دیکھ سکھی قوسین ادنیٰ یثرب کا بانکا سا دریا

نعت دیگر

ذات کا تاج براج بھیو گھٹ سن ظہور میں دات سمایو
آپ ہی آپ بھیو عبداللہ آپ ہی پوت سپوت کو جایو

Marfat.com

لولاک بھیو دھر سیس یہ سہرا حور پری نت مانگل گایو
معراج بھیو جب احمد کو تب لا مکان کا چھتہ جھولایو
ست دیپ بھیو نو کھنڈ کہیں جگ جیت محمد ﷺ واحد ایو
ذات کا تاج براج بھیو گھٹ سن ظہور میں ذات سمایو

چوتھا درویش پنجابی

کافی ۵٦

جو رنگ رنگیا گوہڑا رنگیا مرشد والی لالی او یار
احد کولوں احمد ﷺ ہویا وچوں میم نکالی او یار
درمعانی دی دھوم مچی ہے نیناں توں گھنڈ اٹھالی او یار
جو رنگ رنگیا گوہڑا رنگیا مرشد والی لالی او یار
سورت یٰسٓ مزمل والا بدلا گرج سنبھالی او یار
زُلف سیاہ دے وچہ ید بیضا دے چمکار وکھالی او یار
جو رنگ رنگیا گوہڑا رنگیا مرشد والی لالی او یار
موتوا قبل ان تموتوا ہویاں نوں پھر چوائیں او یار
بلھا شوہ میرے گھر آیا کر کر ناچ وکھائی او یار
جو رنگ رنگیا گوہڑا رنگیا مرشد والی لالی او یار

Marfat.com

بند دیگر

اک رانجھا مینوں لوڑی دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا
احد احمد وچہ فرق نہ بلھیا رتی اک بھیت مروڑی دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا
اک رانجھا مینوں لوڑی دا

بند دیگر

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار
پیارا پہن پشاکاں آیا آدم اپنا نام دھرایا
احد توں بن احمد ﷺ آیا نبیاں دا سردار
ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار
کن کہا فیکون کہایا بے چونی سے چون بنایا
احد دے وچہ میم رلایا تاں کیتا ایڈ پسار
ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

Marfat.com

بند دیگر

سیو نی ہن ساجن میں پائیو نی

احد احد دا گیت سنایا انا احمد ﷺ ہوں پھر فرمایا

پردے وچہ اک میم رلایا اتے نام رسول دہرایا

سیو نی ہن ساجن میں پائیو نی

پر گھٹ ہو کر نور سدائیو احمد ﷺ توں موجود کرائیو

نابودوں کر بود دکھائیو فنفخت فیہ سنائیو نی

سیو نی ہن ساجن میں پائیو نی

بند دیگر

بے حد رمزاں دسدا نی ڈھولن ماہی

میم دے اوہلے وسدا نی ڈھولن ماہی

اولیاء منصور کہاوے رمز انا الحق آپ بتاوے

آپے آپ نوں سولی چڑھاوے تے کول کھلو کے ہسدا نی ڈھولن ماہی

بے حد رمزاں دسدا نی ڈھولن ماہی

میم دے اوہلے وسدا نی ڈھولن ماہی

بعد اس جلسہ کے دونی آگ عشق رسول اللہ ﷺ کی میاں طالب صادق کے باطن میں بھڑکی۔ اور یہی جی چاہنے لگا۔ کہ مدینہ منورہ میں اڑ کر کسی طرح پہنچے اور زیارت روضہ منورہ نبی کریم ﷺ کی کرے جب بہت بے چینی اور بے کلی ہوئی تو حضرت مرشد سے اپنا حال عرض کیا۔ حضرت مرشد نے فرمایا۔ وہاں کس لئے جاتے

Marfat.com

ہو؟ عرض کیا کہ شوق زیارت روضہ منورہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کس لئے کہ حضرت ﷺ نے فرمای لئن زار قبری فکانما رانی حیاً جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ گویا اس نے مجھے زندہ دیکھا۔ یہ سن کر حضرت مرشد نے فرمایا کہ تین دن کے بعد اس کا جواب دیں گے۔ خیر چار و ناچار طالب صادق کو ٹھہرنا پڑا۔ تیسری رات کو میاں طالب صادق خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مرشد کو بلاؤ طالب صادق فوراً مرشد کو بلانے گئے۔ حضرت مرشد یہ پیغام سن کر جلدی سے خدمت بابرکت رسول مقبول ﷺ میں آئے۔ حضرت سرورِ کائنات نے ان کو اپنی دائیں طرف بٹھایا۔ طالب صادق نے نظر اٹھا کر جو غور سے دیکھا۔ تو مرشد کو بھی حضرت رسول اللہ ﷺ کی صورت میں پایا۔ اور یہ تمیز نہ کر سکا۔ کہ اس میں کون سے مرشد ہیں۔ اور کون سے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جب ہر چند غور کیا اور کچھ تمیز نہ ہوئی۔ تو اس حیرت اور وحشت میں آنکھ کھل گئی۔ گھبرائے ہوئے حضرت مرشد کی خدمت میں آئے۔ آپ بعد نماز تہجد مراقبہ بیٹھے تھے۔ بعد ایک لحظہ کے سر اٹھایا۔ اور فرمایا: کہ اب تو تمہارا مطلب حاصل ہوا۔ طالب صادق قدموں میں گر پڑا۔ اور حضرت مرشد کے قدموں کو آنکھوں سے لگایا۔ (دیکھو رشحات میں حضرت عبید اللہ احرار) زیارت رسول اکرم تو ہوئی۔ مگر آتش شوق و محبت زیادہ بھڑک اٹھی اب تو ہر وقت بے کلی اور بے چینی رہنے لگی۔ اس شوق محبت میں رویائے صادقہ کثرت سے ہونے لگیں۔ یعنی روز بروز خواب میں اولیاء اور انبیاء کی ارواح کی زیارت ہونے لگی۔ جب ان زیارتوں سے روح طالب کی آنکھ میں کچھ روشنی آئی تو بیداری میں بھی کبھی کبھی جب کہ غنودگی سی آجاتی ہے زیارت ارواح اولیاء اور انبیاء کی ہوگئی۔ پھر یہاں تک اس میں طاقت آگئی کہ

Marfat.com

بیت

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

ایک دن آنکھیں بند کر کے قلب کو دیکھا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس میں باغات گونا گوں معہ عمارات اور قصور دل پذیر اور گلزار ہائے تر و تازہ اشجار پر از انواع آثار لگے ہوئے ہیں۔ اور نہریں جا بجا جاری ہیں۔ فوارے اچھلتے ہیں۔ ان پر فرش مرصع بہ لعل و زمرد اور مروارید اور تخت ہائے زیبا کے جا بجا بچھے ہیں۔ ان کے گرد آفتاب ماہتاب ستارے اور فرشتے طرح طرح صورت ہائے طیور اور حور و غلمان میں صف باندھے کھڑے ہیں۔ جن کی تعریف کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک بار اس مقام کو کوئی دیکھ لے۔ تو شیفتہ اور فریفتہ اس کا ہو جائے۔ یہ عالم مثال جب طالب صادق پر مکشوف ہوا۔ تو پھر اس میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک تخت مزیّن لعل و زمرد مسلسل بسلائل مروارید رکھا ہے۔ اور فرش ہائے بہشتی اس پر بچھے ہوئے ہیں۔ اور اس پر حضرت سرور کائنات مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ اور انبیاء اور اولیاء تمام مقربان بارگاہ رسول اکرم اپنے اپنے مرتبہ پر کھڑے ہیں اور نوری فرشتوں کے پرے اپنے اپنے مقام پر صف باندھے ہوئے ہیں۔ اور دربار عالی کی کیا تعریف ہو۔ نہ زبان کو طاقت تقریر نہ قلم کو طاقت تحریر ہے۔ یہ طالب صادق بھی اپنے مرشد کے ساتھ ساتھ اس دربار عالی میں پہنچا۔ حضرت مرشد نے حضور پرنور سرور کائنات ﷺ میں پیش کیا۔ حضرت سرور کائنات ﷺ نے اس طالب صادق کے حال پر بڑی شفقت اور مہربانی فرمائی۔

Marfat.com

پھر طالب صادق کو اپنے ہمراہ لے کر ان مقامات کی سیر فرمائی زہے سعادت اس طالب صادق کی۔ جس کو حضوری حضرت سرور کائنات ﷺ کی حاصل ہوئی۔ اور دولت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ سعادت دارین بہبودی کونین ملی۔ اللہ تعالیٰ سب طالبان صادق کو نصیب کرے۔ آمین:

اس مقام پر حضرت شیخ محمد اکرم براسوی قدس سرہ متارج السالکین میں فرماتے ہیں کہ سارے عباد اور زہاد اور صلحا وغیرہم تمام عمر مشتاق اور آرزومند رویت حلال باکمال حضرت رسالت پناہ ﷺ کے رہتے ہیں۔ اور یہی تمنا کرتے ہیں۔ کہ کسی طرح ایک بار خواب میں ہی دیدار مبارک آنحضرت ﷺ سے مشرف ہو ویر مگر پھر بھی یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔ اور سالکان منزل فنافی الرسول مقام ملکوت میں جب چاہتے ہیں۔ مجلس سرور کائنات میں حاضر ہو کر دیدار مبارک سے مشرف اور بہرہ ور ہوتے ہیں۔ دولت دیدار پرانوار نبی ﷺ پانے سے جب طالب صادق فنافی الرسول ہو گیا۔ تو سرّ حقیقت محمدی ﷺ اس پر منکشف ہوا۔ یعنی اس نے عین الیقین سے دیکھا کہ: شعر

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق سے شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

یعنی نور محمدی ﷺ ادھر مخلوق کی نسبت تو وہ اس کی اصل اور جان ہے۔ کہ اسی کا یہ سب ظہور ہے۔ ادھر اللہ کی نسبت یہ نور اللہ کا ہے۔ کہ اپنے نور سے نور محمدی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا ہے۔ پس اس نور مقدس کا قول عبدہ ورسولہ بھی صادق ہے۔ اور انا احمد بلا میم اور انا عرب بلا عین بھی ﷺ اس مقام پر طالب صادق نے یوں کہا ہے۔

اک رانجھا مینوں لوڑی دا رانجھا مینوں لوڑی دا
احد احمد ﷺ وچہ فرق نہ کوئی رتی اک بھیت مروڑی دا

یعنی احد اور احمد ﷺ میں کچھ فرق نہیں ہے۔ تھوڑا بھیت مروڑی یعنی عبدہ ورسولہ کا ہے۔ اور یہ بھی اسی مقام پر تحقیق ہوا کہ جسم اطہر عنصری محمدی ﷺ بھی جو صفت محبی اور محبوبی میں درجہ کمال کا رکھتا ہے۔ اور سب محبوں اور محبوبوں پر سبقت لے گیا ہے۔ اور اس جناب اقدس کی شان میں طالب صادق اپنے شوق میں یوں کہتا ہے کہ۔

رباعی

اے رشک جمال یوسف اندر خوبی　　در عشق و بلا زیادہ از یعقوبی
بر جملہ کائنات سبق داری　　در منقبت محبی و محبوبی

تمام اجسام عالم کی اصل اور جان ہے۔ اور روح معطر سرورِ کائنات ﷺ تمام ارواح کی جان ہے اور قلب محمدی ﷺ عالم مثال اور تمام قلوب کی جان۔ رموز العشق اردو۔

پہلے سر حدا ظاہر ہوا　　کوئی بھی اس سے نہیں باہر ہوا
وہی مخزن سارے اسراروں کا ہے　　وہی معدن سارے انواروں کا ہے
جامع مطلق ہے اور سر قدم　　ی وہ نور محمد ﷺ
ہے قدم اعلیٰ اسی کا پھر خطاب　　جان اس حضرت کو پھر ام الکتاب
پہلے خلق اللہ نوری پڑھ کلام　　اس سے ظاہر ہوا عالم تمام
جتنی روحیں میں خواص و عام کی　　نور احد سے ہوئیں ظاہر سبھی

Marfat.com

یعنی کرو بیاں جبر و تیاں　　اور کیا ملکوتی و ناسوتیاں
سب کا ہے نور محمد ﷺ کا ظہور　　ہے وہی عیاں میں اکوان میں نور
علم میں وہ نور ہے اعیان کا عین　　عین میں وہ نور ہے اکوان کا عین
ہے وہی اصل مثال اے خوشخصال　　کون میں ہے بے نظیر و بے مثال
اس کی ہے قلب محمد ﷺ اصل جان　　ہے ز مطلق اور مقید اس کی شان
جان کو اجسام کی اصل الاصول　　جسم اطہر حضرت احمد ﷺ رسول
جامع مطلق وہ نور النور ہے　　ہے وہی ظاہر وہی مستور ہے

چونکہ روح طالب صادق کی جان روح محمدی ﷺ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ طالب صادق کی روح میں سے نور محمدی ﷺ نے ظہور کیا۔ اور باطن طالب صادق کو اس نور نے پرنور کیا۔ اور طالب صادق فنافی الرسول ہوا۔ اور یہ بطفیل مرشد کامل کے حصول ہوا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ:

پر مفر کردی ذات پیری را قبول
ہم خدا آمد و ہم ذات رسول ﷺ

ایسے رسول ﷺ پر جان و دل قربان کیجئے۔ اس کے فرمان پر تصدق ہو جائیے۔ جو محبوب خدا جان جہان ہے۔ جس کے عشق اور محبت میں غرق ہونا عین ایمان ہے۔ شب و روز ہزاراں ہزار درود اور سلام اس پر بھیجئے۔

السلام اے آفتاب داودین　　السلام اے انتخاب اولین
السلام اے دستگیر بے کساں　　السلام اے چارۂ درد نہاں
السلام اے قبلہ گاہ اہل دین　　السلام اے باد شاہ مرسلین
السلام اے بود آدم را سبب　　السلام اے خلق عالم را سبب

Marfat.com

اسلام اے شاہِ عظمت السلام — السلام اے ماہِ رفعت السلام
السلام اے گوہر تاج قبول — السلام اے زیب معراج قبول
السلام اے پیشوائے انبیاء — السلام اے مقتدائے اولیاء

مگر

رباعی اعماذ

چوں ہست حقیقت محمد ﷺ بالذات
اصل ہمہ حقائق موجودات
جز حق نرسد صلوٰۃ کامل کس را
بر ذات محمدی علیہ الصلوٰۃ

رباعی ایضاً

آنا نکہ ز سیر معرفت آگاہند
اصل ہمہ حقائق موجودات
ما ہمسری سگاں از نتوانیم
شیراں جہاں سگاں ایں درگاہند

مسئلہ محبت رسول ﷺ

سوال یہ ہے کہ ایک شخص کو خدا کی محبت اور ایک کو رسول ﷺ کی محبت ہے۔ کون خدا کے نزدیک پیارا ہے۔

Marfat.com

جواب یہ ہے کہ جس کو رسول ﷺ کی محبت ہے۔ وہ پیارا ہے۔ کیونکہ بدوں محبت رسول ﷺ کے خدا کی محبت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ ذات رسول اللہ ﷺ برزخ کبریٰ ہے۔ جو بدوں محبت رسول ﷺ کے خدا کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے۔ اس کو فی الحقیقت محبت اللہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اپنے وہم سے جس کو اللہ بنا رکھا ہے۔ ہائے ہائے وہ کیا کرے جو اس وہم میں گرفتار ہو۔ یا رسول اللہ ﷺ! میرا ہاتھ پکڑیئے۔ اور میری شفاعت فرمایئے۔ جیسے آپ نور تمام عالم کے ہیں۔ میرے بھی نور ہو جایئے۔ اور جیسے جمیع خلائق کے آپ شفیع ہیں۔ میری بھی شفاعت کیجئے اور رُخِ انوار کو مجھ سے نہ چھپایئے:

نعت

ترحم اے رسول سرور ﷺ پاک ۔۔۔ بجاں افتادہ ام بردار از خاک
کسے جز تو نباشد دست گیرم ۔۔۔ مرا مگذار تا اعمٰی نمیریم!
سیہ روزم سیہ کارم سیہ دل ۔۔۔ ز آب لطف خود برشوئے ایں دل
نہ شیریں گشتہ گاہے کام مقصود ۔۔۔ نہ بر لب آمدہ کہ جام مقصود
ن یاران طرب باریدہ برمن ۔۔۔ ز نخل خرمی روئیدہ از من
بجز وصلت مبادا مقصد من ۔۔۔ بجز یادت مبادا مطلب من
بجز ذکرت مبادا بر زبانم ۔۔۔ بجز عشقت مبادا عیش جانم
دو چشم حلقۂ باب تو باوا ۔۔۔ دل و جاں در تپ و تاب تو باوا
سر احقر بباوا خاک پایت ۔۔۔ الی یوم الحشر اندر رضایت

تمت بالخیر

اَلْاِیْمَانُ ذَوْقٌ وَّ شَوْقٌ وَّاَنَا فِیْہِ غَرْقٌ

قانونِ عشق

یعنی

جلوائے پنجاب (کامل)

(جلد دوم)

شرح ہائے کافی

حضرت بلھے شاہ قادری قصوری شطاری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ

چوک چٹی قبر پاک پتن شریف

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

منزل فنافی اللہ کا بیان

جب طالب صادق فنافی الرسول ہوگیا۔تو نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے دل کی آنکھیں منور ہوئیں۔تو اس کو نظر آنے لگا کہ اللہ نور السموات والارض اور پھر کہنے لگا۔

غزل

شمع رو جلوہ کناں تھا مجھے معلوم نہ تھا
صاف پردے میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
گل میں بلبل میں ہر اک شاخ پتے میں جا بجا اس کا نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
ایک مدت حرم و دیر میں ڈھونڈا ناحق
سیم بر دل میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
بغلط ہستی موہوم کو سمجھے تھے مگر اور وطن اپنا جہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
سچ تو یہ ہے کہ سوا یار کے جو کچھ تھا حیات
وہم تھا شک تھا گماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

کافی نمبر ۵۷

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

جد احد اک اکلا سی — نہ ظاہر کوئی تجلّٰی سی
نہ ربّ رسول ﷺ نہ اللہ سی — نہ جبار نہ قہار

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

بے چوں بے چگو نہ سی — بے شبہ بے نمونہ سی
نہ کوئی رنگ نہ نمونہ سی — ہن گونا گون ہزار

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

پیارا پہن پوشاکاں آیا — آدم اپنا نام دھرایا
احد تے بن احمد ﷺ آیا — نبیاں دا سردار

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

کن کہا فیکون کہایا — بے چونی سے چون بنایا
احد دے وچہ میم رلایا — تاں کیتا ایڈ پسار

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

تجوں مسیت تجوں بت خانہ — برتی رہاں نہ روزہ جاناں
بھل گیا وضو نماز دوگانہ — تیں پر جاں کراں بلہار

ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

Marfat.com

پیر پیغمبر اس دے بردے انس ملائک سجدے کردے
سر قدماں دے اتے دھردے سب سے وڈی اوہ سرکار
ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار
جو کوئی اس نوں لکھیا چاہے باہجھ وسیلے لکھیا نہ جائے
شاہ عنایت بھیت بتائے تاں کھلے سب اسرار
ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

اب میں نے سوہنے یار یعنی معشوق حقیقی کو لکھیا۔ یعنی جو حق اس کے پہچاننے کا ہے۔ پہچانا۔ اور یہ بات معلوم کی، کہ جب احد اک اکلّا سی۔ یعنی جب مخلوق پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ آپ ہی آپ تھا۔ اور ایسا عقیدہ ہونا اس شخص کا۔ کہ جو وجود صانع کا قائل ہو۔ ضروری ہے اس لئے کہ صانع کا وجود مصنوع سے پہلے اس وقت ہونا چاہیئے جبکہ مصنوع نہ تھے۔ اس وقت کوئی تجلّی ظاہر نہ تھی۔ نہ کوئی اسم رب رسول ﷺ اور اللہ کا یا جبّار یا قہار کا ظاہر نہ تھا۔ کیونکہ یہ سب اسم مخلوق کے ظاہر اور پیدا ہونے کے وقت سے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے ظاہر نہ تھے۔ یعنی اس وقت سب کچھ بطون میں تھا۔ اسم یا صفت یا لغت کا کچھ ظہور نہ تھا اب سوال یہ ہے۔ کہ اس حال میں وہ کیا تھا۔ جواب یہ ہے کہ بیچون اور بیچگو نہ تھا۔ بے شبہ اور بے نمونہ تھا۔ نہ کوئی اس کا رنگ اور نمونہ تھا۔ یعنی لاتعین تھا۔ اور جو کچھ ہے۔ وہی نور ہے۔ ہاں! اب وہ گونا گوں ہزار ہے۔ اور جو کچھ ہے۔ وہی نور ہے۔ اس کو یوں سمجھو کہ ظاہر ہے کہ عالم سے پہلے وہ آپ ہی تھا۔ اور اب بھی وہ آپ ہی آپ ہے

Marfat.com

کہ غیراس کا عدم محض ہے۔تو یہ عالم کس طرح بطون سے ظہور میں آیا ہے۔ جولوگ کامل اور مکمل اولیاء کرام ہیں ۔ اور جن کا فرمانا ہمارے لئے عقیدہ اور بالکل سچا ہے۔ کسی طرح کا شک اس میں نہیں ہے۔ وہ یوں فرماتے ہیں کہ جب اس ارادۂ ازلی سے جس کی حقیقت اور کنہ ہمارے عقل اور ذکر سے باہر ہے۔ اور جس ارادے کو ہم اپنا سا ارادہ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ حادث ہے۔ اور وہ قدیم۔ چاہا کہ عالم کو پیدا کروں۔ تاکہ وہ ذات اور صفات کو پہچانے۔ تو اس نے اوّل اپنے اوپر ایک تجلّی مجمل میں غیر امتیاز بعض ہا عن بعضٍ کی اس کو تعین اوّل تجلّی اول مرتبہ دوسرا اور حقیقت محمدی ﷺ اور وحدت اور برزخ کبریٰ کہتے ہیں۔ اور یہ تجلّی علمی ہے۔ پھر اس نے ایک اور تجلّی تفصیلی اپنے اوپر آپ کی۔ جس سے ہر ایک کا امتیاز ہوگیا۔ اور دہر میں اپنی اپنی استعداد اور قابلیت خاص سے ثابت ہوگئی۔ اس تو تعین دوئم تجلّی دوم مرتبہ۔ تیسرا حقیقت انسانیہ اور وحدت کہتے ہیں۔ یہ دونوں تجلیاں ذات میں یعنی بطون میں ہوئیں۔ ابھی ظہور نہیں ہوا۔ اور تقدم اور تاخران میں عقلی ہے۔ زمانی نہیں۔ کس لئے کہ ذات میں زمان کا گزر نہیں۔ اس لئے ان مراتب کو مراتب وجوبی کہتے ہیں۔ پھر ایک تیسری تجلّی کی۔ اس سے عالم ارواح ظاہر ہوا۔ جو مجرد بسیط ہے۔ اور ذاتوں اور مثالوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں سے مراتب کونی اور ظہور کے شروع ہوئے۔ یعنی نور حق نے حقائق ارواح کے ساتھ منضم اور مقربین ہو کر ارواح کی صورت میں ظہور کیا۔ یہ ظہور کا پہلا مرتبہ اور اوّل سے چوتھا مرتبہ اور تجلّی سوئم اور تعین سوئم ہے۔ پھر اس نے ایک تجلّی کی۔ اس سے عالم مثال ظاہر ہوا۔ یعنی اور اشیاء کونیہ مرکبہ لطیفہ ظہور میں آئیں۔ جو تخسیری اور تبعیض اور خرق اور التیام کو قبول نہیں کرتی ہیں۔ اس کو ظہورہ کا مرتبہ دوسرا اور اوّل سے مرتبہ پانچواں اور تجلّی

Marfat.com

چہارم اور تعین چہارم کہتے ہیں۔ یہ نور حق ہی ہے۔ جس نے حقائق عالم مثال سے جو تجلّی سے دوم میں ثابت ہوئی تھی۔ منضم اور مقترن ہو کر عالم مثال کی صورت میں ظہور کیا ہے۔ پھر اس نے ایک تجلّی کی۔ اس سے عالم اجسام ظاہر ہوا۔ یعنی وہ اشیاء کونیہ مرکبہ کثیفہ ظاہر ہوئیں۔ جو تجری اور تبعیض اور خرق اور التیام کو قبول کرتی ہیں۔ اس کو ظہور کا تیسرا مرتبہ اور اول سے مرتبہ چھٹا اور تجلّی پنجم اور تعیّن پنجم کہتے ہیں۔ اور یہ عرش سے فرش تک سوائے انسان کے ہے۔ یہ بھی نور حق ہے۔ جس نے اعیان ثانیہ عالم سے جو تجلّی دوم میں ثابت ہوئی تھی۔ منضم اور مقترن ہو کر عالم اجسام کی صورت میں ظہور کیا ہے۔ پھر اس نے ایک کی۔ اس سے حضرت انسان ظاہر ہوئے۔ ان کی جو تعریف کرو۔ تھوڑی ہے آپ جامع جمیع مراتب وجوبیہ اور کونیہ اور نورانیہ اور جسمانیہ کے ہوئے۔ اب آپ ظہور کا مرتبہ چوتھا اور اوّل سے مرتبہ ساتواں تجلّی ششم اور تعین ششم ہوئے۔ یہ بھی نور حق ہی ہے۔ جس نے عین ثابتہ انسان سے جو تجلّی دوم میں ثابت ہوئے تھے۔ منضم اور مقترن ہو کر اس صورت میں ظہور کیا۔ اور نام اپنا آدم رکھایا۔ پس

پیارا پہن پوشاکاں آیا　　آدم اپنا نام رکھایا
احد تے بن احمد ﷺ آیا　　نبیاں دا سردار
ہن میں لکھیا سوہنا یار

کن کہا فیکون کہایا　　بے چونی سے چون بنایا
احد دے وچہ میم رلایا　　تاں کیتا ایڈ پسار
ہن میں لکھیا سوہنا یار

Marfat.com

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے ان جملہ مراتب نور حق کو اول سے آخر تک مختصراً اس طرح لکھا ہے۔

حبذا روزے کہ پیش از روز و شب | فارغ از اندوہ آزاد از طرب
متحد بودیم باشاہ وجود | حکم غیریت بکلی محو بود
بود اعیان جہاں بے چند و چوں | ز امتیاز علمی و عینی مصوّن
نے بلوح علم شاں نقش ثبوت | نے ز فیض خوان ہستی خوردہ قوت
نے ز حق ممتاز و نے از یک دگر | غرقہ دریائے وحدت سر بسر
ناگہاں در جنبش آمد بحر رجود | جملہ را در خود ز خود با خود نمود
امتیاز علمی آمد درمیان | بے نشانے را نشاں باشد عیاں
واجب و ممکن ز ہم ممتاز شد | رسم و آئین دوئی آغاز شد
بعد ازاں یک موج دیگر در محیط | سوئے ساحل آمد ارواح بسیط
موج دیگر ز و پدید آمد ازاں | برزخ جامع میاں جسم و جاں
پیش آں گر زمرہ اہل حق است | نام آں برزخ مثال مطلق است
موج دیگر باز درکار آمدہ | جسم و جسمانی پدید از آمدہ
جسم ہم گشتہ است طوراً بعد طور | تا بنوع آخرش افتادہ دور
نوع آں را آدم است و آدمی | گشتہ محروم ار مقام محرمی
بر مراتب سر بسر کردہ ظہور | پایہ پایہ ز اصل افتادہ دور
کر نہ گرد و بار دیگر زیں سفر | نیست از وے ہیچ کس مہجور تر

پس اول سے آخر تک وہی ایک نور حق ہے۔ جس نے ہر مرتبہ ایک نئی صورت سے ظہور کیا ہے۔ اگر عرش ہے۔ تو وہی نور ہے۔ اور اگر فرش ہے۔ تو وہی نور ہے۔

Marfat.com

اگر بصورت لطیف ہے۔تو وہی نور ہے۔اور اگر بصورت کثیف ہے۔تو وہی ایک نور ہے۔اور حق کا لطیف بھی ہونا اور کثیف بھی ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ وہ نور حق ہے۔اس کا تو کیا کہنا ہے۔ کسی کی مثال نہیں۔اس کی صفت جیسی ہے۔ بیان کر سکے۔ یہ بات تو اکثر عالم کی چیزوں میں بھی ہوتی ہے۔ کہ ایک حالت میں لطیف ہوتی ہیں۔اور دوسری میں وہی کثیف ہوتی ہیں۔اور نیز اس سے کہ نور حق ہی صورت کثیف میں آتا ہے۔اس کی صیات کاملہ مقدسہ میں کچھ نقص نہیں آتا۔ کس لئے کہ جس قدر نقص ہے۔وہ تعین کی طرف راجع ہے۔اور جو کمال ہے۔ وہ ذات مطلق کی طرف۔پس اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ بقول مولانا جامی قدس سرہ کہ۔

در کون و مکاں نیست جز یک نور
ظاہر شدہ آں نور بانواع ظہور
حق نورو تنوع ظہورش عالم
توحید ہمیں است وگر و ہم و غرور

یعنی کون و مکان میں ایک ہی نور عیاں ہے۔ ہاں وہ نور انواع ظہور میں ظاہر ہوا ہے۔پس وہ نور حق ہے۔اور اس کا تنوع ظہور یعنی طرح طرح سے ظاہر ہونا عالم ہے۔مگر واضح رہے کہ اس بیان سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جب سب ایک ہی نور ہے۔تو پھر بندہ کیسا اور خدا کون؟ یا بندہ بھی خدا ہے۔نعوذ اللہ! کہ اس میں حفظ مراتب نہیں رہتا۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

پس اس نور کو جو مرتبہ عبدیت میں ہے۔ بندہ ہی کہنا چاہیئے۔اور جو مرتبہ معبودیت میں ہے۔اس کو خدا ہی کہنا چاہیئے۔نہ اس کا اسم اس پر روا ہے۔نہ اس کا

اسم اس پر۔ یہ اتنا نازک بھید ہے جس کے سمجھنے میں بہت غوطے کھاتے ہیں۔ اور بہتوں کی سمجھ پر یہاں پتھر پڑ جاتے ہیں۔ پیر ہی ان بھیدوں کو طالب صادق سلیم الطبع کو بتاتا ہے۔ اور پیر ہی کے ارشاد سے یہ اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ اور کسی طرح نہیں ہوتے۔ جیسے حضرت بلھے شاہ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

جو کوئی اس نوں لکھیا چاہے باجھ وسیلے ہتھ نہ آوے
شاہ عنایت بھیت بتائے تاں کھلے اسرار
ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

اس شرح مسئلہ توحید کو اچھی طرح غور سے پڑھئے۔ اور سمجھئے اگر اچھی طرح اس کو سمجھا جائے گا تو آئندہ جو کافیاں توحید کی آتی ہیں۔ وہ اس سے حل ہو جائیں گی۔ جہاں ضرورت کسی قدر شرح کی ہوگی۔ وہاں کچھ لکھ دیا جائے گا۔ اگر اس مسئلہ توحید کو بالتفصیل دیکھنا ہے۔ تو پوتھی لا الہ الا اللہ پڑھئے۔ اس میں اس کی تشریح اچھی طرح لکھی گئی ہے۔

کافی نمبر ۵۸

پایا ہے کچھ پایا ہے
ست گور نے الکھ لکھایا ہے

کہوں ویر پڑا کہوں بیلی ہے کہوں مجنوں ہے کہوں لیلیٰ ہے
کہوں آپ گور کہوں چیلی ہے سب اپنا راہ دکھلایا ہے
پایا ہے کچھ پایا ہے
ست گور نے الکھ لکھایا ہے

Marfat.com

کہوں چور بنا کہوں ساجی ہے　　کہوں منبر تے یہ قاضی ہے
کہوں تیغ بہادر غازی ہے　　آپ اپنا پنتھ بنایا ہے
پایا ہے کچھ پایا ہے
ست گور نے الکھ لکھایا ہے
کہوں مسجد کا ورتارا ہے　　کہوں بنیاں ٹھاکر دوارہ ہے
کہوں بیراگی جپ دھارا ہے　　کہوں شیخن بن بن آیا ہے
پایا ہے کچھ پایا ہے
ست گور نے الکھ لکھایا ہے
کہوں ترک مصلے پڑھتے ہو　　کہوں بھگت ہندو جپ کرتے ہو
کہوں گور کندی وچہ پڑتے ہو　　ہر گھر گھر لاڈ لڈایا ہے
پایا ہے کچھ پایا ہے
ست گور نے الکھ لکھایا ہے
بلھا شوہ کا میں محتاج ہوا　　مھاراج ملے میرا کاج ہوا
درشن پیا دا میرا علاج ہوا　　لگا عشق تاں! ایہہ گن گایا ہے
پایا ہے کچھ پایا ہے
ست گور نے الکھ لکھایا ہے

یعنی جب کہ فی الواقع ایک ہی نور کا یہ سب ظہور ہے۔ تو دشمن بھی وہی ہے۔ اور دوست بھی وہی ہے۔ مجنوں اور لیلیٰ بھی وہی ہے۔ گورو بھی وہی ہے۔ اور چیلی بھی وہی چور بھی وہی اور سادھ بھی وہی۔ منبر بھی وہی اور قاضی بھی وہی۔ تیغ بھی وہی اور غازی بھی وہی۔ مسجد بھی وہی اور ٹھاکر دوارہ بھی وہی۔ از روئے حقیقت

وجود کے وہی بیراگی بن کر چپ بھی وہی دھارتا ہے۔ شیخ الاسلام ہو کر ارشاد بھی وہی کرتا ہے ترک ہو کر مصلّٰی پر نماز بھی وہی پڑھتا ہے۔ اور ہندو بن کر جپ بھی وہی کرتا ہے۔ غرض کہ اسی نے گھر گھر یہ لاڈ لڑایا ہے۔ اور کھیل اور رنگ مچایا ہے۔ مگر یہ بات یاد رہے۔ کہ یہ گن اور یہ کیفیت کا بیان ازراہِ عشق کے میں نے سنایا ہے۔ اور حال اور مواجید کے حکم سے میں نے سنایا ہے۔ ورنہ بقول صاحب گلشنِ راز قدس سرہ۔

ترا گر نیست احوالِ مواجید
مشو کافر بنادانی ز تقلید

اور میں نے جو یہ حال معرفت حقیقت کا پایا ہے۔ یہ آپ ہی نہیں پایا۔ بلکہ ست گور یعنی مرشد کامل کی توجہ سے مجھ پر آیا ہے، اور اس نے الکھ کو یعنی اس کو جو اور کسی طرح لکھا یعنی پہچانا، یعنی پہچانا نہیں جاتا۔ لکھایا ہے۔ یعنی اپنے نور سے میرے دل میں ایک نور ڈالا ہے۔ اور اس نور سے اس نور کو دکھایا ہے۔

یہاں کسی صاحب کو یہ شبہ نہ ہو۔ کہ نورِ حق کو جو چور کہا ہے۔ اس میں بے ادبی ہے۔ اول تو عاشقوں کی بے ادبی عین ادب ہے۔ دوسرے یہاں چور اور سادھ کی حقیقت کا بیان ہے۔ نہ ان کی صفت اعتباری کا' اور ان کا حال حقیقت اس جگہ محض اس وہم کے دور کرنے کیلئے بیان کیا ہے۔ جو ان کی حقیقت کے قطع نظر کر کے پھر نظر بہ صفات اعتبار یہ ان کی کہ ان کو ایک دوسرے کا غیر حقیقی بنا رہا ہے۔ جو کذب صریح ہے اور اسی وجہ سے حجاب عارض حقیقت ہو رہا ہے۔ پہلے پہل کوئی ناواقف حقیقت ان باتوں کو سنتا ہے۔ تو بہت چمکتا اور چونکتا ہے۔ مگر جب اس کو کچھ تمیز حقیقت کے حال کی ہو جاتی ہے۔ تو کہتا ہے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا جو اس کافی میں فرمایا ہے۔ سچ ہے

Marfat.com

عین سچ ہے۔ بالکل سچ ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

کافی نمبر ۵۹

سیو ہن ساجن پایو نی
ہر ہر دے وچہ سمایو نی

احد دا گیت سنایا انا احمد ہوں پھر فرمایا
پردے وچہ اک میم رکھایا اتے نام رسول دھرایو نی
سیو ہن ساجن پایو نی
ہر ہر دے وچہ سمایو نی

پر گھٹ ہو کر نور سدایو احمد ﷺ توں موجود کرایو
نابودوں کر بود دکھایو فنفحت فیہ سنایو نی
سیو ہن ساجن پایو نی
ہر ہر دے وچہ سمایو نی

توں آیوں تے میں نہ آئی گنج مخفی نے مرلی بجائی
آکھ الست گواہی چائی اتے قالوا بلٰی بتایو نی
سیو ہن ساجن پایو نی
ہر ہر دے وچہ سمایو نی

نحن اقرب لکھ دتوئی ھو معکم دا سبق کہیوئی
فی انفسکم دا حکم کیتوئی پھر کہیا گھونگھٹ پایو نی
سیو ہن ساجن پایو نی
ہر ہر دے وچہ سمایو نی

Marfat.com

فثــم وجــــہ اللہ نورتساڈا ہر ہر وچہ ظہور اساڈا
الانســـان مـذکـور تساڈا اتھے اپنا سر لوکائیونی
سیو ہن ساجن پائیو نی
الانسان ہر ہر دے وچہ سمائیو نی

بھر کے وحدت جام پلائیو منصورے نوں مست کرائیو
اس توں انا الحق آپ کہائیو پھر سولی پکڑ چڑھائیو نی
سیو ہن ساجن پائیو نی
ہر ہر دے وچہ سمائیو نی

باطن ہو کے ظاہر دھائیو گھونگھٹ کھول جمال دکھائیو
شاہ عنایت بن کر آئیو اتے بلھا نام دھرائیونی
سیو ہن ساجن پائیو نی
ہر ہر دے وچہ سمائیو نی

یہاں ساجن سے مراد معشوقِ حقیقی ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں حضرت عشق حضرت الوجود بھی کہتے ہیں۔ ہر ہر دے وچہ سمایونی۔ ایسا اندر سمانا نہ سمجھ لینا۔ جیسا کہ مخلوقی چیزوں میں ایک شے دوسرے کے اندر سما جاتی ہے۔ وہ دوسری ظرف اور پہلی مظروف کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس میں حلول ثابت ہوتا ہے۔ اور ذات مقدس حضرت وجود مطلق کی ہستی ظرف کے حلول اور اتحاد اور کلی طبع تینوں باتوں سے منزہ ہے۔ اور یہ بات تھوڑے سے غور سے واضح ہو جائے گی کہ ایسا سمانا اسی وقت صادق آتا ہے۔ جبکہ دو چیزیں مختلف حقیقت کی ہوں۔ پانی محل اور نمک حال ہے۔ اور ناک کا سمانا حلول ہے۔ اور ایسے ہی اتحاد بھی یعنی وصل کے دو پرتوں کی طرف مل

Marfat.com

جانا بھی دو چیزیں میں صادق آتا ہے۔ اور صوفیہ کرام قدس اللہ اسرار ہمارے نزدیک حقیقت میں دوئی نہیں ہے۔ وحدت ہے۔ اس لئے حلول اور اتحاد کے وہ قابل نہیں ہے۔ جیسے کہ صاحب گلشن راز فرماتے ہیں۔

حلول و اتحاد از غیر خیزد
ولے وحدت ہمہ از سیر خیزد

یعنی دو چیزیں مانگو گے۔ تب حلول اور اتحاد ثابت ہوگا۔ جب ایک مانو نگے۔ تو وہ ثابت نہ ہوں گے۔ پس اگر صوفی مواحد کے قول سے حلول یا اتحاد کے معنی اور طرفیت اور مظروفیت کی مراد نکلے تو وہ ان کی مراد نہیں ہے۔ بلکہ سمجھنے والے کی سمجھ کی خرابی اور غلطی ہے۔ کہ وہ ان کے قول کے معنی اپنی ناقص سمجھ اور خیالاتِ فاسدہ کے لحاظ سے کرتا ہے۔ مولانا جامی قدس سرہ یہاں متنبہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

ایں قاعدہ یا دار کانجا کہ خداست
نہ جزو نہ کل و نہ طرف نہ مظروف است

یعنی جب کہ خدا کی ہستی صرف وجود مطلق کو کہتے ہیں۔ نہ اس وہم کو جو عوام کے جاگزیں ہے۔ تو اس قاعدہ کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اس کی ذات مقدس کی بارگاہ میں جزو کہ راہ ہے۔ نہ کل کو نہ طرف کا دخل ہے۔ نہ مظروف کا۔ یعنی یہ نسبتیں جو مخلوق اشیاء میں صادق آتی ہیں۔ وہاں معدوم ہیں نہ اس کو جزو کہہ سکتے ہیں۔ نہ کل۔ نہ اس کو ظرف کہہ سکتے ہیں۔ نہ مظروف۔ پس طالب صادق کو چاہئے کہ حلول اور اتحاد اور کلی طبعی ان تینوں باتوں کے عقیدے سے بچے۔ اور کبھی اس ذات مقدس وجود مطلق کی نسبت۔ عالم میں حلول کرنے یا عالم سے متحد ہونے کا خیال

Marfat.com

بھی دل میں نہ آنے دے۔ اور یہی بڑا کام مرشد کا ہے۔ کہ اس طرح طالب کو توحید سمجھائے۔ اور حلول اور اتحاد اور کلی طبعی سے بچار ہے۔ اور ان کی بو بھی اس کے خیال میں نہ آنے پائے۔ اگر ان تینوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑا۔ تو کفر اس پر صادق آ گیا۔ کہ حقیقت الامر وحدت حقیقی کو اس نے دوئی کے کذب سے چھپایا۔ اور اس طرح کافر ہوا۔ اور یہ مقام اس وجہ سے بہت نازک ہے۔ اور سمجھنا اس کا طالب پر بہت مشکل ہے۔ کہ ہر کلام کے مطلب کو وہ اپنی سمجھ ناقص کے موافق سمجھتا ہے۔ اور نہیں کرتا کہ قائل کی مراد کے موافق سمجھے۔ اسی وجہ سے وہ ایسی مار کھاتا ہے۔ جیسے کسی ہندوستانی نے مار کھائی۔ کہتے ہیں کس پنجابی کی مجلس میں کسی ہندوستانی بانکے ٹیڑھے خان کا گذر ہوا۔ اہل مجلس میں سے کسی نے اپنے ملازم سے کہا۔ کہ ٹوپی اتار دو۔ ہندوستانی سمجھا۔ کہ میری ٹوپی اتارنے کو کہتے ہیں۔ حالانکہ اہل مجلس کی مراد ٹوپی اتارنے سے چلم اتارنے یعنی حقہ بھرنے کی تھی۔ اس ہندوستانی نے اہل مجلس کو گالی دی۔ نوکروں نے اسے مارا۔ اگر وہ ہندوستانی سمجھدار ہوتا۔ اور یہ سوچ لیتا کہ شاید ٹوپی اتارنے کے یہاں کچھ اور معنی ہیں۔ اور ان کو پوچھ لیتا کہ ٹوپی اتارنا کس کو کہتے ہیں۔ تو کیوں مار کھاتا۔ پس اس کہانی کو نہ بھولنا چاہیئے۔ اور اولیاء کاملین کے کلام کو اپنی سمجھ ناقص کے موافق نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ جب ان کے کسی قول کے معنی نہ سمجھ میں آئیں تو کسی واقف کار سے خصوصاً اپنے مرشد سے پوچھ لینے چاہئیں۔ یہاں ''ہر ہردے وچہ سمائی'' سے مراد قائل کی یہ ہے۔ کہ ہر ایک اسی کا نور ہے۔ اور اس نور میں اس کے نور ہستی کا ظہور ہے۔ یعنی ہر ایک شے کی ماہیت حق سبحانہ کا وہ نور عالم ہے جس کو عین ثانیہ کہتے ہیں۔ اور جو تجلّی دوم میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور جو محض ایک قابلیت اور استعداد ہے۔ اور ایسی قابلیت

اور استعداد ہے۔ کہ دوسرے کل جہان کی چیزوں کی ماہیت سے مختلف ہے۔ اور جو وجود کی یہ نسبت عدم اضافی کہنے میں آتی ہے۔ اور نورِ علم سے جب حضرت حق چاہتا ہے۔ اپنے نور ہستی یعنی وجود اضافی کو منضم اور مقترن ایسا بنا کر جس کی حقیقت انضمام اور اقتران سے کوئی واقف نہیں ہے۔ اس نور عالم کے احکام اور آثار کا لباس اس کو پہنایا ہے۔ تب ہر شے عالم ظہور میں آتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ماہیت ہر شے کی جو صورت علمیہ الٰہیہ کے احکام اور آثار سے منصبغ اور متلبس عالم ظہور میں ہوتا ہے۔ وہ بھی اس کا نور ہے۔ جو ہستی صرف وجود مطلق ہے جس کو دوسرے لفظوں میں اللہ اور خدا کہتے ہیں۔ پس ''ہر ہر دے وچہ'' یعنی ہر صورت علمیہ الٰہیہ میں اس کا نور وجود سمایا ہوا ہے جس سے وہ مست ہے۔ اور جو مابہ الموجودیت اس شے کا ہے۔ اور اسی کا نور وجود صورت علمیہ الٰہیہ کے احکام اور آثار کا یہ لباس اور پوشاک پہنے ہوئے ہے۔ جس کی نسبت یوں فرمایا کہ۔

پیارا پہن پوشاکاں آیا آدم اس دا نام دھرایا

پس اے سیّو اور اے رفیقو! ''اب ساجن میں پایو نی'' یعنی پہلے میں بھولی پھرتی تھی۔ اور جو اپنی ہستی کو اس کی ہستی کے ورائے ایک ہستی مستقل سمجھتی تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ خیال غلط تھا۔ اور یہ عقیدہ فاسد تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی ساجن یعنی وجود مطلق ہر ہر میں سما رہا ہے۔ اور اسی نے ہر ایک شے کی ماہیت کے احکام اور آثار کا لباس پہنا ہوا ہے۔ اس کو مختصر طور پر ایک تمثیل سے سمجھا جاتا ہے۔ غور کر کے سنئے۔ یہ بات یقینی ہے۔ کہ جتنے آدمی کہ آئندہ پیدا ہوں گے۔ اور جن کی گنتی خدا ہی کو معلوم ہے۔ کہ کروڑوں ہونگے ارب ہوں گے یا پدم ہوں گے۔ یا سنکھ یا آدمی کے شمار سے باہر ہوں گے۔ وہ سب علم حق سبحانہ تعالیٰ میں ہیں۔ اور ان میں جو جو

Marfat.com

اختلاف ہوں گے۔ مثلاً کوئی رنگی ہوگا۔ کوئی فرنگی۔ کوئی بادشاہ ہوگا۔ کوئی امیر۔ کوئی ساہ ہوگا۔ کوئی چور۔ کوئی مومن ہوگا۔ کوئی کافر۔ وہ سب اس کے علم میں ہیں۔ یعنی آئندہ جو بادشاہ یا امیر پیدا ہوگا جو ساہ اور چور پیدا ہوگا۔ وہ اب محض علم الٰہی میں ہیں۔ اور وہ علم ایک نور اور ایک تجلّی علمی ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اور وہ تجلّی علمی ہر ایک کی قابلیت اور استعداد خاص ہے۔ جس قابلیت اور استعداد میں اس کے احکام خاص اور آثار خاص کا لباس نور وجود پہن کر ظہور میں آئے گا۔ یعنی آئندہ جو بادشاہ ہوگا چور ہوگا۔ اور جب اس کے ظہور کا وقت آئے گا۔ تو اس کی عین ثابت یعنی قابلیت اور استعداد کے ساتھ نور وجود منضم اور مقترن ہوگا۔ یعنی اس پر نور وجود معہ کمالات تابعہ اپنی کے چمکے گا۔ اور اس کے احکام اور آثار کو قبول کر کے یعنی اگر وہ کالا ہونے والا ہے۔ تو گورے رنگ میں علیٰ ہٰذا۔ اور جو بہت سے اس کے احکام اور آثار ہیں۔ ان حکموں اور آثاروں میں ظاہر ہوگا۔ تب اس کی موجودیت کا حکم کیا جائے گا۔ یعنی اس کا موجود ہونا کہا جائے گا۔ پس ظاہر ہے کہ اس وقت بادشاہ یا امیر یا ساہ یا چور فی الحقیقت دونوروں کا ایک معجون ہوگا۔ یعنی نورِ علم اور نورِ وجود کا مجموعہ ہوگا۔ اور اس میں شک نہیں ہے۔ کہ وہ دونوں یعنی نور علم اور نور وجود ہستی صرف وجود مطلق کا ضمیمہ ہیں۔ جیسے عاشق کا ضمیمہ عاشق اور معشوق ہیں۔ پس نور علم عاشق ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں ممکن کہتے ہیں۔ اور نورِ وجود معشوق ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں واجب کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ نورِ وجود عاشق ہے اور نور علم معشوق کو نور وجود اس سے مقترن اور منتظم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی کے احکام اور آثار کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور نور علیٰ نور کے معنی ظاہر کرتا ہے۔ اور باوجود اس کے پھر ان دونوں کی حقیقت وجود مطلق ہستی صرف ہے۔

سیو ہن میں ساجن پائیونی   ہر ہر دے وچہ سمائیونی

یعنی ایک نور دوسرے نور علم سے کہتا ہے کہ:

اے سیّو! اب میں نے ساجن کو یعنی نور وجود کو پایا ہے۔ جو حق اور معشوق حقیقی ہے۔ اور ہر نور علم یعنی ہر تجلّی علمی میں وہی سما رہا ہے۔ اور اس نے اس کے احکام اور آثار کا لباس پہن رکھا ہے۔ اور وہی ہے جس نے پردہ میں ایک میم کو مایا ہے۔ اور نام رسول ﷺ دھرایا ہے۔ فَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوْحِي سنایا ہے۔ سیو ہن میں ساجن پائیونی۔ ساجن! تیرے ناز اور ادائیں بھی نرالی ہیں۔ کہ پہلے تو ہی تھا۔ اور میں نہیں تھی۔ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ کی مرلی بجائی۔ اور کہا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا معشوق نہیں ہوں۔ اور پھر آپ ہی سکھایا۔ کہ بلٰی کہ ہاں! تو ہمارا معشوق ہے۔ اے ساجن! تو نے ہی فرمایا ہے۔ کہ میں تمہاری جان سے نزدیک ہوں۔ اور یہ سبق پڑھایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور پتہ کی بات کہی۔ کہ تمہارے حجلۂ جان میں بیٹھا ہوں۔ پھر اپنے رخ پر نور پڑ گیا۔ گھونگھٹ ڈالا ہے۔ اور عالم کو یعنی احکام اور آثار ہمارے کو اپنا نقاب کیوں بنایا ہے۔

پوتھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

۱۳۳ اس کا مکھ جوت ہے گھونگھٹ ہے سنسار

دوہڑا گھونگھٹ میں وہ چھپ گیا مکھ پر آنچل ڈار

۱۳۴ ان کو مکھ دکھلائے ہے جن سے اس کی پیت

ان کو ہی ملتا ہے وہ جو اس کے ہیں میت

۱۳۵ منہ دکھلاوے اور چھپے جھل مل ہے جگ دیس

پاس رہے اور نہ ملے اس کے بسوئے بھیس

اور واضح رہے کہ یہ ایک بول چال کا محاورہ ہے کہ اس کے منہ پر گھونگھٹ کہا جاتا ہے۔ وگرنہ بیت

کہاں ہے پردہ کدھر ہے مخفی کب اس کا مکھڑا نقاب میں ہے۔
قصور اپنی نگاہ کا ہے وگرنہ کب وہ حجاب میں ہے

یعنی وہ اپنے رخ پرنور جہان افروز سے بحکم کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ۔ اپنے جلوے اور تجلیاں دکھا رہا ہے۔ یہ جلوے اور تجلیاں اس کی جو ہم کو نظر نہیں آتی ہیں۔ وجہ ان کی یہ ہے کہ ہمارے دل کی آنکھوں پر خواہشات نفسانی کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر خواہشات نفسانی دور ہو جائیں۔ تو ظاہر ہو جائے۔ کہ کوئی شے ایسی نہیں۔ جس میں اس کا جلوہ نہیں۔ ہر شے اس کی جلوہ نمائی کا ایک آئینہ ہے۔

قد تجلّی العشق فی کل محالی فانظروا
از پس ہر ذرہ تاباں گشت مہر روئے او
من مرایا کل عینٍ قد رایتا عینہ
فا فتحو ا عینا کم حتی ترو مام تبتعوا

اے ساجن! تیرے قربان فثم وجہ اللہ مذکور تساڈا یعنی ان ذرات وجودات کے آئینوں میں جو مراد عیان ثانیہ عالم سے ہے۔ تیرا ہی منہ نظر آتا ہے۔ اس لئے تیرا ہی نور وجودان میں بھرا ہوا ہے۔ س ہر ہر میں تیرا ہی ظہور ہے۔ اور خصوص انسان کی تو کیا تعریف ہو۔ کہ اس میں تو الانسان سری و انا سرہ تیرا ہی مذکور ہے۔ اور تو نے اپنے سر کو انسان میں چھپایا ہے۔ یعنی اگرچہ عالم کی اور چیزیں بھی تیرے جمال جہاں آراء کا آئینہ ہیں۔ مگر انسان کامل میں تو تو خود ہی جلوہ

Marfat.com

نما ہے یعنی عالم کی اور چیزیں مجالی اور مظاہر تیری صفات کی ہیں اور انسان کامل تیری ذات اور صفات دونوں کا مظہر ہے۔ جس کو چاہتا ہے تو انسان کے آئینہ میں منہ دکھاتا ہے۔ یعنی عالم کی اور چیزوں میں تو اپنا منہ پردہ صفات سے دکھاتا ہے۔ اور انسان میں پردہ اٹھا کر جلوہ فرماتا ہے۔ اے ساجن جب تو نے گھونگھٹ اٹھا کر مجھ کو انسان نے جمال دکھایا۔ تو عین الیقین سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ شاہ عنایت تو ہی بن کر آیا ہے۔ اور بلھا تو نے اپنا نام دھرایا ہے۔ ''سیوہن میں ساجن پا یئونی'' ہائے ہائے۔ اے ساجن! تیری لگاوٹ انوٹ۔ تیرا غمزہ آپ ہی تو تو نے منصور کو جام شراب وحدت کا پلایا۔ اور اس کو اس سے مست کیا کہ انا الحق کہلایا۔ پھر آپ ہی تو نے اس کو سولی پر چڑھایا۔

بے حد رمزاں دسدا نی ڈھولن ماہی
میم دی اوٹ وچہ وسدا نی ڈھولن ماہی

اولیاء منصور رحمۃ اللہ علیہ کہاوے رمز انا الحق آپ سناوے
آپے آپ نوں سولی چڑھاوے تے کول کھلو کے ہسدا نی میرا ڈھولن ماہی

بے حد رمزاں دسدا نی میرا ڈھولن ماہی
میم دی اوٹ وچہ وسدا نی میرا ڈھولن ماہی

میم کی اوٹ اور پردہ میں ہے۔ وسدا یعنی بستا ہے۔ اور میم میں ظاہر ہوا ہے۔
بقول صاحب گلشن رحمۃ اللہ علیہ راز:

احد در میم احمد صلی اللہ علیہ وسلم گشتہ ظاہر
دریں دور اوّل آمد عین آخر

یعنی احد تو ذات حق کا نام اس وقت ہے۔ جب کہ اس میں تعداد اسماء اور

Marfat.com

صفات نسبت اور تعینات کا اعتبار نہیں ہوتا۔ وہ میم احمد ﷺ میں کہ تعین محمدی ﷺ سے ظاہر ہوا ہے۔ اس لئے یہ ظاہر ہے کہ احمد ﷺ کا امتیاز احد سے صرف میم سے ہے۔ اور میم وہ تعین ہے جو ظاہر ہوا ہے۔ پس اس احد کا مظہر حقیقی حقیقت احمدی ﷺ ہیں۔ اور باقی مراتب موجودات کے مظہر حقیقت محمدی ﷺ ہیں۔ اور نیز میم احمد ﷺ سے مراد دائرہ موجودات بھی ہے۔ جو مظہر حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ جیسا کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ز احمد تا احد یک میم فرق است
جہانے اندر آں یک میم غرق است

اور نیز واضح ہو کہ حرف میم کے چالیس عدد ہیں اور مراتب موجودات بھی اگر چہ از روئے جزدیت کے لاتعداد ولاتشخص ہیں۔ مگر از روئے کلیت کے چالیس ہی ہیں۔ اور مجموعہ ان چالیس مرتبوں کلی کا مجلی اور مظہر حقیقت محمدی ﷺ کا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ من حیث الحقیقت ظاہر اور متجلی سب پر ہے۔ اور میم احمد ﷺ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ جمیع مراتب کو نیہ اجزاء حقیقت محمدی ﷺ اور سب کی صورت میں معنی مرتب آنحضرت ﷺ نے ظہور پایا ہے۔ وہ چالیس مرتبے مراتب کونی کے یہ ہیں۔

(۱) عقل جس کو روح اعظم تعین اول۔ ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔
(۲) نفس کل جس کو لوح محفوظ اور کتاب مبین بھی کہتے ہیں۔
(۳) ہیوتی جس کو سیادت بیضا جوہری محمدی ﷺ کتاب مسطور۔ رق منشور بھی کہتے ہیں۔ (۴) طبیعت کلیہ جو مبداء آثار اسماء اور افعال ہے۔ (۵) فلک اطلس جو عرش اعظم ہے۔ (۶) کرسی جو فلک ثوابت

Marfat.com

ہے(۷)فلک ہفتم (۸)فلک ششم (۹) فلک پنجم (۱۰) فلک چہارم (۱۱) فلک سوم (۱۲) فلک دوم (۱۳) فلک اوّل (۱۴) زحل جس کو کیواں بھی کہتے ہیں (۱۵) مشتری جس کو برجیس بھی کہتے ہیں۔ (۱۶) مریخ جس کو بہرام بھی کہتے ہیں (۱۷) آفتاب جس کو نیر اعظم بھی کہتے ہیں (۱۸) ناہید جس کو زہرہ بھی کہتے ہیں (۱۹) تیر جس کو عطارد بھی کہتے ہیں (۲۰) قمر جس کو نیر اصغر بھی کہتے ہیں (۲۱) حمل (۲۲) ثور (۲۳) جوزا (۲۴) سرطان (۲۵) اسد (۲۶) سنبلہ (۲۷) میزان (۲۸) عقرب (۲۹) قوس (۳۰) جدی (۳۱) دلو (۳۲) حوت (۳۳) کرہ نار (۳۴) کرہ آب (۳۵) کرہ ہوا (۳۶) کرہ خاک (۳۷) جماد (۳۸) نبات (۳۹) حیوان (۴۰) انسان راس دور یعنی دائرہ موجودات عقل مذکورہ میں اوّل جو عقل کل ہے۔ وہ عین آخر کہ انسان ہوئی یعنی حقیقت عقل جو بصورت انسان کامل تمام ظاہر ہوئی۔ مظہر اور ظاہر ایک ہو گئے۔ نقطہ اول آخر سے مل گیا۔ اور کمال و تمام نشانات انسان کامل واصل میں ظاہر ہوا۔ (کذافی شرح گلشن راز)

پس:

بے حد رمزاں دسدانی ڈھولن ماہی
میم دی اوٹ وچہ وسدانی ڈھولن ماہی

Marfat.com

کافی نمبر ۶۰

ڈھولا آدمی بن آیا

آپے آہو آپے چیتا آپے مارن دھایا
آپے صاحب آپے بردا آپے مول وکایا

ڈھولا آدمی بن آیا

کہوں ہاتھی تے اسوار ہویا کہوں ٹھوٹھا ڈانگ پھڑایا
کہوں راول جوگی بھوگی ہے ہوں سوانگی سانگ بنایا

ڈھولا آدمی بن آیا

بازی گر نے بازی لائی مینوں پتلی کر کے نچایا
میں اس پر تالی نچنا ہاں جس گت مت یار لکھایا

ڈھولا آدمی بن آیا

ہابیل قابیل آدم دے جائے آدم کس دا جایا
بلھا انہاں تو بھی اگے آیا دادا گود کھلایا

ڈھولا آدمی بن آیا

ڈھولا یعنی معشوق حقیقی آدمی بن آیا۔ یعنی آدمی کیا چیز ہے۔ بحکم اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی کا نور ہے۔ اور وہی آدمی بن کر آیا ہے۔

مغربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دلا گر دیدہ داری بیا بکشا بد یدارش
ز رر خسار پری رویاں بہ بیں خوبی رخسارش

Marfat.com

بہ بازار آمد آں دلبر ز خلوت خانۂ وحدت
تماشا را بہ بازار آید بیں بازی بازارش
تو گر دیدہ بدست آرے توانی یار را دیدن
گہے در گیسوت یارو گہے در سلک اغیارش

کہیں وہ نور ہرن بنا اور کہیں چیتا بنا۔ اور کہیں صیاد بن کر آپ ہی اس کو مارنے آیا۔ اور کہیں آپ ہی صاحب بنا۔ اور کہیں آپ ہی غلام بنا۔ اور آپ ہی مول بکا۔ وہ نور آپ ہی ہاتھی بنا۔ اور آپ ہی اس پر سوار ہوا۔ اور آپ ہی سونٹا اور لاٹھی بنا۔ اور آپ ہی اس کو پکڑ کر پھرایا اور وہ نور آپ ہی کہیں جوگی ہوا۔ اور آپ ہی بھوگی ہوا۔ کیا کھیل مچایا ہے۔ جہاں عقل اور فکر سب گم ہیں۔ اور کیا سانگ اس سوانگی نے بنایا ہے۔ جس کے سانگ ہم تم ہیں۔ حقیقت الامر یہ ہے کہ بازی گر نے کیا بازی کھیلی ہے کہ مجھ کو پتلا کر کے نچایا ہے۔ اور میں اس کی تالی پر ناچتا ہوں۔ جس نے مجھ کو وہ یار دکھایا ہے۔

اس کافی میں فنافی الافعال اور فنافی الصفات اور فنافی الذات تینوں منزلوں کو بتایا ہے۔ مثل کاٹھ کی پتلی اپنے تئیں سمجھنا۔ اور فعل کی اضافت اپنی ذات کی طرف کرنا قطعاً بھول جانا۔ اور دل سے ایسا مٹ جانا کہ اگر پھر تکلیف بھی کرے، تو یاد نہ آئے۔ اور جو افعال ان سے صادر ہو رہے ہیں۔ یعنی جو ناچ یہ ناچ رہے ہیں۔ اس کو اس بازی گر پتلی والے کا فعل سمجھنا جو نچا رہا ہے۔ فنافی الافعال ہے۔ اسی طرح صفات اور کل عالم کی جمیع اور صفات کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی صفات جاننا اور اس حال میں ایسا مستغرق ہو جانا کہ یہ وہم جو ہو رہا ہے۔ کہ ہم میں اور عالم میں جو صفات ہیں۔ وہ ہمارے ہیں۔ فنا ہو جائے۔ فنافی الصفات ہے۔ ایسی ہی اپنی

Marfat.com

ذات اور عالم کی ذات کو حضرت حق سبحانہ کی ذات اس طرح جاننا، کہ حضرت حق نے ہی مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کران صورتوں اور شکلوں میں ظہور کیا ہے۔ سب کچھ وہی ہے۔ غیر حقیقی اس کا موجود نہیں ہے۔ اور اس میں ایسا غرق ہونا۔ کہ یہ وہم جو ہورہا ہے کہ ہماری ذات اور عالم کی ذات ورائے ذات حضرت حق سبحانہ کی ہے۔ اور اس میں ایسا غرق ہونا۔ فنا ہوجائے۔ فنافی الذات ہے۔ ہر ایک شخص کو یہ مقامات صرف ایسا ہی خیال کرنے سے کہ سب افعال اسی کے ہیں۔ اور سب صفات اسی کے ہیں۔ اور اسی کی ذات کا نور ہے۔ یہ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلے اس سے جو وہم دل میں راسخ ہوتا ہے۔ کہ جو کچھ کرتے ہیں وہ ہم کرتے ہیں۔ اور جو صفتیں ہمارے میں ہیں۔ وہ ہماری ہیں۔ اور جو ذات ہماری ہے۔ وہ ورائے نور ذات حق کے ہے۔ صرف اس خیال سے وہ دور نہیں ہوتا۔ اور جڑ اس وہم کی دل سے نہیں کٹتی۔ اوّل تو ہم اس یقین کو کہ ہمارے فعل اور ہمارے صفات اور ہماری ذات اسی کے فعل اسی کے صفات اسی کی ذات میں ہیں۔ پاس نہیں آنے نہیں دیتا۔ احوال ظاہر جو برعکس اس کے ہورہا ہے۔ وہ اسی طرح کے شبہات اس میں ڈالتا ہے۔ اور اگر کسی سعید ازلی کو اس کا یقین بھی آجاتا ہے۔ تو وہ صرف خیال سے جمتا نہیں۔ وہ خیال مثل بجلی کے آتا ہے۔ اور چلا جاتا ہے۔ قیام اس کو نہیں ہوتا۔ ان اعمال کو جن سے یہ خیال جمے اور قائم ہو۔ اور وہم کی جڑ دل سے ایسی کٹ جائے۔ کہ پھر اگر تکلیف بھی کریں تو وہم پیدا نہ ہو۔ سلوک کہتے ہیں۔ سلوک فنافی الافعال اور فنافی الصفات کا کسی قدر آسان ہے۔ کہ اس کو اکثر اشخاص رات دن کی توجہ خاص سے حاصل کر لیتے ہیں۔ مگر فنافی الذات کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ مرشدوں نے اس کا اس طرح راہ بتایا ہے۔ (دیکھو رسالہ حضرت سید محمد کانپوری قدس سرہ اور

اشعۃ اللمعات اور سلسلۃ الذہب مولانا جامیؒ قدس سرہ) کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرو۔ اور اس میں جمال حق کا ہمیشہ دیکھتے رہو۔ اور اس کسب میں ایسے مقید ہو کہ ایک لحظہ اور لمحہ دل اور دیدہ سے یہ دور نہ ہووے۔ اور ہمیشہ اسی خیال میں رہے۔

بیت

اے خنک جانے کہ در ہر آئینہ
دید روئے یار خود در آئینہ

جب یہ خیال نہایت کو پہنچ جائے گا۔ تو کچھ چیزیں نمودار ہوں گی۔ اور لذتیں پائی جائیں گی۔ پھر اس سے ترقی کرے اور آگے بڑھ کر تمام عالم کو حق جانے جو ان شکلوں اور صورتوں میں ظاہر ہے۔ یہاں تک کہ آدمی کو یوں کہے:

ڈھولا آدمی بن آیا
آپے صاحب آپے بردا آپے مول وکایا

غرض غیریت حقیقی کا خیال نہ آنے دے اور کہے:

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

اے غیر ترا بسوئے تو سیرے نے
خالی از تو مسجدے نہ دیرے نے
دیدم ہمہ طالباں و مطلوباں را
آنجملہ توئی و درمیاں غیرے نے

Marfat.com

اور اس خیال میں ایسی مداوت اور مواظبت کرے کہ کوئی ساعت کوئی وقت اس خیال اور تصور سے خالی نہ ہو۔ اور اس بات میں بڑی سعی ایسی چیز ہے۔ کہ آدمی کو مقصود تک پہنچاتی ہے۔ اس تصور کے انتہا میں کچھ دیکھے گا۔ اور طرح طرح کی لذتیں پائیگا مگر اس بات کا خیال رہے کہ اس تصور میں احکام شریعت کو چھوڑے کہ وہ حفظ مراتب ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

پھر اس سے بھی ترقی کرے اور آگے چلے۔ اور اپنے تئیں بیچ میں سے اٹھالے۔ اور اپنے وجود وہمی کی نفی کرنے میں اور وجود حق کے اثبات میں کوشش کرے۔ یعنی آنکھیں بند کر کے ایسا تصور کرے کہ جس کو میں جانتا تھا۔ وہ میں نہیں ہوں۔ حق ہے کہ اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

از ہمہ عجز و نیستی مطلوب است
ہستی و تو ابعش زما مسلوب است
ایں اوست پدید آمدہ در صورت ما
ایں قدرت و فعل ازاں بما ملقوب است

ایضاً

کنا شیون ذاتك فی وحدت البطون
مرنا سوال حیث فقلیت فی الشیون

Marfat.com

مارا از ذات و فعل و صفت ہیچ بہرہ نیست
جز آنکہ تو بصورت ما آمدی بروں

شاہ نیاز احمد بریلوی

ہمہ ایں صفات و ذاتم کہ بعالم مشہود است
بخدا کہ اوست پیدا بلباس ماسوائے

اس تصور کی مداومت اور مواظبت یہاں تک کرے کہ اپنے تیئں بھول جائے۔اور اپنے تیئں تمام عالم کو حق دیکھے اور حق جانے۔جب یہ تصور غالب آئے گا۔ یہاں تک کہ اپنے تیئں بھول جائے۔ دیکھنے والا جس کو دیکھا گیا۔ ایک ہوجائے گا۔حجاب اُٹھ جائے گا۔وصول حاصل ہوجائیگا۔

بیت

کہ ہموں شاہد و ہموں مشہود
غیر اونیست در جہاں موجود

اے وہمی! کہ تو اس بات کو کہ ڈھولا آدمی بن آیا۔ یقین نہیں کرتا۔ اور اس کو خلاف ہدایت عقل اور خلاف قیاس بتاتا ہے۔اور کہتا ہے۔کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔

سوچ تو سہی کہ اگر اس کو مانا جائے۔کہ ہابیل و قابیل آدم کے جائے ہیں۔ پھر بتا کہ آدم کس کا جایا ہے۔یعنی اگر تو اپنے سے آدم تک سلسلہ قائم بھی کرے گا۔تو وہ سلسلہ آدم تک ختم ہوجائے گا۔اور آگے نہ جائیگا۔اس بات کے سننے سے کہ ڈھولا آدمی بن کر آیا ہے۔تجھ کو کیا تعجب ہوتا ہے۔میں ایک بات اس سے بھی زیادہ تعجب کی کہونگا کہ میں ہابیل اور قابیل اور آدم سے بھی پہلے ہوں۔اور میں نے دادا گود

Marfat.com

کھلایا ہے۔ یہ ایک بڑے اسرار کی بات ہے۔ ہر کندہ ناتراش غبی الذہن ناواقف زبان خاص صوفیہ کرام اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ کہ دادا کس طرح گود میں کھلایا ہے۔ اس کو یوں کہ دادا یہاں اصطلاح خاص ہے۔ اور دادا تیسرے درجے مافوق پر ہے۔ جو بمنزلہ داد ہے۔ اور اعیان ثانیہ بمنزلہ پوتے کے ہے اور عالم ظہور میں حضرت وجود کا احکام اور آثار ہر عین ثانیہ کا لباس اور پوشاک پہن کر ظاہر ہوتا ہے۔ تو عین ثانیہ گویا دادا کو گود کھلاتی ہے۔ پس اس بات کو جان لو کہ الفاظ باپ اور دادا اور ماں اور فرزند جو کہیں صوفیہ کے کلام میں آتے ہیں۔ ان سے مراد وہ باپ دادا اور ماں اور فرزند نہیں ہوتے ہیں۔ جو ہماری زبان میں باپ دادا اور ماں کہلاتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک خاص اصطلاح ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ان الفاظ کے معنی اصطلاح صوفیہ کرام کے لئے جاویں اور اپنی اصطلاح کے معنی سمجھ کر حیرت میں نہ پڑیں۔ ورنہ وہی حال ہوگا۔ جو درمیان بانکے ٹیڑھے خاں کا ہوا۔ اور جس نے نوکروں سے مار کھائی۔ کسی صوفی بزرگ نے ان الفاظ کی اصطلاح کو ایک شعر میں اس طرح فرمایا ہے:

بیت

(دیکھو شرح لمعات شیخ عبدالغنی شطاری رحمۃ اللہ علیہ)

وجود ہست پدر عین ثانیہ مادر
جہاں شناس چو فرزند و وانگاں اسماء

حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ولدت امی ابا ھا و ان زا من اعجبات
و انا شیخ کبیر فی حجور المرضعات

Marfat.com

یعنی میری ماں نے اپنے باپ کو جنا۔اور یہ بڑی ایک اچنبھے کی بات ہے اور میں ایک بوڑھا دائیوں کی گود میں ہوں۔ کسی نے یوں بھی اس کو کہا ہے کہ انا طفل صغیر فی حجور الرضعات کہ میں ایک چھوٹا سا بچہ دائیوں کی گود میں ہوں اس شعر میں باپ سے مراد وجوداور ماں سے مراد عین ثانیہ اور دائیوں سے مراد اسماء الٰہی ہے۔

مولانا روم قدس سرہ بھی اس میں فرماتے ہیں:

(دیکھو لطائف اشرفی جلد ثانی مطبوعہ صفحہ نمبر ۴۲)

ازاں مادر کہ من زادم وگر بارہ شدم جفتش

از انم گیر مے خوانند با مادر زنا کردم

اس کی تشریح اگر زیادہ دیکھنی ہو۔تو پوتھی لا الہ الا اللہ کی دوہری نمبر ۱۳۰ کی شرح کو پڑھئے۔ یہاں اسی پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ جب اولیاء کرام صوفیائے عظام عین ولایت سے دیکھ کر یہ فرماتے ہیں۔ کہ جو کچھ عالم شہادت اور غیب میں ہے۔ سب اسی کے نور کا ظہور ہے۔تو یقیناً اس کو جانو۔ کہ الفاظ ڈھولا اور رانجھا۔ جو زبان پنجابی میں اولیائے کرام کی کلام میں آتے ہیں۔ان سے مراد معشوق حقیقی کی ہوتی ہے۔اور یہ فرمانا سچ ہے کہ:

کافی نمبر ۶۱

رانجھا جوگیڑا بن آیا

ایس جوگی دے نین کٹورے بازاں وانگوں لیندے ڈورے

مکھ ڈٹھیاں دکھ جاون جھورے انہاں اکھیاں لعل ونجایا

Marfat.com

رانجھا جوگیڑا بن آیا

ایس جوگی دی ایہ نشانی　　کن وچہ منداں گل وچہ گانی
صورت ایس دی ہے لاثانی　　اس الفوں احد بنایا

رانجھا جوگیڑا بن آیا

رانجھا جوگی تے میں جوگیانی　　اس دی خاطر بھرساں پانی
اینویں پچھلی عمر وہائی　　اس ہن آن مینوں بھرمایا

رانجھا جوگیڑا بن آیا

بلھا شوہ دی ایہ اگت پائی　　پیت پرانی شور مچائی
ایہ گل کیونکر چھپے چھپائی　　نی تخت ہزاریوں آیا

رانجھا جوگیڑا بن آیا

رانجھا یعنی معشوق حقیقی جوگیڑا بن گیا۔ جیسے رانجھے نے اپنے آپ کو چھپایا تھا۔ اور ہیر کے پاس جوگی کا بھیس بدل کر آیا تھا۔ ویسا ہی حضرت الوجود عالم الاطلاق سے عالم تقلید میں بھیس بدل کر آیا ہے۔ جن کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ وہ اس بھیس میں ان کو نہیں پہچانتے۔ جوگی ہے۔ یعنی غیر اس کا جانتے ہیں۔ ہاں ہیر ہی اس کو پہچانتی ہے۔ کہ یہ جوگی نہیں رانجھا ہے۔ ایسے ہی عاشقان خدا عارفان حق پہچانتے ہیں۔ کہ ہر شے غیر حقیقی اس کی نہیں ہے۔ حضرت حق معشوق حقیقی ہے۔ جو ان صورتوں میں ظاہر ہوا ہے۔ اور جیسے ہیر کو اس جوگی کی صورت سے محبت ہوتی ہے۔ اور جیسے وہ جوگی اس کو پیارا لگتا ہے۔ ایسے یہ عارف کو ہر شے پیار لگتی ہے۔ یہاں تک کہ بالخصوص جوگی کی شان نہایت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے۔ کہتا ہے کہ:

Marfat.com

ایس جوگی دے نین کٹورے
بازاں دا نگر لیندے ڈورے
مکھ ڈٹھیاں دکھ جاون جھورے
ایہناں اکھیاں لعل ونجایا
رانجھا جوگیڑا بن آیا
ایس جوگی دی ایہ نشانی
کن وچہ مندراں گل وچہ گانی
صورت اس دی ہے لاثانی
اس الفوں احد بنایا
رانجھا جوگیڑا بن آیا
''رانجھا جوگی تے میں جوگیانی''

یہ رانجھا اگر جوگی ہے۔تو میں جوگن ہوں۔ یہ میرا عاشق ہے۔تو میں اس کی عاشق ہوں۔ آئندہ اس کے فرمان کی تابع رہوں گی۔ کہ اس کا پانی بھرا کرونگی۔ پچھلی عمر تو ہجر کی گزری۔ مگر الحمد للہ کہ اب اس نے مجھ کو بھرمایا ہے۔ اور اپنا دیوانہ بنایا ہے۔ اور اس بات کو میں نے جانا ہے کہ یہ پرانی پیت نے شور مچایا ہے۔ اور یہ بات اب چھپانے سے نہیں چھپتی۔ وہ تو تخت ہزارے سے یعنی عالم اطلاق سے آیا ہے۔ اور جوگیڑا بن آیا ہے۔

Marfat.com

کافی نمبر ۶۲

ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
کس بھیکھی بھیکھ ڈرایا ہے
جس نہ درد دی بات پائی
اس پریم نگر وچہ جھات پائی
او بھال ہوئے اوہ ڈب موئے
او کیونکر چندری جایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
مانند پلاس بنایوئی
میری صورت چا لکھایوئی
مکھ کالا کر دکھلایوئی
اس سیاہی رنگ لگایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
اک رب داناں خزانہ ہے
ٹھگ چوراں یاراں دانہ ہے
اس رحمت دا خصمانہ ہے
سنگ خوف رقیب بنایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے

Marfat.com

دوئی دور کرو کوئی شور نہیں
ایہ ترک ہندو کوئی ہور نہیں
سب سادھ لہو کوئی چور نہیں
ہر گھٹ وچہ آپ سمایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
اینویں قصے کاہنوں کرنائیں
تے اینویں گلستان بوستاں پڑھا نائیں
اینویں بے موجب کیوں لڑنائیں
کس الٹا بھید پڑھایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
شریعت ساڈی دائی ہے
طریقت ساڈی مائی ہے
اگوں حق حقیقت پائی ہے
تے معرفتوں کجھ پایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
کس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے
ہے ورلی بات بتاون دی
تسیں سمجھو دل تے لاون دی
کوئی گت وسواس پاون دی
ایہ کیوں بھیت بنایا ہے

Marfat.com

ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
کس بھیکھی بھیکھ وٹایا ہے
ایہ پڑھنا علم ضرور ہویا
پر دسناں نا منظور ہویا
جس دسیا سو منصور ہویا
ایس سولی پکڑ چڑھایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
مینوں کسب نہ فکر تمیز کیتا
دکھ تن عارف بازید کیتا
کر زہد کتاب مجید کیتا
کسے بے محنت نہیں پایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
اس دکھ تے کچرک بھاگیں گا
رہیں ستا کد توں جاگیں گا
پھر اٹھدا رون لاگیں گا
کسے غفلت مار سلایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
عین غین دی صورت اک ٹھرا
اک نقطے دا ہے فرق بڑا

Marfat.com

جد نقطہ دل تھیں دور کرا
پھر غین و عین جتایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے
جیہڑا من وچہ لگا دوارے
ایہ کون کہے من موا رے
عنایت سب تن ہوا رے
پھر بلھا نام دھرایا ہے
ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے

یعنی ذرا سوچ اور غور کر کہ کون چھپ آیا ہے۔ اور کس بھیکھی یعنی بہروپیہ نے بھیکھ وٹایا ہے۔ یعنی لباس بدلا ہے۔ اور روپ بنایا ہے۔ مگر عاشقوں اور درد مندوں کا سوچ اور فکر اس بات کو پہنچتا ہے۔ کہ اسی کا نور ہے جس کا یہ سب ظہور ہے۔ بے درد اور بے عشق کو یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ جس نادرد کی بات پائی۔ یعنی جس نے درد کی لذت نہیں پائی۔ اس پریم نگر نہ جھات بات پائی۔ یعنی اس کا شہر عشق میں گزر نہیں۔ بے درد اور بے عشق حقیقی کے کتنا ہی اس بات کے حاصل کرنے کیلئے دوڑ دوڑ کر مرے۔ اور ڈوبے۔ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ نہیں معلوم چندری نے ایسے کو کیونکر جنا تھا۔ پس اے درد مندان درد حقیقی۔ اے عاشقان معشوق تحقیقی دوئی کو دور کر۔ اور دوئی کو ہرگز نہ مانو! ھپر کوئی شور نہ رہے گا۔ اور جب دوئی کو دور کر دو گے۔ اور وجود کی وحدت کو مانو گے۔ تو پاؤ گے۔ کہ یہ ترک ہندو کوئی اور نہیں ہے۔ وہی اس کا نور ہے۔ جو ترک ہے۔ اور وہی اس کا نور ہے۔ جو ہندو

ہے۔ پس از روئے حقیقت سب کو ساد ھ کہو۔ چور کسی کو نہ کہو۔ ہر گھٹ میں وہی ایک سمار ہا ہے۔ اور اے عامی عقل اور وہم کے بہکانے سے اس امر میں طرح طرح کے قصے کس لئے بناتا ہے۔ اور ان قصہ ہائے بے معنی کی گلستان بوستان کو کیوں پڑھتا ہے۔ اور جو بات سمجھ میں نہ آوے اس پر ناحق لڑتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس نے الٹا وید پڑھا دیا ہے۔ ہست کو نیست اور نیست کو ہست بنا دیا ہے۔ اس بات کو سوچ کہ عالم میں کون چھپ کر آیا ہے۔ یہ علم حقیقت اور سبق محبت پڑھنا تو ضرور ہوا مگر اس معشوق حقیقی کو یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ اس کو ظاہر کیا جاوے۔ اور عوام کو اس کا پتہ دیا جاوے۔ جس نے زبان سے نکالا۔ وہی منصور رحمۃ اللہ علیہ ہوا۔ اور اس معشوق حقیقی نے اس کو سولی پر چڑھایا۔ وہ ایسا غیور ہے کہ یہ اس کو بالکل منظور نہیں ہے کہ اس راز کو کس طرح عام میں فاش کرتا ہے۔ وہ مثال منصور رحمۃ اللہ علیہ کے سولی پاتا ہے۔ تجھ کو چاہئے کہ عین اور غین کی صورت ایک ٹھہرا۔ یعنی عالم اور حق کو از روئے حقیقت کے ایک ہی جان! ہاں ان میں ایک نقطہ کا پھیر پڑا ہے۔ اور وہ نقطہ کیا ہے۔ تعیّن۔ جب وہ نقطہ دل سے دور کرا۔ یعنی تعیّن سے قطع نظر ہو گئے۔ اور حقیقت میں محو ہونے سے تعیّن آنکھوں کے سامنے اٹھ گیا۔ تو غین یعنی الم سے عین کو یعنی حق پایا۔ اور اس بات کو یقیناً جان لو کہ جس کے دل میں مرض لا دوا لگ گیا یعنی دوئی غیرت حقیقی کی اس کے عقیدے میں ایسی راسخ ہو گئی کہ کسی طرح وحدت وجود کو نہیں مانتا اور یہی کہتا ہے کہ عالم کی ہستی مستقل اور ہے۔ اور حق کی ہستی اور۔ اور پھر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ اس کا نفس مر گیا ہے۔ ہاں! ہم نے جو دوئی کو دور کرا۔ اور اس مرض سے صحت پائی۔ تو پایا کہ سر سے پاؤں تک شاہ عنایت قادری قدس سرہ معشوق حقیقی

Marfat.com

ہیں۔اور اس معشوق حقیقی نے اپنا نام بلھا رکھایا ہے۔اے رفیق! دیکھ تو سہی کہ کون چھپ کر آیا ہے۔

کافی نمبر۶۳

کون آیا پہن لباس کڑے
تسیں پچھو نال اخلاص کڑے
ہتھ کھونڈی موہندے کمبل کالا
اکھیاں دے وچہ دسے اجالا
چاک نہیں کوئی ہے متوالا
پچھو بٹھا کے پاس کڑے
کون آیا پہن لباس کڑے
تسیں پچھو نال اخلاص کڑے
چاکر چاک نہ اس نوں آکھوں
ایہ نہ خالی گھبروی گھاتوں
وچھڑیا ہویا پہلی راتوں
آیا کرن تلاش کڑے
کون آیا پہن لباس کڑے
تسیں پچھو نال اخلاص کڑے
نہ ایہ چاکر چاک کہیں دا
نہ اس ذرہ شوق نہیں دا

Marfat.com

نہ مشتاق ہے دودھ دہیں دا
نہ اس بھکھ پیاس کڑے
کون آیا پہن لباس کڑے
تسیں پچھو نال اخلاص کڑے
بلھا شوہ لک بیٹھا اوہلے
دسے بھیت نہ مکھ سے بولے
بابل در کھیڑیاں توں ٹولے
بر مانڈا مانڈے پاس کڑے
کون آیا پہن لباس کڑے
تسیں پچھو نال اخلاص کڑے

کافی نمبر ۶۴

میری بکل دیوچہ چور نی میری بکل دیوچہ چور نی
کہنوں کوک سناواں نی میری بکل دیوچہ چور نی
چوری چوری نکل گیا جگت وچہ پے گیا شور
میری بکل دیوچہ چور نی میری بکل دیوچہ چور نی
مسلمان سویاں تے ڈردے ہندو دوڑے گور
دونویں ایسے دے وچہ مردے ایہو دوہاندی کھور
میری بکل دیوچہ چور نی میری بکل دیوچہ چور نی
کتے رام داس کتے فتح محمد ﷺ ایہو قدیمی شور

Marfat.com

مٹ گیا دوہاں دا جھگڑا نکل پیا کجھ ہور
میری بکل دیوچہ چور نی میری بکل دیوچہ چور نی
عرش منور ملیاں بانگاں سنیاں تخت لہور
شاہ عنایت کنڈیاں پایاں لک چھپ کھچدا ڈور
میری بکل دیوچہ چور نی میری بکل دیوچہ چور نی

میری بکل میں چور ہے۔ میری بکل میں چور۔ اے رفیقو! کس کو پکار کر سناؤں؟ کہ میری بکل میں یعنی میری احکام آثار کے پردے میں چور یعنی معشوق حقیقی وجود اضافی ہے۔ چوری سے آیا اور چوری سے نکل گیا۔ اس چوری سے آنے جانے کا عالم میں شور پڑ رہا ہے۔ کہ نہ کسی کو اس کے آنے کی خبر ہوتی ہے۔ نہ جانے کی۔ کہیں اس کا نام رام داس ہے اور کہیں فتح محمد (ﷺ) ہے۔ مٹ گیا دوہاں دا جھگڑا۔ یعنی جب وہ دونوں اسم امر اعتباری فرضی مٹ گئے۔ اور محو ہو گئے تو نکل پڑا کوئی اور۔ یعنی وہ حقیقت ظاہر ہوئی جس کی طرف نہ نسبت رام داس کی کر سکتے ہیں۔ اور نہ فتح محمد (ﷺ) کی۔

کافی نمبر ۶۵

اک نقطہ یار پڑھایا ہے   اک نقطہ یار پڑھایا ہے
عین غین دی ہکا صورت   اک نقطے شور مچایا ہے
اک نقطہ یار پڑھایا ہے
سسی دا دل لٹن کارن   ہوت پنوں بن آیا ہے
اک نقطہ یار پڑھایا ہے

Marfat.com

بلھا شوہ دی ذات نہ کائی　　　　میں شوہ عنایت پایا ہے

اک نقطہ یار نے یعنی مرشد نے پڑھایا ہے کہ:

بجز او نیست در سرائے وجود　　　　بہ حقیقت دگر کسے موجود

عین اور غین اور عالم کی آرزوئے حقیقت کے ایک ہی ہستی جان۔ ہاں! ایک ہی نقطے یعنی تعیّن نے شور مچایا ہے۔ جو ایک کو دوسرے سے الگ اور متمیز کر دیا ہے۔ جب نقطہ دور کر دیا جائے۔ یعنی تعیّن سے قطع نظر کی جائے۔ تو پھر دونوں ایک ہیں۔ یعنی عالم ندارد ہوتا ہے۔ اور حق یعنی حضرت الوجود لاتعیّن ہی رہتا ہے۔ اس نقطہ کو جو کہ اصلی نقطہ ہے کہ ایک نور سب کی اصل ہے۔ یار یعنی مرشد نے پڑھایا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ جس طرح آدم کی اصل مٹی ہے۔ ایسے ہی ہر شے کی اصل نور ہستی حق ہے۔ فرض کرو کہ زمین و آسمان عرش اور فرش سب مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ اور وہ مٹی نور وجود حق ہے۔ تو کچھ شک نہیں ہے کہ:

کافی نمبر ٦٦

ماٹی کدم کریندی یار　　　　ماٹی کدم کریندی یار

ماٹی جوڑ ماٹی گھوڑا　　　　ماٹی کا اسوار

ماٹی ماٹی نوں دوڑادے　　　　ماٹی کا کھڑکارا

ماٹی کدم کریندی یار

ماٹی ماٹی نوں مارن لگی　　　　ماٹی دے ہتھیار

جس ماٹی پر بہتی ماٹی　　　　تس ماٹی ہنکار

ماٹی کدم کریندی یار

Marfat.com

ماٹی باغ باغیچہ ماٹی ماٹی دی گلزار
ماٹی ماٹی نوں ویکھن آئی ماٹی دی بہار
ماٹی کدم کریندی یار
ہس کھیڈ مڑ ماٹی ہوئی ماٹی پاؤں پسار
بلھا جاں ایہ بجھارت بجھی لاہ سروں بھوئیں مار
ماٹی کدم کریندی یار

یعنی سب کچھ مٹی کا بنا ہوا ہے۔ اور چونکہ مٹی نور وجود اور نور ہستی ہے تو سب کچھ اس کے نور کے بنے ہوئے ہیں۔ اور جب تو نے اس بجھارت اور پہیلی کو بوجھ لیا تو ہستی موہومی کو جو تیرے سر پر چڑھی ہوئی ہے۔ سر سے اتار کر زمین پر مارا اور یوں یہ کہہ کہ **اللہ ولا سواہٗ ۔ ولا موجود الا اللہ** دوسری مثال سن کہ:

کافی نمبر ۶۷

بنسی اچرج کا ہن بجائی
بنسی والیا چا کا رانجھا تیرا سرب نال ہے سانجھا
تیریاں موجاں ساڈا مانجھا ساڈی سرتیں آپ ملائی
بنسی اچرج کا ہن بجائی
بنسی والیا کا ہن کہاویں سب دا نیک انوپ سناویں
اکھیاں دیوچہ نظر نہ پاویں کیسی بکھڑی کھیل رچائی
بنسی اچرج کا ہن بجائی

Marfat.com

بنسی سب کوئی سنے سناوے ارتھ اس کا کوئی ورلا پاوے
جو کوئی انحد کی سر پاوے سو اس کا سودائی
بنسی اچرج کا ہن بجائی

سنیاں بنسی دیاں گھنگھوراں کوکاں تن من وانگوں موراں
ڈٹھیاں اس دیاں توڑاں جوڑاں اک سر دی سب کلا اٹھائی
بنسی اچرج کا ہن بجائی

اس بنسی دا لماں لیکھا جس نے ڈھونڈا اتس نے دیکھا
ساڈی اس بنسی دی ریکھا اس وجودوں صفت اٹھائی
بنسی اچرج کا ہن بجائی

بلھا پج پئے تکرار بوہے آن کھلوتے یار
رکھیں کلمہ نال بیوپار تیری حضرت بھرے گواہی
بنسی اچرج کا ہن بجائی

اس بنسی دے پنج ست تارے آپ اپنی سر بھر دے سارے
اک سر سب دیو چہ دم مارے ساڈی اس نے ہوش بھلائی
بنسی اچرج کا ہن بجائی

جیسے رانجھا اور ڈھولا پنجابی بولی میں معشوق حقیقی کو کہتے ہیں۔ ایسے ہی برج بولی میں کاہن معشوق حقیقی کا نام ہے۔ اور بنسی سے مراد یہاں نفس رحمانی کی پائی جاتی ہے۔ ایک راگ بجانے والے سے کہتا ہے کہ اے کاہن! تو نے عجب بنسی بجائی ہے۔ جس سے ہمارا ظہور ہے ہم جتنے راگ اور راگنیاں ہیں۔ تیرا سر سب کے ساتھ شامل ہے۔ پھر تو آنکھوں سے نظر نہیں آتا ہے۔ ایک ہی سر کی تو نے سب

Marfat.com

کلا اٹھائی ہے۔اس بنسی کے جو پانچ سات تار ہیں۔ وہ سب اپنے اپنے سر آپ ابھرتے ہیں۔اور باوجود اس کے پھر ایک سر سب میں دم مارتا ہے۔اس ایک سر نے ہماری ہوش بھلا دی ہے۔کہ اگر ظہور پر نظر کرتے ہیں۔تو ہر ایک تار اپنا اپنا سر الگ الگ بھر رہی ہے۔اور راگوں کو کہ یہ بھیروں ہے اور یہ مالکونس ہے اور یہ دیپک وغیرہ۔ چھ راگ اور چھتیس راگنیاں اور ان کے پتر اور ان کی داسیاں ہیں۔ الگ الگ پتہ دے رہے ہیں۔ اور حقیقت پر نظر کریں تو وہی ایک سر سب میں دم مارتا ہے۔اور اسی کا سب ظہور ہے۔ وہ سر از روئے حقیقت کے ان سروں اور راگوں اور راگنیوں اور ان کے پتر اور داسیوں کا جو بمنزلہ ایک عالم کے ہیں۔عین ہے۔اور از روئے اعتبار کے غیر اسی طرح نور ہستی حق باعتبار حقیقت کے سب کا عین ہے۔اور باعتبار اس کے ہر عین ثابت کیلئے نئے نئے آثار اور نئے نئے احکام ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے کہ غیر ہے۔پس اگر کوئی اس کو غیر حقیقی نہ جانے تو وہ حرماں میں ہے۔اور اگر غیر اعتباری نہ مانے تو گھاٹے میں ہے۔کلمہ طیبہ **لا الـه الا الله محـمـد رسول الله** ۔ دونوں خرابیوں سے نکالتا ہے۔تیسری مثال نمو:

کافی نمبر ۶۸

سب اکوروں کوائی دا   اک آپ سروپ وٹائی دا
روڑی تے جو گدو چارے   سوبھی واگی گائیں دا
سب اکوروں کوائی دا
اک آپ سروپ وٹائی دا
سب نگراں وچہ آپے وسے   ادھا مہر گرائیں دا

Marfat.com

سب اکوروں کوائی دا
اک آپ سروپ وٹائی دا
ہر جی میں ہر جی ہو کھیلے سدیا چائیں چائیں دا
سب اکوروں کوائی دا
اک آپ سروپ وٹائی دا
عشق مشک دی سار کی جانے کتا سور سرائیں دا
سب اکوروں کوائی دا
اک آپ سروپ وٹائی دا
سارے تسنوں ویکھ ہمیشہ ایہو ورشن سائیں دا
سب اکوروں کوائی دا
اک آپ سروپ وٹائی دا
باغ بہاراں جے توں لوڑیں چا کر تھیوی ارائیں دا
سب اکوروں کوائی دا
اک آپ سروپ وٹائی دا
بلھا شوہ دی ذات کی پچھیں شاکر ہو رضائیں دا
سب اکوروں کوائی دا
اک آپ سروپ وٹائی دا

یعنی جس قدر روئی کے کپڑے ہیں۔ جیسے پگڑی۔ انگرکھا۔ کرتہ۔ پاجامہ۔ یہ سب روئی کے ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ یعنی از روئے ظہور اور صورت کے وہ ایک

دوسرے کے غیر اعتباری ہیں۔ اِلا از روئے حقیقت کے ایک دوسرے کے عین ہیں کہ سوائے روئی ے اوران میں کچھ نہیں ہے۔ مگر اگر کھایوں کہے کہ میں روئی نہیں ہوں۔ پاجامہ کہے کہ میں روئی نہیں ہوں۔ تو وہ جھوٹے ہیں۔ پس اے پیارے معشوق حقیقی حضرت الوجود ہم نے تم کو پہچان لیا ہے۔

کافی نمبر ۶۹

کینویں لا مکانے وسدے ہو
تسیں ہو رنگ دیوچہ دسدے ہو

کن فیکون میں آپ کہا یا — میں باہجوں ہور کیہڑا آیا
عشقوں سب ظہور بنایا — عاشق ہو کے دسدے ہو

کینویں لا مکانے وسدے ہو
تسیں ہو رنگ دیوچہ دسدے ہو

پچھو آدم کس نے آندا ہے — کتھوں آیا ہے کتھے جاندا ہے
اوتھے کس دا تینوں لانجھا ہے — اوتھے کھادانہ اٹھ نسدے ہو

کینویں لا مکانے وسدے ہو
تسیں ہو رنگ دیوچہ دسدے ہو

آپ ستاویں آپے گانویں — تیری وحدت تویں بجھاویں
ہتھوں قول سرد دسنانویں — کتے جاہل ہو کے نسدے ہو

کینویں لا مکانے وسدے ہو
تسیں ہو رنگ دیوچہ دسدے ہو

تو ہیں ستاویں تو ہیں گانویں انا الحق کی تار ہلاویں
منصور سولی تے چا چڑھاویں اتے کول کھلو کے ہسدے ہو
کینوں لا مکانے وسدے ہو
تسیں ہو رنگ دیوچہ دسدے ہو
کتے رومی ہو کتے زنگی ہو کتے ٹوپی پوش فرنگی ہو
کتے مے خانے وچہ بھنگی ہو کتے مہر مہر رل وسدے ہو
کینوں لا مکانے وسدے ہو
تسیں ہو رنگ دیوچہ دسدے ہو
کتے ہو سکندر طرف نوشاباں ہور سول لیاویں کتاباں
یوسف ہو کے اندر خواباں زلیخا ول کھسدے ہو
کینوں لا مکانے وسدے ہو
تسیں ہو رنگ دیوچہ دسدے ہو
بلھا شوہ عنایت عارف ہے اوہا میرے دل دا وارث ہے
میں لوہا تے اوہ پارس ہے ملت اوسے دے سنگ گھسدے ہو
کینوں لا مکانے وسدے ہو
تسیں ہو رنگ دیوچہ دسدے ہو

لامکانی تم کس کو بتاتے ہو۔تم ہر رنگ میں بستے ہو۔یہاں تک کہ رومی اور زنگی بھی تم ہی ہو۔اور حبشی اور فرنگی بھی تم ہی ہو اور میخانہ میں بھنگی بھی تم ہی ہو۔اور علائق کے توڑنے والے کو بھی بنظر حقیقت دیکھو تو سب کچھ وہی ہے۔اور بھنگی کہنے سے کچھ بے ادبی اس کی ذات مقدس کی نہیں ہوتی۔کہ یہ حقیقت کا بیان ہے۔اور

Marfat.com

حقیقت نفس الامر اسی طرح ہے۔ جس طرح بیان کی جاتی ہے۔ وہ ناواقف اور نادان ہیں۔ جو اس لفظ سے کچھ بے ادبی حضرت حق کی سمجھتے ہیں۔ ہر چند کہ ایسے اسرار حقیقت کا عوام سے مخفی رکھنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے ظاہر کرنے میں خوف لغزش فہم عوام ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔

کافی نمبر ۷۰

منہ آئی بات نہ رہندی اے
جھوٹھ آکھاں تے کجھ بچدا اے
سچ آکھاں بھانبڑ مچدا اے
جی دوہاں گلاں توں بچدا اے
بچ بچ کے جیبھا کہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے
اک لازم بات ادب دی اے
سانوں بات معلوم سب دی اے
ہر ہر وچہ صورت رب دی اے
کہو ظاہر کہوں چھپ دی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے
جس پایا بھیت قلندر دا
راہ کھوجیا اپنے اندر دا
سکھ داسی ہے اس مندر دا

Marfat.com

جتھے چڑھدی ہے نہ لہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

ایتھے دنیا وچہ اندھیرا اے
ایتھے تلکن بازی وہڑا اے
اندر وڑ کے ویکھو کیہڑا اے
باہر خفقن پئی ڈھونڈیندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

ایتھ لیکھاں پاؤ پسارا ہے
اس دا وکھرا بھیت نیارا ہے
اک صورت دا چمکارا ہے
جیویں چنگ دارو وچہ پیندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

کتے نار ادا دکھلائی دا
کتے ہو رسول ﷺ ملائی دا
کتے عاشق بن بن آئی دا
کتے جان جدائی سہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

جدوں ظاہر ہوئے نور ہوریں
جل گئے پہاڑ کوہ طور ہوریں
تدوں دار چڑھے منصور ہوریں

Marfat.com

اوتھے شیخی مینڈھی نہ تینڈھی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے
جے ظاہر کراں اسرار تائیں
سب بھل جاون تکرار تائیں
پھر مارن بلھے یار تائیں
ایتھے مخفی گل سوہیندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے
اساں پڑھیا علم تحقیقی اے
اوتھے اِک حرف حقیقی اے
ہو جھگڑ سب ودھیکی اے
اینویں رولا پاپا بہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے
بلھا شوہ اساں تھیں وکھ نہیں
بن شوہ تھیں دوجا ککھ نہیں
پر دیکھن والی اکھ نہیں
تائیں جان پئی دکھ سہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

یعنی بات منہ پر آئی ہوئی نہیں رہتی۔ اور نکل جاتی ہے اور علی الخصوص جب کہ عشق کا زور اور وحشت کا شور ہے۔ تو پھر زبان بے قابو ہو جاتی ہے۔ منہ پر آئی ہوئی بات نہیں رہتی اور کیسے رہے۔ کہ اس کو مرتبہ قرب فرائض کا تیرا ہی دیا ہوا ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور تو ہی اس وقت میں متکلم اصلی ہے۔ جس کی خبر مخبر صادق ﷺ نے اس طرح دی ہے۔ وھو ینطق علٰی لسان عمر پھر اسے تو نے عجب کھیل بنایا'' کہ جھوٹھ آکھاں تے کجھ بچدا اے''۔ یعنی اگر عام نافہموں روبرو یہ بات کہہ دوں۔ کہ میں اور ہوں اور وہ اور ہے۔ میں بھی ورائے ہستی حق کے ایک ہستی مستقل رکھتا ہوں۔ تو شور اور شر فتنہ عوام سے بچتا ہوں۔ ''سچ آکھاں تے بھانبڑ مچدا اے''۔ یعنی اگر یہ بات کہہ دوں کہ جو کچھ ہے۔ اس کی ہستی کا ظہور ہے اور میں اپنی ذات سے عدم محض لاشے مطلق ہوں۔ تو بھانبڑ مچدا ہے۔ وہ اس سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے تئیں خدا کہتا ہے نعوذ باللہ منہا۔ اور اس سے شور و شر، فتنہ وفساد شریعت اور طریقت میں اٹھتا ہے۔ وہ اپنی نافہمی سے اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ جب میں اپنی ذات سے عدم محض اور لاشے مطلق ہوں۔ تو پھر خدا کیسے ہو سکتا ہوں۔ اور عدم محض اور انقلاب کس طرح وجود سے ہو سکتا ہے۔ کہ انقلاب ماہیت محال ہے۔ بڑی مشکل درپیش ہے کہ ''جی دوہاں گلاں توں بچدا ہے''۔ یعنی یہ بھی نہیں جانتا۔ کہ میں جھوٹ بولوں اور اپنی ہستی مستقل ورائے ہستی حق کے بتاؤں۔ اور حقیقت الامر کہ جو یہ ہے۔ ایک ہستی مطلق کا ظہور ہے۔ غیر اس کا عدم محض ہے۔ چھپاؤں اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ عوام میں شور و شر وفساد مچاؤں۔ مگر آخر سچ کے جیبھا کہندی ہے: منہ آئی بات نہ رہندی ہے۔ یعنی خواہ کچھ ہی ہو، سچ بولنا چاہئے۔ اور جو بات منہ پر آگئی ہے کہ:

بیت

ہستی تو بہ ہستی کہ بجز ذات تو نیست
ما نیست بذات خود ولے ہست تبو

Marfat.com

کہنا ہی پڑتا ہے۔ مگر ہاں ایک لازم بات ادب دی ہے یعنی از راہ ادب کے۔ گو کہ عشق کے ولولہ میں ادب مشکل ہے یہ بات ہے کہ کہو کہ ہر ہر و چہ صورت رب دی ہے۔ کس طرح صورت کہہ دینے سے پردہ رہ جاتا ہے۔ اور ایس عینیت حقیقی اور غیریت اعتباری قائم رہتی ہے۔ جیسے مرأت یعنی مرأت آئینہ اور صورت رائے میں ہوتی ہے۔ کہ صورت عین بھی ہے۔ اور غیر آئینہ بھی۔ اور گو کہ ہو بہو تمثیل اس کی نہیں ہے۔ کس لئے کہ خلق میں آئینہ اور شے ہے۔ اور دیکھنے والا اور۔ اور اس ذات مقدس کا آئینہ اس کی ذات اقدس کا تجلّی ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اس لئے مولانا جامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

گویند دل آئینہ و آئین عجب نیست
در روئے شاہدان خود بین عجب است
در آئینہ روئے شاہدان نیست عجب
خود شاہد و خود آئینہ ایں عجب است

مگر سمجھانے کیلئے کافی ہے کہ:

قطعہ شارع گلزار

آئینہ ساخت عالم و خود را بخود نمود
عکس جمال اوست نہاں و عیاں کہ ہست
چوں حسن از بنقشِ جہاں کردہ جلوہ
ظاہر نمود ایں ہمہ کون و مکاں کہ ہست

Marfat.com

رباعی جامی علیہ الرحمۃ

معشوقہ یکے است لیکہ بنہا دہ بہ پیش
از بہرہ نظارہ صد ہزار آئینہ پیش
در ہریک ازاں آئینہ ہا بنمود
بر قدر صنفالت و صفا صورت خویش

اور وہ صورت کیسی ہے کہ کہوں ظاہر کہوں چھپندی ہے یعنی وہ کہیں تو صورت ظاہر ہوتی ہے۔ اور کہیں چھپ جاتی ہے۔ یعنی جس کا آئینہ دل صیقل شدہ ہوتا ہے۔ اور زنگ خواہشات طبیعت اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اس آئینہ میں وہ ظاہر ہوتی ہے۔ اور جس کے دل کو زنگ خواہشات نفس کہا جاتا ہے۔ اس میں نظر نہیں آتی ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

ذات حق با ہمہ صفات بہم
جز وجوب د وجود و نعمت قدم
در حقائق بابسرہا ساویست
ودر مجازی جسم و جان چاریست
لیکہ زرہ دیے خود نکشائید
ہیچ جا جز بقدر استعداد

ہاں! ''جس پایا بھیت قلندر دا'' یعنی جس نے قلندر کی مستی کا بھید پایا اور صوفیائے کرام کی اصطلاح میں قلندر بندر نچانے والے کو نہیں کہتے ہیں۔ بلکہ اس کو کہتے ہیں۔ جو بعد ادائے فرائض اور سنت مؤکدہ کے ہر دم توجہ الی اللہ اعراض وعن

Marfat.com

ماسوائے اللہ کا عامل ہو۔یعنی جو ہر دم اللہ کی طرف توجہ رکھے اور ماسوائے سے منہ پھیرے رکھے۔اور ایسا کون ہوسکتا ہے سوائے عاشق کے کہ وہ سوائے معشوق کے اور کسی طرف نظر نہیں کرتا۔

صنمارا قلندر سزوار بمن نمائی
کہ در از دور دیدم راہ و رسم پارسائی

اور جو قلندر کے معنی بندر نچانے والے کے بھی لئے جاویں جو نفس کے بندر کو نچاتا ہے۔اور اس کو اپنے قابو میں کر رکھا ہو۔نہ یہ کہ بندر کے قابو میں وہ ہو۔پس جس نے یہ بھیت قلندر کا پایا۔اور اپنے اندر کا راہ کھوجیا۔یعنی اپنی حقیقت کو تلاش کیا اور وہم کو چھوڑا۔"وہ واسی ہے سکھ مندر دا" یعنی وہ سکھ مندر اور سرور مطلق کا باشی یعنی رہنے والا اور ساکن ہے۔کے ساتھ مندرجہ حقیقت مطلقہ وحدت ساذج ہے۔جہاں چڑی ہے نہ لہندی ہے۔یعنی نہ وہاں شرق ہے نہ غرب ہے۔کس لئے کہ دائرہ حقیقت مطلقہ میں یہ نسبتیں معدوم ہیں۔جب وہ ظاہر ہوا تو کوہ طور جل گیا۔اور منصور رحمۃ اللہ علیہ سولی پر چڑھ گیا۔وہاں میری اور تیری کیا شیخی چلتی ہے۔بروقت ظہور اس نور کے چپ رہیں۔اس حال میں کچھ شک نہیں ہے۔کہ" منہ آئی بات نہ رہندی اے" اگر میں ان اسرار کو جو مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ظاہر کردوں اور کشف و کرامات سے ان کو جو اُن کی استعداد رکھتے ہیں۔اس معشوق حقیقی نورٌ علیٰ نور کو دکھا دوں۔تو سب تکرار بھول جاویں۔اور یوں ہی کہیں کہ بلھا سچ کہتا ہے۔ہاں جو لوگ جنم کے اندھے ہوگئے ہیں۔اور جن میں کبھی استعداد اس نور حقیقی کے دیکھنے کی نہ ہو گی وہ بلھے یار کو مارنے آئیں گے۔پس تاوقتیکہ عقل ہے۔سرِ توحید کو مخفی طور سے اور پردے سے رکھنا ہی مناسب ہے۔البتہ جب شور عشق ہوتا ہے۔اور وحشت زور

Marfat.com

کرتی ہے تو ''منہ آئی بات نہ رہندی ہے''۔ ہم نے علم حقیقت اور معرفت کو علم الیقین سے پڑھتا ہے۔ اور اس میں حرف حقیقی اور لفظ تحقیقی وجود ہی تحقیق اور اصلی ہے۔ اور سب جھگڑا اور فضول ہے۔ کتنی ہی باتیں بتادیں۔ اور کتنا ہی شور مچادیں اور کسی کا وجود حقیقی ثابت نہیں رہتا۔

رُباعی جامی علیہ الرحمۃ

تاچند حدیث جسم و ابعاد و جہات
تا کے سخن معدن و حیوان و نبات
یک ذات فقط بود محقق نہ ذوات
ایں کثرت وہمی زشیون است صفات

پس:

منہ آئی بات نہ رہندی اے
بلھا شوہ تھیں دکھ نہیں
بن شوہ تھیں دوجا ککھ نہیں
پر ویکھن والی اکھ نہیں
تائیں جان پئی دکھ سہندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

یعنی اے بلھا! شوہ یعنی معشوق حقیقی ہمارا ہم سے جدا نہیں ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ ہماری ہستی مستقل اور بلکہ یہ بات ہے کہ ہماری ذات عدم مطلق اور اس کی ذات وجود مطلق ہے۔ اور جو کچھ ظہور میں ہے۔ اسی کے نور علم اور نور وجود کا ظہور ہے۔ جو

Marfat.com

نور علیٰ نور ہے۔ پس جو کچھ تیری نظر میں آئے۔ اس کو معشوق حقیقی کا جلوہ جان:

ہر چہ بنی یار ہست اغیار نیست
غیر او جز وہم و جز پندار نیست

مگر کیا کیا جاوے کہ اس کیلئے دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے خواہشات نفسانی میں گرفتار ہونے کے باعث چشم بصیرت میں موتیا بند ہو گیا ہے۔

بر جمال لیک ھو معکم جلوہ ہاست
لیک سرکس لائق دیدار نیست

اسی وجہ سے جان جدائی کا دکھ سہتی ہے۔ اور اس یار حقیقی سے جدا رہتی ہے۔ نہیں نہیں۔ تو اس سے جدا نہیں ہے اندھے ہونے کی وجہ سے اس کے جمال جہاں افروز کے دیدار سے محرومی ہے۔

طالب صادق کی ملاقات

عالم ظاہری سے اور اس کی کچھ گفتگو

ایک روز میاں طالبؔ صادق عشق حقیقی میں متوالے ہوئے اور جھومتے ہوئے انارکلی بازار میں جاتے تھے۔ کہ سامنے سے ان کے ایک لنگوٹئے یار۔ ہم مکتب جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور تھا۔ عالمانہ صورت بنائے ہوئے شملہ مقدار علم باندھے ہوئے عصاء ہاتھ میں لئے ہوئے آ نکلے۔ انہوں نے ان کو نہ پہچانا۔ پوچھا۔ تو کون ہے؟ طالب صادق نے جواب دیا:

کافی نمبر ۱ ۷

میں چوریڑیاں سچے صاحق دی سرکاروں
دھیان کی چھجلی گیان کا جھاڑو گیان کرود ھ نت جھاڑوں
میں چوڑیڑیاں سچے صاحب دی سرکاروں
میں چوڑیڑیاں سچے صاحب دی سرکاروں
قاضی جانے حاکم جانے فارغ خطی بیگاراں
دنے رات میں ایہو منگدی دور نہ کر درباروں
میں چوڑیڑیاں سچے صاحب دی سرکاروں
تدھ باجھوں میرا ہور نہ کوئی کینوں کہوں پکاروں
بلھا شوہ عنایت کر کے نجرا ملے سرکاروں

ایضاً دیگر کافی نمبر ۲ ۷

میں چوڑیڑیاں سچے صاحب دی سرکاروں
پیروں ننگی سروں جھنڈولی سنہیا آیا یاروں
تر مڑ انت کجھ بندا نہیں کی لیساں سنساروں
میں پکڑاں چھجلی تے حرص اڈاواں چھٹاں مالگزاروں
میں چوڑیڑیاں سچے صاحب دی سرکاروں
ہندو ترک نہ ہندے اسیں دو جرمے ترے جرمے

Marfat.com

حلال حرام پچھاتا ناہیں اسیں دوہاں تے نہیں بھرے
گوا پیر برکھا سانوں سبھاں جیہیاں سبنھاں توں سرداراں
میں چوڑیڑیاں سچے صاحب دی سرکاروں
گھنڈی منڈی دا بوہل بہایا بخرا لیا دیداروں
جھنڈ مکھ پیا توں لیا شرم رہے درباروں
بلھا شوہ دے ہو کے رہئے چھٹ گئے کار بیگاروں
میں چوڑیڑیاں سچے صاحب دی سرکاروں

کافی نمبر ۳۷

ہندو ناں نہیں مسلمان بہے ترنجن تج ابھمان
سنی ناں نہیں ہم شیعہ صلح کل کا مارگ لیا
بھکھے ناں نہیں ہم رجے
ننگے ناں نہیں ہم کجے
روندے ناں نہیں ہم ہسدے اجڑے ناں نہیں ہم وسدے
پاپی ناں سدھرمی ناں پاپ پن کی راہ نہ جاناں
بلھا شوہ جو ہر چت لاگے
ہندو ترک دو جن تیاگے

کیونکہ ذات میری عدم مطلق ہے۔ وہ صلاحیت ہندو یا مسلمان ہونے کی نہیں رکھتی۔ جیسے مولانا شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

چہ تدبیرے مسلماناں کہ من خود را نمید انم
نہ ترسا و یہودی ام نہ گبرم نے مسلمانم

مگر ہاں

کافی نمبر ۴۷

میNوں عشق ہلارے دیندا
منہ چڑھیا یار بلیندا

کی پچھدا ہیں ذات صفات تیری اوہو آدم والی ذات میری
نحن اقرب دا وچہ گھات میری وچہ رب دا سر جھلیندا

میںوں عشق ہلارے دیندا
منہ چڑھیا یار بلیندا

کتے شیعہ اے کتے سنی اے کتے جٹا دھاری کتے منی اے
میری سب سے فارغ کنی اے جو کہاں سو یار میںیندا اے

میںوں عشق ہلارے دیندا
منہ چڑھیا یار .. بلیندا

بلھا دوروں چل کے آیا جی اوہدی صورت نے بھرمایا جی
اوسے پاک جمال وکھایا جی اوہ ہک دم نال بھلیندا

میںوں عشق ہلارے دیندا
منہ چڑھیا یار بلیندا

اس گرفتار ظاہر نے سن کر کہا۔ کہ آپ وہ ہیں جو مکتب میں پڑھتے تھے۔ اور

Marfat.com

''الف'' سے آگے کچھ نہیں آتا تھا۔ اور کوٹیچر نام تھا۔ کہا ہاں!

کافی نمبر ۵۷

وے کوٹیچر میرا ناں
وے کوٹیچر میرا ناں

ملاں مینوں سبق پڑھایا الفوں اگے کجھ نہ آیا
اس دی جتیاں کھاناں
وے کوٹیچر میرا ناں

کویں کویں دو اکھیاں لایاں رل کے سیاں مارن آیاں
نی چھڈ دے گا بابل ماں
وے کوٹیچر میرا ناں

ساہورے سانوں وڑن نہ دیندے نانک دا دک گھروں کڈھیندے
میرا پیکے نہیوں تھاں
وے کوٹیچر میرا ناں

پڑھن سیتی سب مارن آہیں بن پڑھیاں ہن چھڈ دا ناہیں
نی میں مڑ کے کت ول جاں
وے کوٹیچر میرا ناں

بلھا شوہ کی لایا مینوں مت کجھ لگے اوہی تینوں
تد کریں گا توں نیاں
وے کوٹیچر میرا ناں

Marfat.com

یعنی میں وہی ہوں جس کا نام کوٹیچر ہے۔ اور الف سے آگے جس کو کچھ نہیں آیا۔ جب کچھ نہیں آیا۔ تو میں نے اور بہت مشقت اٹھا کر پیارے یار سے اکھیاں ملائیں۔ تو پھر ''سب سیاں'' میری یعنی سارے دوست اور سب رفیق مجھ کو مارنے آئے۔ اے یار! اس آنکھیں لگانے کا مزا مجھ سے کیا پوچھتا ہے؟ مجھ سے بچ ایسا نہ ہو۔ کہ یہ مرض تجھ کو بھی لگ جائے۔ اور خدا کرے کہ تجھ کو بھی یہ مرض لگ جائے۔ پھر تو انصاف کرے کہ اس اکھیاں لگانے کا اور یار کے عشق میں خراب اور خستہ حال پھرنے کا کیسا مزہ ہے؟ اور کیسی بہار ہے اے یار!

کافی نمبر ۶۷

عشق دی نویں نویں بہار

جاں میں سبق عشق دا پڑھیا مسجد کولوں جیوڑا ڈریا
ڈیرے جا ٹھاکر دے وڑیا جتھے وجدے ناد ہزار
عشق دی نویں نویں بہار

جاں میں رمز عشق دی پائی مینا طوطا مار گوائی
اندر باہر ہوئی صفائی جت ول دیکھاں یارو یار
عشق دی نویں نویں بہار

ہیر رانجھے دے میلے بھلی ہیر ڈھونڈیندی بیلے
رانجھا یار بکل وچہ کھیلے سدھ نہ رہیا سرت سنبھال
عشق دی نویں نویں بہار

بید قرآناں پڑھ پڑھ تھکے سجدے کردیاں گھس گئے متھے
نہ رب تیرتھ نہ رب مکے جس پایا تِس نور دیدار
عشق دی نویں نویں بہار

پھوک مصلّٰی تے بھن سٹ لوٹا نہ پھڑ تسبیح عاسا سوٹا
عاشق کہندے دے دے ہوکا ترک حلالوں کھا مردار
عشق دی نویں نویں بہار

عمر گوائی وچہ مسیتی اندر بھریا نال پلیتی
کدے نماز وحدت نہ نیتی ہن کی کرنائیں شور پکار
عشق دی نویں نویں بہار

عشق بھلایا سجدہ تیرا ہن کیویں اینویں پاویں جھیڑا
بلھا ہوندا چپ تیرا پر عشق کریندا مارو مار
عشق دی نویں نویں بہار

یعنی اے یار! جب میں نے سبق پڑھا۔ تو مسجد سے دل میرا اڈرا۔ مسجد سے مراد یہاں وہ مسجد نہیں ہے۔ جس کو عوام مسجد کہتے ہیں۔ بلکہ ہماری اصطلاح میں مسجد سے ہر شے مراد ہے۔ جو سجدہ گاہ دل ہے۔ مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سوے وجود آمدم خوش بسجود آمدم
بود سجود گاہ من کائنات تو

پس سرجا مقصود ماسوائے جس کی طرف دل ہے۔ اور میں جس میں سجدے اس مقصود کو کرتا ہے۔ مسجد سے اور وہ مقصود قبلہ ہے۔ اس سے دل میرا اڈرا۔ اور اس ماسوائے کو عشق نے جلایا۔ العشق نار یحرق ماسوی اللہ اور خانہ دل میں جو ہر مقصود

ماسوائے ایک ٹھاکر بنا کر بیٹھا تھا۔ اور دل ٹھاکر دوارہ ہو رہا تھا۔ اور جس میں ہزاروں ناداور سنکھ مقصودات ماسوائے اللہ کے بجتے تھے۔ جا گھسا۔ اوراس کی صفائی میں مشغول ہوا۔ کسی کا شعر ہے:

بہ بیں کرامت بت خانہ مرا اے شیخ
کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد

اور جب میں نے عشق کی رمز پائی تو مینا اور طوطے کو مار ڈالا۔ مینا سے مراد یہاں نفس اور طوطے سے مراد شیطان ہے۔ یہ دونوں ملے رہتے ہیں۔ جیسے کسی مینا اور طوطے کی کہانی ہے۔ کہ کسی جا مینا اور طوطے پلے ہوئے تھے۔ اور سرراہ پنجرے ان کے لٹکے رہتے تھے۔ کوئی راہرو اس طرف نکلتا تھا۔ تو مینا کہتی تھی کہ میاں مسافر ادھر آنا جب وہ پاس آتا تو اس سے پیسہ مانگتی۔ طوطا کہتا تھا۔ کہ حرام زادی! تو پیسہ کیا کرے گی؟ پھر مسافر سے کہتا کہ میاں پیسہ دے کر دیکھو۔ یہ کیا کرے گی۔ جب وہ مسافر مینا کو پیسہ دیتا تو طوطا اس سے کہتا۔ دھر گولگ میں۔ اسی طرح نفس اور شیطان کا حال ہے۔ نفس کسی اپنے سے کام کی خواہش کرتا ہے۔ شیطان پاس سے اس کام کے کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جس کو وسوسہ کہتے ہیں۔ جب ان دونوں کو مار دیا:

اندر باہر ہوئی صفائی جتول ویکھاں یارویار

پھر تو ہیر اور رانجھے کے میلے ہو گئے۔ اور معلوم ہوا کہ ہیر بھولی ہوئی رانجھے کو ڈھونڈھتی پھرتی تھی۔ رانجھا تو بغل میں کھیلتا تھا۔ جب وہ ظاہر ہو گیا۔ تو اس کے جمال باکمال کے جلوے سے کچھ سرت اور ہوش نہ رہی۔ اپنا آپ سب بھول گئی۔

اور

Marfat.com

رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی
سدونی مینوں دھیدو رانجا ہیر نہ آکھو کوئی

اے یار! وہ لوگ جو ظاہر میں اپنے آپ کو سنوارے رکھتے ہیں۔ وہ اپنی خرابی ہائے باطن کو دور نہیں کرتے۔ وہ طلب خدا میں وید اور قرآن شریف پڑھ پڑھ کر تھک گئے۔ اور سجدے کرتے کرتے ماتھے ان کے گھس گئے۔ مگر خدا نہ ملا کیونکہ سمت معین کی طرف ڈھونڈتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ رب نہ کسی تیرتھ میں ہے۔ اور نہ مکے میں۔ جس نے اس کو پایا ہے۔ مرشد کے نور سے پایا ہے۔ اے پیارے یار! اس ظاہری مصلّٰی کو پھونک دے۔ اور عصاء توڑ ڈال۔ اور بناوٹ کی تسبیح کو ہاتھ میں نہ پکڑ۔ سن! جو عاشق ہیں۔ وہ پکار کر یہ کہتے ہیں۔ اور تصوف کی ساری کتابوں میں یہ بات بڑی تاکید سے لکھی ہے۔ کہا گر تو باطن کی صفائی چاہتا ہے۔ تو حلال کو ترک کر۔ یعنی کھانے پینے وغیرہ کو حد ضرورت میں کام میں لا۔ یعنی عزیمت پر عمل کر۔ اور فضول اور ضرورت سے زیادہ جو حلال ہے۔ جسے ضرورت سے زیادہ کھانا۔ پینا۔ پہننا وغیرہ باقتضائے حظ نفس ہے۔ اس کو رک کر یعنی رخصت سے بچ۔ اور مردار یعنی غم اور غصہ کو کھا۔ پھر دیکھ کہ عشق کی کیا کیا نئی بہاریں ہیں۔ اے یار! ان بہاروں کا کیا بیان ہو۔ جب شورش عشق ہوتی ہے۔ تو ہم اپنے معشوق اپنے جانی سے کہتے ہیں:

عشق بھلایا سجدہ تیرا
ہن کیوں پاویں اینویں جھیڑا

بلھا ہوندا چپ تیرا پر عشق کریندا مار و مار
عشق دی نویں نویں بہار

اے یار! میرا کیا حال پوچھتا ہے؟

کافی نمبر ۷۷

الفؔ اللہ نال رتا دل میرا ب دی خبر نہ کائی
ب پڑھ دیاں مینوں سمجھ نہ آوے لذت اول دی پائی
عین تے غین نوں سمجھ نہ جاناں گل الف سمجھائی
بلھا شاہ قول الف دے پورے جیہڑے دل وچہ رکھن صفائی

اے یار! الف اور ب کے اصلی معنی وہ الف اور ب نہیں ہیں۔ جو مکتب میں ملاں لوگ پڑھاتے ہیں۔ یہی سبب تھا۔ جو مجھ کو ب نہیں آتی تھی۔ اور میں یوں کہتا تھا۔

ملاں مینوں مار دا ای
ملاں مینوں مار دا ای
ملاں مینوں سبق پڑھایا الفوں اگے کجھ نہ آیا
اوہ توب ہی ب پکار دا ای
ملاں مینوں مار دا ای

اور مجھ کو افسوس یہ تھا۔ کہ کوئی میرا مطلب نہیں سمجھتا تھا۔ اے یار! اس بات کو جان۔ کہ عاشقان اللہ کی اصطلاح میں الف اللہ کو کہتے ہیں۔ اور ب عالم کو کیا اچھا

فرمایا ہے۔میر حسن حسینی قدس سرہ نے ؎

در حساب ابجد یک ب دو
دور ابجد عشق اوّل و بے تو

یایوں سمجھو! کہ ''الف'' ذات حق کو کہتے ہیں۔اور ''ب'' ذات عالم کو ذات حق مطلق موجود ہے۔اور ذات علم عدم مطلق اس باب میں مولانا جامی کی تقریر میں۔ (دیکھو شرح رباعیات)

رباعی

در عیاں حرف در صورت مختلفند
لیکن ہمہ در ذات الف موتلفند
ازروئے تعین ہمہ باہم غیر اند
در روئے حقیقت ہمہ عین افند

واضح ہو کہ الف دو طرح کا ہوتا ہے۔ایک کو لفظی الف کہتے ہیں۔دوسرے کو خطی الف۔الف لفظی وہ صورت ممتد اور مطلق ہے جو کسی مخرج خاص سے صدور ہونے یا نہ ہونے کے مقید نہ ہو۔اور لفظی خطی وہ امتداد خطی ہے۔جو اشکال مختلفہ فیہ کے کسی شکل میں مقید ہونے یا نہ ہونے کے مقید نہ ہو۔پس الف لفظی حقیقت حروف لفظیہ کے ہے۔جو مخارج مخصوصہ پر گزرنے کی وجہ سے کیفیات مختلف سے مقید ہوگیا ہے۔اور اسامی مختلفہ کثیرہ سے مسمّٰی ہوا ہے۔الف خطی حقیقت حروف رقمیہ کے ہے۔جو اشکال مختلفہ میں متشکل اور نامہائے بسیار میں نامزد ہوا ہے۔اور ان

Marfat.com

دونوں تقدیروں میں الف وجود مطلق کی مماثلت پر دال ہے۔ جو موجودات مقید کی اصل ہے۔ اور جس میں کوئی قید نہیں ہے۔ مگر ظہور اس کا بدوں ضمن وجود مقید کے نہیں ہوسکتا۔ اور حقیقت مقید بانصمام ایک قید کے ہے۔ اور مقیدات باعتبار خصوصیات قیود کے مغائز ایک دوسرے کے ہیں۔ اور اعتبار حقیقت مطلقہ کے عین ایک دوسرے کے ہیں۔ پس حقیقت جمیع اجزاء وجود کی ایک وجود احد ہے۔ جو صورت تعینات موجودات میں چھپنے کی وجہ سے ایسا ظاہر ہوا ہے۔ اور ان کے تنوعات کے ملا۔ بس زمین میں ظہور کرنے کی وجہ ایسا محتجب ہوگیا ہے۔ جیسے کہ ظہور الفؔ کا حروف میں اور چھپنا اس کا ان کی کیفیات اور اشکال میں ہے۔ انتہٰی کلام مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ۔

اس سے ظاہر ہوگیا ہے۔ کہ الفؔ سیدھے خط کو نہیں کہتے ہیں۔ جو تختی پر سب سے پہلے لکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ کو ایک متداد خطی ہے۔ الا ایک شکل میں مقید ہے۔ اور نیز الف اس آواز کو نہیں کہتے۔ جو الفؔ الف زبر آ۔ بے زبر الف باتے زبر الف تا کی تختی میں آوار دیتا ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسا ہے۔ جیسا کہ راگوں میں اصلی سر اور لے ہوتی ہے۔ جس سے ہر راگ اور راگنی بنتے ہیں۔ جو ان راگ اور راگنیوں کی خاص سروں اور لئیوں ئی سے مطلق ہے۔ یعنی جو ان سب سروں اور لئیوں کی جان ہے۔ کیا اچھا فرمایا ہے۔ حضرت عزیز الدین کاستی قدس سرہ نے فرمایا۔

Marfat.com

رباعی

(دیکھونفحات صفحہ ۳۱۴)

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است
تعلیم کن گرت بدیں دسترس است
گفتم لالف گفت دگر گفتم ہیچ
درخانہ اگر کس است یک حرف زبس است

پس اے میرے یار!

کافی نمبر ۷۸

اک الف پڑھو چھٹکارا اے!

اس الفوں دوتن چار ہوئے پھر لاکھ کروڑ ہزار ہوئے
پھر اوتھوں بے شمار ہوئے ہک الف دا نکتہ نیارا اے

اک الف پڑھو چھٹکارا اے!

کیوں پڑھناایں گڈ کتاباں دی سر چائی آپنڈ عذاباں دی
ہن ہویا شکل جلاداں دی اگے پینڈا مشکل بھارا اے

اک الف پڑھو چھٹکارا اے!

ہن حافظ حفظ قرآن کریں پڑھ پڑھ کے صاف زبان کریں
پھر نعمت وچہ دھیان کریں من پھر دا جیوں ہرکارا اے

اک الف پڑھو چھٹکارا اے!

Marfat.com

بلھا بی بوہڑ دا بویا سی اوہ برچھ وڈا چا ہویا سی
جد برچھ اوہ فانی ہویا سی پھر رہ گیا بی اکارہ اے
اک الف پڑھو چھٹکارا اے!

یعنی ایک الف کے پڑھنے سے چھٹکارا ہے۔کون سا الف؟ جو وجود مطلق ہے۔نہ وہ الف جو تختی پر سب حرفوں سے پہلے لکھا جاتا ہے، کہ وہ مقید ہوتا ہے۔نیز الف کا ایک عدد ہے اس ایک سے دو۔تین۔چار بلکہ ہزاروں۔لاکھوں۔کروڑوں اور بے شمار ہو گئے ہیں۔بلکہ دو اور تین اور چار اور ہزار اور لاکھ اور کروڑ میں وہی ایک ہے۔دوسرا کوئی نہیں ہے۔کس لئے کہ دو ایک کے چار بار ہونے کو اور تین ایک کے تین بار ہونے اور چار ایک کے چار بار ہونے کو کہتے ہیں۔یہ بیان اس طرح سمجھ میں آسکتا ہے۔فرض کیجئے کہ ایک شخص ناخواندہ ہے۔اس نے دو روپے کسی کو دیئے۔دیوار پر اس نے دو لکیریں اس طرح کرلیں۔(II) پھر تین روپے دیئے تو تین لکیریں اس طرح کرلیں (III) پھر چار روپے دیئے۔تو چار لکیریں اس طرح کرلیں۔(IIII) دیکھو! ان سب میں ایک ہی عدد ہے۔کسی نے اس کا اختصار اس کو بتایا۔کہا دو کے عدد کو شکل ۲ میں اور تین کے عدد کو شکل ۳ میں اور چار کے عدد کو شکل ۴ میں بناؤ۔دیکھو! یہ ہندسہ بھی اپنی شکل میں ایک ہی ہے۔

رباعی

صاحب ترجمہ عوارف دیکھو صفحات ۳۱۴

کثرت چوں نیک درنگری وحدت است
مار اشکے نماند دریں گر تر اشکے است

Marfat.com

در ہر عد و زروئے حقیقت بنگری
در صورتش نہ بینی دور مادہٗ یکے است

رباعی

(دیکھو تذکرہ غوثیہ صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ اوّل)
آثار تعینات چوں یافت یکے
کثرت ہمہ وحدت است بے شبہ شکے
چوں نکتۂ عصفر شد نہاں از رقمت
بنگر کہ دہ و صد و ہزار است یکے

رباعی جامی

در مذہب اہل کشف و اربابِ خرد
ساریست احد در ہمہ افراد عدد
زیرا کہ عدد گرچہ برون است ز حد
ہم صورتش و ہم مادہٗ است احد

رباعی ایضاً

تحصیل وجود ہر عدد از احد است
تفصیل مراتب احد از عدد است
عارف کہ زفیض روح قدسش مدد است
ربط حق و خلقش ایں چنیں معتقد است

Marfat.com

اور باوجود اس بات کے کہ احد سے یعنی الفؔ سے یہ سب ظہور کرت اعداد کا ہوا ہے۔ پھر الفؔ کا نکتہ نیارا ہے یعنی اس کا مرتبہ ذات اور کنہ لاتعین ہے اور سب خیالات اور وہم اور فکر سے باہر ہے

کافی نمبر ۷۹

اک نکتے دی گل مکدی اے

پھڑ نکتہ چھوڑ حساباں نوں — کر دور کفر دیاں باتاں نوں
لا دوزخ گور عذاباں نوں — کر صاف دے دیاں خواباں نوں
گل ایسے گھر وچہ ڈھکدی اے
اک نکتے وچہ گل مکدی اے

اینویں متھا زمین گھسائی دا — لما پا محراب وکھائی دا
پڑھ کلمہ لوک ہسائی دا — دل اندر سمجھ نہ لیائی دا
کدی بات سچی بھی لکدی اے
اک نکتے وچہ گل مکدی اے

کئی حاجی بن بن آئے جی — گل نیلے جامے پائے جی
حج ویچ ٹکے لے کھائے جی — بھلا ایہہ گل کیویں بھائے جی
کوئی بات سچی بھی لکدی اے
اک نکتے وچہ گل مکدی اے

اک جنگل بحریں جاندے نی — اک دانہ روزی کھاندے نی
بے سمجھ وجود تھکاندے نی — گھر آون ہو کے ماندے نی

Marfat.com

اینویں چلیاں وچہ جند سکدی اے
اک نکتے وچہ گل مکدی اے

پھر مرشد عبد خدائی ہو   وچہ مستی بے پروائی ہو
بے خواہش بے نوائی ہو   وچہ دل دے خوب صفائی ہو

بلھا بات سچی کدوں رکدی اے
اک نکتے دی گل مکدی اے

ایک نقطے میں بات ختم ہو جاتی ہے یعنی ایک نکتہ میں عارض خیال جہاں آراء معشوق حقیقی سے حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اور تجلیات اس کے ہونے لگتے ہیں۔ وہ نکتہ کون سا ہے یہ ہے بیت:

کہ جزوِ او نیست در سرائے وجود
بہ حقیقت دگر کسے موجود

اور وہ یہ نکتہ ہے جس کی خبر خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ نے دی ہے۔ کہ مصرعہ:

تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

دوہڑا

مک گیاں گل مکدی ناہیں جچر دلوں نہ آ مکائیے
گنگا گیاں گل مکدی ناہیں بھانویں سو سو غوطے کھائیے
گیا گیاں گل مکدی ناہیں بھانویں کتنے پنڈ بھرآئیے
بلھا شاہ گل مکدی تاہیں جد میں نوں کھڑیاں لوٹائیے

حضرت جامی علیہ الرحمۃ لواح میں فرماتے ہیں۔ الٰہی عشا وہ غفلت کا ہماری

Marfat.com

بصیرت کے بصر سے اٹھادے۔اور ہر چیز کو جیسی کہ وہ ہے۔ہم جو دکھادے۔نیستی کو صورت ہستی میں ہم پر جلوہ گر نہ کراور جمال ہستی پر نیستی کا پردہ نہ رکھ۔ان صور خیالی کو آئینہ اپنی تجلیات کے جمال کا کرنا۔علت حجاب اور دوری کا۔اوران حجاب وہمی کو سرمایہ دانائی اور بینائی ہماری کا بنانا آکہٗ جہالت کوری کا مخروطی ومہجوری ہماری لفظ ہم ہی سے ہے۔ہم کو ہمارے ساتھ نہ چھوڑ۔اور ہم کو وہم سے رہائی عطاء کر کے اپنے ساتھ آشنائی مرحمت فرما۔انتہٰی واضح ہو کہ تلفظ اس کو کہتے ہیں جو قابل اشارہ حسی تو ہومگر کسی طرح قسمت پذیر نہ ہو۔یعنی وجود نہ رکھتا ہو۔پس قابل ایک وجود وہمی رکھتا ہے۔وجود حقیقی نہیں رکھتا۔

بیت

نکتہ پر جب منکشف ہو خط کا حال
جانے اپنے جسم کو وہم و خیال

جیسے نکتہ کی ہستی موہمی ہے۔ایسے ہی ہر شے کی ہستی موہومی ہے۔ہستی حقیقی حضرت معشوق حقیقی کی ہے۔اور بس پس اس کو ظہور تجلیات حضرت الوجود سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے۔کہ ہماری ہستی مثل نقطہ کے موہومی ہے۔اور حضرت المعشوق حقیقی کی ہستی حقیقی ہے۔ہستی حقیقی کی اضافت اپنی طرف کرنا بڑا جھوٹ بڑا ظلم ہے۔''تو اک نقطے وچہ گل مکدی اے''یعنی بات ختم ہو جاتی ہے۔یا یوں کہو کہ اسی ایک نقطے پر سلوک ختم ہو جاتا ہے:

یعلم اللہ دو قدم راہ راست و بیروں از دو نیست
یک قدم بر خود زدو مگر قدم در کوئے دوست

Marfat.com

یا یوں سمجھو کہ حساب میں نقطہ کو صفر کہتے ہیں۔ جو عدم کے معنی رکھتا ہے۔ ایسے ہی ہم اپنی ذات سے صفر یعنی عدم ہیں۔ اس نقطۂ عدم کو اچھی طرح پکڑ لینا چاہئے۔ اور اپنا وجود شمار کر کے حساب کو چھوڑ دینا چاہئے۔ کہ طریقت میں ایک باب کفر کہلاتا ہے۔ اور دوزخ اور گور مہجوری کو سر سے اتار اور دل کے خوابوں کو صاف کر۔ یعنی دل کی خوابیں جواب حکم اضغاث احلام کا رکھتی ہیں۔ ان کو رویائے صادقہ بنا۔ اور اس بات کو خوب جان لے۔ کہ اپنے تئیں نقطہ نہ جان کر اور کوئی ہندسہ حساب وجود کا سمجھ کر سجدے کرنا اور زمین پر ماتھا گھسانا یا محرابوں میں سر کے بل پڑنا۔ کسی کام کا نہیں ہے۔ کس لئے کہ عقیدہ اور افعال شرک فی الوجود گواہی دے رہے ہیں۔ شرک خفی کو ظاہر کر رہے ہیں۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس کی خبر دیتا ہے۔ کہ **وما یومن اکثرھم الا وھم مشرکون** ۔ (دیکھو تمہیدات عین القضات ہمدانی) پھر ان سجدوں اور محرابوں میں لمبے پڑنے کو کون پوچھتا ہے جب تک شرک فی الوجود قائم ہے۔ مسرت کی کوئی عبادت قابل قبول نہیں۔ ایسے لوگوں کا کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللہ** بھی منہ سے پڑھنا اور دل میں اس کے معنی **لا موجود الا اللہ** کے سمجھ نہ رکھنا لوگوں کو ہنسانا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فرمایا ہے۔ **نوبۃ الناس من الذنوب و نوبتی من القول لا الٰہ الا اللہ** وہ ایسے ہی لوگوں کے کلمہ پڑھنے کے باب میں فرمایا ہے۔ جو اپنی ہستی کو ورائے ہستی پر حق کے ایک ہستی مستقل سمجھتے ہیں۔ اور شک فی الوجود میں غرق ہیں اور پھر کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ جس کے اصلی معنی یہ ہیں۔ کہ **لا موجود الا اللہ** چونکہ مشرک ہو کر کلمہ طیبہ زبان سے پڑھنا گو دائرہ اسلام میں لے آتا ہے۔ مگر نور ایمان پیدا نہیں کرتا۔ اور یہ بات سچی ہے کہ بدوں شرک فی الوجود کئے دل میں نور پیدا نہیں ہوتا نہ حقیقت چھپتی

Marfat.com

ہے۔ کیونکہ وہ نقل کلمہ ہوگا اور اصلی کلمہ سے نور اس کے دل میں پیدا ہوگا۔ اور اس سے زمین سے آسمان تک سب کچھ نظر آئے گا۔ اور ہر شخص اپنے حال کو دیکھ لے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ پس جب تک شرک فی الوجود قائم ہے۔ کلمہ اور نماز اور روزہ اور حج کچھ نور پیدا نہیں کرتے۔

دوہڑا

بلھے نوں لوک متیں دیندے بلھا توں جا بہہ مسیتی
وچہ مسیتاں دے کی کجھ ہوندا جو دلوں نماز نہ نیتی
باہروں پاک کیتے کی ہوندا جے اندروں نہ گئی پلیتی
بن مرشد کامل بلھیا تیری اینویں گئی عبادت کیتی

اس لئے ایسی نماز اور کلمہ کے باب میں کہتے ہیں۔

بھٹھ نمازاں تے چکڑ روزے کلمہ تے پھر گئی سیاہی
بلھا شوہ اندروں ملیا بھلیّ پھرے لوکائی

اور کچھ میں ہی یہ بات نہیں کہتا۔ بلکہ پہلے سب لوگ بھی یہی بات کہتے گئے ہیں۔

قطعہ

(دیکھو لطائف اشرفی مطبوعہ جلد ثانی صفحہ ۱۸۶)

تو درون نماز دل بیرون ۔۔۔ گشت ہائے مے کند بہ مہمانی
ایں چنیں حالت پریشاں را ۔۔۔ شرم ناید نماز مے خوانی

Marfat.com

رباعی

(دیکھو اخبار الاخیار صفحہ ۱۲۰)

فسق است و فجور کار ہر روزۂ ما — پر شد ز حرام کاسہ و کوزۂ ما
ے خند روز گار میگر ید عمر — بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما

حضرت ابو سعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حدیث تفکر ساعة خیر من عبادة سنة کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اپنی نیستی میں ایک ساعت اندیشہ اور فکر کرنا اس ایک برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ جس میں اپنی ہستی کا خیال رہا ہو۔ بعد اس کے یہ پڑھا۔ (دیکھو صفحہ ۹۴ نفحات الانس)

رباعی

تاروئے ترا بدیدم اے شمع طراز
نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز
چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز

یعنی اے شمع افروز جہاں! جب سے تیرا رخ پر نور دیکھا ہے۔ کوئی کام روزہ اور نماز کا مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

انحد دا جا وجے سوہانہ — مطرب سگھڑا تاں ترانہ
نماز روزہ بھل گیا دوگانہ — مدھ پیالہ دین کلال نی
گھڑیالی دیہو نکال نی
ہن پی گھر آیا لال نی

Marfat.com

یعنی جب تیرے ساتھ ہوتا ہوں خیال ہستی موہومی قطع ہو جاتا ہے۔ ہستی حقیقی تیری جلوہ گر ہوتی ہے۔ تو مجاز کے سب کام میرے نماز ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ نماز کہتے ہیں۔ التوجه الی الله کو اس حال میں التوجه الی الله میں غرق ہوتا ہے۔ اور اپنی اصطلاح میں اس کو طریقت کی نماز کہتا ہوں۔ اور جب بغیر تیرے ہوتا ہوں یعنی میں اپنی ایک ہستی مستقل ورائے ہستی کے تیرے سمجھتا ہوں تو اس حال میں میری نماز ایک مجاز ہے۔ ایسے ہی حال میں کلمہ طیبہ پڑھنا بھی ایک مجاز ہے۔ جب خیال ہستی موہومی دل سے کلیۃً قطع ہو جاتا ہے۔ تب آدمی مسلمان اصلی ہوتا ہے۔ اس۔ سے پہلے مسلمان مجازی ہے۔ اور مجاز کے سب کام کرتا ہے۔ مگر چونکہ وہ گرفتار مجاز ہے۔ مجاز کے سب کام کرنے اس کو ضرور ہیں۔ ان کو چھوڑنا خرابی ہے۔ مگر ہاں اپنے حال پر کرتے رہنا چاہئے۔ اور حقیقی مسلمان ہونے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اس افسوس میں حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گر مسلمانی است کہ واعظ دارد
آہ گرز پے امروز شود فردائے

یہ بات سن کر وہ عالم ظاہری مکتبی یار بہت چونکا۔ اور کہا کہ میں نے چودہ علم پڑھے۔ بہت سے عالموں کی صحبت میں رہا۔ یہ باتیں جو تو کہتا ہے۔ کہیں نہیں سنیں۔ طالب صادق نے کہا۔ کہ اے یار! العلم الحجاب الاکبر۔

کافی نمبر ۸۰

علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

Marfat.com

علم نہ آوے وچہ شمار　　اکو الف تیرے درکار
جاندی عمر نہیں اعتبار　　علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ علم لگاویں ڈھیر　　قرآن کتاباں چار چوفیر
گھر دے چانن وچہ انھیر　　باجھوں رھبر خبر نہ سار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

پڑھ شیخ مشائخ ہویا　　بھر بھر پیٹ نیندر بھر سویا
جاندی وار نین بھر رویا　　ڈبا وچہ اورار نہ پار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ علم ہویا بورانا　　بے علماں نوں لٹ لٹ کھانا
ایہ کی کیتا یار بہانہ　　کریں ناہیں کدے انکار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ نفل نماز گزاریں　　اُچیاں بانگاں چانگاں ماریں
منبر چڑھ کے وعظ پکاریں　　تینوں کیتا حرص خوار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

Marfat.com

پڑھ پڑھ ملاں ہوئے قاضی　　　　اللہ علموں باہجوں راضی
ہووے حرص دنوں دن تازی　　　　نفع نیت وچہ گزار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ مسئلے روز سناویں　　　　کھانا شک شبہ دا کھاویں
دسیں ہور تے ہور کماویں　　　　اندر کھوٹ باہر سچیار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

پڑھ پڑھ کے علم نجوم پیارے　　　　گن دا رہیاسیں برج ستارے
پڑھے عزیمتاں منتر جھاڑے　　　　ابجد گنے تعویذ شمار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

علموں پئے قضیے ہور　　　　اکھیں والے انھے کور
پھڑے سعد تے چھڈے چور　　　　دوہیں جہانیں ہویا خوار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

علموں پئے ہزاراں پھستے　　　　راہی اٹک رہے وچہ رستے
ماریا ہجر ہویا دل خستے　　　　پیا وچھوڑے دا سر بھار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

Marfat.com

علموں میاں جی کہاویں تنبا چک چک منڈی جاویں
دھیلا لے کے چھری چلاویں نال قصاباں بہت پیار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار
بہتا علم عزازیل نے پڑھیا جھگا جھاہا اس دا سڑیا
گل وچہ طوق لعنت دا پڑیا آخر گیا اوہ بازی ہار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار
جد میں سبق عشق دا پڑھیا دریا ویکھ وحدت دا وڑیا
گھمن گھیرے دے وچہ اڑیا شاہ عنایت کیتا پار
علموں بس کریں او یار
علموں بس کریں او یار

اے یار! اپنے حال کو دیکھ کہ اس علم ظاہری سے تجھ کو کیا حاصل ہوا۔ ہر دم تو استغفار پڑھتا ہے۔ اور توبہ کرتا ہے۔ اور پھر وہی کام کرتا ہے جس سے توبہ کی تھی۔

کافی نمبر ۱۸

نت پڑھنائیں استغفار
کیسی توبہ ہے او یار
ساویں دے کے لئی سوائی ودھیاں دی توں بازی لائی
ایہہ مسلمانی کتھوں آئی ایہہ تیرے کردار

نت پڑھنائیں استغفار
کیسی توبہ ہے او یار

جتھے نہ جاناوتھے جائیں مال پرایا منہ دھر کھائیں
کوڑ کتاباں سر تے چائیں ایہہ تیرا اعتبار

نت پڑھنائیں استغفار
کیسی توبہ ہے او یار

ظالم ظلموں ناہیں ڈردے اپنی عملیں آپے مردے
مونہوں توبہ دلوں نہ کردے اتھے اوتھے ہون خوار

نت پڑھنائیں استغفار
کیسی توبہ ہے او یار

بلھا شوہ دی سنو حکایت ہادی پھڑیاں ہوئی ہدایت
میرا سائیں شاہ عنایت اوہو لنگھاوے پار

نت پڑھنائیں استغفار
کیسی توبہ ہے او یار

یہ سن کر علم ظاہر نے کہا۔ کہ اے عالم مستاں! تو نے علم کی ایسی مذمت کی ہے۔ حالانکہ اخبار میں وارد ہوا ہے۔ ''اطلب العلم و لو کان باالصین'' نیز شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کہ ۔ علم نتواں خدارا شناخت

پھر علم سے بس کیونکر کی جائے۔ اس کے جواب میں طالب صادق نے کہا۔ یہ سچ ہے کہ اطلبو العلم و لو کان با الصین اور ''بے علم نتواں خدارا شناخت''

Marfat.com

مگر سوال یہ ہے۔ کہ علم کس کو کہتے ہیں؟ یہ نہایت نازک مسئلہ ہے۔ میں اس کو بتانا چاہتا ہوں۔ مگر

کافی نمبر۸۲

میں پا پڑھیاں توں نساں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نساں ہاں
کوئی منصف ہو نروارے تاں میں دساں ہاں
میں پاپڑھیاں توں نساں ہاں
عالم فاضل میرے بھائی پا پڑھیاں میری عقل گنوائی
عشق دے ہلارے تاں میں دساں ہاں
میں پا پڑھیاں توں نساں ہاں

"پا پڑھے ہوئے یعنی جو عامی ہیں۔ اور کتاب عالم کا صرف ایک حواس اور عقل عزیزی کا انہوں نے پڑھا ہے۔ کشف اور الہام اور عشق کے تین پاؤ سے ان کو حصہ نہیں پہنچا۔ اور یہ تین پاؤ کتاب عالم کا انہوں نے نہیں پڑھا۔ ان سے بھاگتا ہوں اور اس نازک اور حقیقی بات کو ان کو سنانا نہیں چاہتا۔ کہ شاید انکی موٹی سمجھ میں یہ بات حقیقی نہ آئے۔ اور مضحکہ اڑائیں۔ ان سے ایسی نازک باتیں کہنا لا حاصل اور دور بھاگنا ہی بہتر ہے۔ مگر ہاں! ان میں جو منصف مزاج ہو۔ اور عشق کو ہلارے یعنی ابھارے۔ جس سے ہر بات کے حقیقی اور اصلی معنی سمجھ میں آویں۔ اس کو یہ بتاتا ہوں کہ محققوں کی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ یہاں سے مراد علم توحید ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ (دیکھو سلسلۃ الذہب صفحہ۲۹۱)

Marfat.com

که جز او نیست درسرائے وجود
بحقیقت دگر کسے موجود

اس کو ہم اپنی اصطلاح میں علم الف کہتے ہیں۔ کہ اس علم کو جو حواس ظاہر اور تجربہ اور قیاس سے تو نہیں معلوم ہوتا۔ اگر چین میں ملے تو چین میں جا کر حاصل کرنا چاہئے۔ کیونکہ بدوں علم توحید کے خدا کو نہیں پہچان سکتے۔ یہاں علم کے معنی جاننے کے نہیں ہیں۔ نہ گلستان نہ بوستان۔ انوار سہیلی۔ بدر چاچ کے پڑھنے کے ہیں۔ جس کو عوام پڑھے سمجھ رہے ہوں۔ کیونکہ یہ تو اکثر اشخاص کو حواس اور تجربہ اور قیاس سے بلا طلب بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ پھر جاننا چاہئے کہ علم یا تو متعلق بجہان ہے۔ یا متعلق بخدا ہے۔ جہاں کا علم ہونے کو جہاندانی کہتے ہیں۔ اور خدا کا علم ہونے کو خدادانی کہتے ہیں۔ جہان دانی میں کسی شے کی کیفیت یا حال جاننا ضرور علم ہے اور خدادانی میں وہ علم علم نہیں ہوسکتا۔ کس لئے کہ علم کی حقیقت احاطہ کرنا کس شے کا ہے۔ اور وہ احاطہ سے باہر ہے۔ اس کی کوئی کیفیت اور کوئی ایسا حال ایسا نہیں ہے۔ جس کا احاطہ حواس یا تجربہ اور قیاس کر سکیں۔ پس خدادانی میں علم نہ جاننے کو کہتے ہیں۔ جیسے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(دیکھو سلسلۃ الذہب مطبوعہ صفحہ ۱۴۹)

زآں کہ در عالم خدادانی
جہل علم است و علم نادانی

اور چونکہ اس وقت گفتگو خدادانی میں ہے۔ نہ جہان دانی میں اس لئے علم کے معنی جہل کے جاننے چاہئیں۔ نہ وہ جو جہاندانی میں ہیں۔ اگر وہ معنی علم کیلئے جائیں۔ تو العلم حجاب الاکبر ہوگا۔ اور چونکہ بندہ کو حق کی معرفت کا ہونا اور

اس کا پہچاننا ضرور ہے۔تو اس منزلِ خدادانی میں مقصد اعلیٰ اور مراد اقصیٰ ہے۔اپنا اور جہاں کا جہل ہونا ایک علم ہے۔جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔العجز عن درك عن ادراك ادراك یعنی درک ادراک کا عجز ادراک ہے۔پس

علموں بس کریں او یار
کِلو الف تیرے درکار

پس اس عالم ظاہر نے کہا۔کہ اچھا! یہ تو مانا کہ درک ادراک کا عجز ایک ادراک ہے۔مگر یہ جو وجود کی وحدت بیان کی جاتی ہے۔یہ بالکل خلاف ہدایت عقل اور خلاف شرح محمدی ﷺ ہے۔ہاں اس عقل کے خلاف ہے۔جس کو آپ شرعِ محمدیؐ سمجھ رہے ہیں اور اس شرع کے خلاف ہے۔جس کو آپ شرع محمدی ﷺ سمجھ رہے ہیں۔اور فی الحقیقت نہ وہ عقل ہے۔نہ وہ شرع محمدی ﷺ ہے۔عالم ظاہر نے کہا۔کہ یہ کیا کہا۔کیا ہماری عقل کوئی اور ہے۔اور شرع کوئی اور؟ طالب صادق نے کہا۔ہاں! جس کو آپ عقل سمجھ رہے ہیں۔اور جس کا سارا دارومدار استدلال پر ہے۔بدوں استدلال کے وہ نہیں مانتی۔اور طرح طرح کی تاویلیں کرتی ہے۔اور واہمہ اور متخیلہ ہے عقل نہیں کیونکہ:

پائے استدلالیاں چوبین بود
پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

یعنی عقل استدلال ایسی ہے۔جیسے لکڑی کا پاؤں۔اور عقل کلی ایسی ہے۔جیسے اصلی پاؤں۔اگر کسی کا اصل پاؤں کٹ گیا ہو۔اور اس کی جگہ وہ لکڑی کا پاؤں بنوالے۔تو یہ ضرور ہے کہ لکڑی کے پاؤں سے وہ آہستہ آہستہ چل سکتا ہے۔الا دوڑنا

Marfat.com

کودنا۔ زور کرنا اس سے نہیں ہوسکتا۔ جیسے اصلی پاؤں سے ہوتا ہے۔ پس لکڑی کا پاؤں وہ قدر و قیمت نہیں رکھتا۔ جو اصلی پاؤں رکھتا ہے۔ بلکہ بمقابلہ اصلی پاؤں کے کچھ بھی نہیں۔ اور اصلی پاؤں کے سامنے اسے پاؤں کہنا ہی خطا ہے۔ ہاں! ظاہر بین جب اس پر جراب چڑھے دیکھتا ہے تو اس کو پاؤں کہتا ہے۔ ورنہ حقیقت میں وہ لکڑی ہے۔ اور اس سے جو کوئی حرکت ظاہری بھی ہوتی ہے۔ وہ اس کی اپنی ذاتی نہیں ہے قوت جسمانی کی حرکت ہے۔

پس عقل تمام وہ ہے۔ جو اپنی اور عالم کی ذات کو عدم محض اور حق کی ذات کو وجود مطلق ہستی صرف سمجھے۔ عقل ناقص جو اشیاء کو ظاہر میں متعدد دیکھ کر حکم ان کے غیر حقیقی ہونے کا کرتی ہے۔ اور ان کی حقیقت کی وحدت کو تسلیم نہیں کرتی۔ اور واحد کا کثیر میں ظہور کرنا محال جانتی ہے۔ یہ سراسر اس کی خطا ہے۔ حالانکہ زید اور بکر۔ خالد اور عمرو کو بھی ظاہر میں متعدد دیکھتی ہے۔ اور ان کی حقیقت انسانیہ کی وحدت کا حکم کرتی ہے۔ جو ماہیت واحدہ ہے۔ اور جس کو کلی طبعی کہتے ہیں۔ یعنی زید کو بھی انسان کہتی ہے۔ بکر کو بھی انسان کہتی ہے۔ خالد کو بھی انسان کہتی ہے۔ اور عمرو کو بھی انسان کہتی ہے۔ جب ان کی وحدت کو مانتی ہے۔ تو حضرت الوجود کی وحدت کو کیوں نہیں مانتی۔ پھر دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ شرح محمدی ﷺ کس کو کہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ وہ شرح محمدی ﷺ ہے۔ اور کسی کو کتاب اور سنت کہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کے معنی ہم تک کیونکر آئے ہیں جواب یہ ہے کہ دو گروہ گواہوں کے اس کو بیان کر رہے ہیں۔ ایک ایسا گروہ ہے کہ ان سے کچھ کرامات انسانی ظاہر نہیں ہوتی ہیں۔ اور جو صرف علم ظاہر جانتے ہیں۔ اور ایک ایسا گروہ ہے۔ جس سے کرامت انسانی ظاہر ہوتی ہے۔

Marfat.com

اور جو علم ظاہراور باطن دونوں جانتے ہیں۔ اورایک جہان نے ان کی بزرگی اور صادق القول ہونے کا یہاں تک اقرار کیا ہے کہ ان کو ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ بس کچھ شک نہیں کہ جو معنی اللہ کی کلام کے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ ہیں۔ وہ اولیاء اللہ بیان کرے گا۔ وہ شرح محمدی ﷺ ہوگی۔ جو نہ صرف علم ظاہر جاننے والا اپنی سمجھ کے موافق بتائے۔ اب سب سے پہلا کلمہ **لا الـه الا الله** کے معنی سنیے پہلا گروہ اولیائے کرام کا یہ فرماتا ہے کہ اس کے معنی وہی ہیں۔ جو متبادر ہیں۔ یعنی فوراً ذہن میں بلا تاویل کے آتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں جو مولانا جامی قدس سرہ فرماتے ہیں: (دیکھو سلسلۃ الذہب صفحہ ۴۴ مطبوعہ نول کشور طبع اوّل)

قال بعض کبراء العارفین قدس سرہ معنی لا الٰه الا الله لیس شیء مما یدعٰی الٰھا غیر الله (یعنی جس کسی شے کو الٰہ کہتے ہیں۔ وہ غیر حقیقی اللہ کا نہیں ہے)

معنی لا الٰہ الا اللہ
آں بود پیش عارف گاہ
کانچہ خوانند مشرکانِ خدا
گرچہ باشد ز فرط جہل وعمٰی
ہر دو ہستند فی الحقیقت یکی
نیست قطعاً دریں دقیقہ شکے
درمیاں نیست از کمالِ وفاق
فارقے جز تقید و اطلاق

Marfat.com

یعنی معنی لا الٰہ الا اللہ کے عارف آگاہ کے نزدیک یہ ہیں کہ مشرکان جس کو خدا سمجھتے ہیں۔ ماوریٰ اگرچہ وہ فرط جہل اور عمی سے اس کو ایسا کہتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ حق ہی ہیں۔ جو عین ہستی مطلق ہے۔ اور دونوں فی الحقیقت ایک ہی ہیں۔ اور اس بات کے صحیح اور درست ہونے میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ ان دونوں کے درمیان فرق صرف اور اطلاق کا ہے۔ اور کچھ نہیں ہے۔

دوسرا گروہ علماء ظاہری کا یہ کہتا ہے۔ کہ کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللہ** تین لفظ ہیں۔ الٰہ کے معنی حق ہیں۔ جس کی عبادت کی شرع نے اجازت دی ہو۔ پس کلمہ طیبہ کے یہ معنی ہیں۔ کہ کوئی الٰہ حق سوائے اللہ کے نہیں ہے۔ ان معنی کو پہلا گروہ گواہان کا یعنی اولیاء اللہ کا کئی وجہ سے غلط بتاتا ہے۔ ایک تو یہ کہ یہ تاویل بعید محض ہے۔ عبارت اس پر دلالت نہیں کرتی اور چونکہ یہ کلمہ خطاب ماوّل میں کفار سے کہا گیا۔ تو نہیں ہوسکتا کہ نبی بدعہ خطاب میں کلام اوّل فرمائے۔ دوسری اس کلمہ طیّبہ کو سن کر کفّار نے جو کہا۔ اس سے یقیناً یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس کے وہی معنی ہیں۔ جو عرفاً کاملین اولیاء اللہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سرور کائنات دو عالم فخر بنی آدم ﷺ نے یہ کلمہ ابوجہل وغیرہ کفار کو بتایا اور سنایا تو اس کے وہ معنی سمجھ کر جو گروہ اول گواہان کا کہتا ہے۔ انہوں نے تعجب کیا اور کہا۔ **اجعل الا لهه الها واحد ان هذا بشیء عجاب** ۔ یعنی محمد ﷺ نے الٰہ کثیرہ یعنی بہت سے خداؤں کو الٰہ واحد یعنی ایک اللہ بنا دیا۔ اور یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ اور بعضے کافروں نے نہایت تعجب سے کہا۔ **ما سمعنا بهذا الملة الاخرة** کہ جو بات ہم نے اور ملتوں میں کبھی نہیں سنی۔ اب غور کیجئے کہ تعجب جو پیدا ہوتا ہے۔ وہ ان معنوں سے پیدا ہوتا ہے۔ جو اس کے متبادر یعنی فوراً ذہن میں آنے والے بلا تاویل ہیں۔ جس کو اولیاء اللہ عرفاً

Marfat.com

وکاملاً فرمارہے ہیں۔ نہ ان میں ماوّل سے جوگروہ دوئم گواہان کا کررہا ہے۔ کیونکہ اگراس کے معنی وہ یہ سمجھے۔ کہ الٰہ حق اللہ ہے۔ نہ الٰہ باطل تو یہ تعجب کی بات نہ تھی۔ کس لئے اس سے الٰہ کثیرہ کا الٰہ واحد ہونا لازم نہیں آتا ہے۔ اور وہ یوں فرماتے ہیں کہ:

اجعل الالھۃ الٰہ واحداً۔ تیسرے مخاطبان اہل زبان تھے۔ جوکچھ انہوں نے اس کے معنی سمجھے۔ وہ صحیح ہیں۔ کیونکہ حضرت سید عالم فخر بنی آدم ﷺ نے اس کے اس فہم سے انکار نہیں کیا۔ اورنہیں فرمایا کہ مراد اس کلمہ کی الٰہ حق سے ہے۔ چوتھے الٰہ معبود کو سمجھتے ہیں۔ اور معبود لغت میں اس کو کہتے ہیں۔ جس کے سامنے دوسراموجود متذلل نہ ہو۔ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ ہر وجود بحسب حقیقت عین اللہ ہے۔ پس ہرالٰہ میں معبود درحقیقت اللہ ہی ہے۔ جواس میں ظاہر ہے۔ گوکہ عابداز راہ حماقت اس کو نہ جانے۔ پانچویں قیامت کے دن کفار اپنے بتوں اور دوسرے معبودوں کی نسبت کہیں گے کہ ہم ان کو پوجتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے۔ پس بتوں کا یہ قول کہ ہم کو نہیں پوجتے تھے۔ اسی وقت ثابت آسکتا ہے جبکہ الٰہ کے وہ معنی لئے جائیں۔ جواوپر بیان ہوئے ہیں۔ کہ ہر موجود بحسب حقیقت عین اللہ ہے۔ اور لفظ ہم سے مراد بتوں کی حقیقت مطلقہ اپنی سی ہے۔ جوسب میں ساری ہے۔ اور جس ایک حقیقت کا سب کچھ ظہور ہے۔ نہ اپنے تعین خاص سے کس لئے کہ اگرتعین خاص سے مراد ہو۔ تو پھر قول بتوں کا ثابت نہیں رہتا۔ کیونکہ اس میں کچھ نہیں کہ کفاران بتوں کی عبادت تعینات خاص کے لحاظ سے کرتے تھے۔

چھٹے حضرت نوح اور شعیب اور صالح اور ہود علیہم السلام بھی یہی فرماتے تھے۔

Marfat.com

کہ اے لوگو! اس کی عبادت کرو۔ جو ہر مظہر میں ظاہر ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں یہ خبر دیتا ہے۔ کہ یہ رسل اپنی قوموں کو اسی طرح فرماتے تھے کہ:

اعبد اللہ مالکم من الہ غیرہ ۔ یعنی اللہ کی عبادت کرو۔ اور کوئی الٰہ تمہارا غیر اس کا نہیں ہے۔ یعنی ہر الٰہ جس کی الوہیت کا تم گمان کرتے ہو۔ وہ عین اللہ ہے۔ اور ہر مجلّٰی اور تعین میں فی الحقیقت وہی معبود ہے۔ پس ان تعینات کو چھوڑو! اور خاص مظہر کی عبادت کو ترک کر کے اس کی عبادت کرو۔ جو ان متعینات اور مظاہر میں ظاہر ہے۔ اور وہ کون ہے۔ اللہ ہے۔ یہ آیت شریف دلالت قطعی اس بات کی کرتی ہے۔ کہ کوئی الٰہ اللہ کا غیر نہیں ہے۔ اور اس عبارت صریح میں تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔ پس یقیناً ثابت ہو گیا کہ ظہور حق واحد کا تعینات ہے اور مظاہر کثیرہ میں عین شریعت ہے۔ اور ہرگز مخالف شریعت نہیں ہے۔ مگر ہاں بعض علماء ظواہر کی تاویلات اور رایوں (جمع رائے) کا مخالف ہے۔ جو وہ کتاب اور سنت میں کرتے ہیں۔ اور اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ شریعت نہیں ہے۔ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے فرمایا:

علمنا هذا مقيد بالكتاب السنة ۔ کہ علم میں ہمارا یعنی قوم صوفیاء کرام قدس اسرارہم کا جو کشف سے حاصل ہوتا ہے۔ مقید بہ کتاب اور سنت ہے۔ اور کتاب اور سنت موید اس کی ہے۔ (دیکھو رسالہ ملا عبد العلی بن نظام الدین)

دوسرا کلمہ وحدہ لاشریک لہ اس کلمہ شریف کے معنی بھی ہر دو گروہوں کے صاحبان کے الگ الگ بتا رہے ہیں۔ پہلا گروہ اولیاء اللہ عرفا کاملین کا یہ فرماتا ہے۔ کہ جس کو اللہ اور خدا اور حق کہتے ہیں۔ وہ وجود اور ہستی ہے۔ جو خود بخود قائم ہے۔ پس اس کلمہ کے یہ معنی ہیں۔ کہ وجود اور ہستی میں کسی کی شراکت اس کے

Marfat.com

ساتھ نہیں ہے۔پس وہ وحدہ لاشریك لـه في الوجود ہے۔(دیکھو رسالہ اخبار حقائق حضرت سید محمد کالپوری قدس سرہ مکتوبات حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ صفحہ۱۴۲)

دوسرا گروہ علماء ظہور کا بیان کرتا ہے۔ کہ شرکت اس کی صفات میں جیسے قدرت وغیرہ میں نہیں ہے۔اور ہستی اور وجود مستقل جیسا خدا رکھتا ہے۔یعنی عالم خدا کا غیر حقیقی ہے۔اس کے معنی کو بھی پہلا گروہ عرفاً کاملین کا کئی وجہ سے ہے۔ بتا تا ہےاول اس کی وجہ سے کلمہ لا سے لاشریک لہ میں ہے۔صریحاً ظاہر ہوتا ہے کہ غیر اس کا موجود نہیں ہے۔اس وجہ سے کلمہ لا کا واسطے جنس کے نفی جنس کی اس طرح ہوگی کہ نہیں جنس موجود شریک خاص اس سے کی۔اور اگر ہم یہ کہیں گے کہ غیر اس کا بھی موجود ہے۔تو وجود میں شریک پیدا کر دیں گے۔اور یہ محض کفر ہے۔تعالیٰ الله عن ذلك۔

حق تعالیٰ غیر محدود اور غیر متناہی ہے۔پس اگر غیر اس کا عرصہ کائنات میں موجود اور مشہود ہوگا۔تو انتہاء حق لازم لائے گا۔ یہ بھی محض کفر ہے۔کس لئے کہ وجود شے ثانی کا مستلزم انقطاع شے اول ہے۔

یعنی تا آنکہ شے اوّل انتہاء پذیر نہ ہو۔ شے ثانی وجود میں نہیں آتی دوسری کیسی ناقص رائے گروہ دوئم کی ہے۔کہ صفات کی شرکت کی نفی تو کرتے ہیں۔اور ذات اور وجود کی شرکت کلمہ اثبات کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اثر نتیجہ فعل کا ہے۔اور فعل نتیجہ صفت کا۔ اور صفت ذات سے قائم ہوتی ہے۔جس کی ذات مستقل ہوگئی۔اس کی صفت اور فعل بھی مستقل ہوں گے۔ذات مستقل کی صفت غیر مستقل کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ہاں! جب ذات کی نفی کریں گے اور اس کی عدم

Marfat.com

محض مانیں گے۔ تب صفات اور افعال کی بھی نفی ہوگی پس کچھ شک نہیں ہے کہ عالم اپنی ذات سے عدم محض ہے اور حق اپنی ذات سے وجود مطلق اور وجدان صحیح اور کشف صریح سے جو یہ معلوم اور مکشوف ہوا ہے کہ حقیقت واجب عین حقیقت وجود ہے۔ اور ساتھ تمام موجودات کے ظاہر اور مشہود ہے۔ سچ ہے اور صحیح ہے۔

قل ھو اللہ احد کے معنی بھی گروہ اوّل عرفا کاملین اولیاء اللہ کا بھی یہی بتاتا ہے۔ جو اوپر بیان ہوئے۔ (دیکھو تفسیر شیخ اکبر قدس سرہ و لطائف اشرفی ۱۳۱ جلد ثانی)

اور بہت سی آیات اور احادیث ہیں۔ جن کے یہ معنی ہیں۔ کتب تصوف میں ان کو دیکھو۔ پس کتاب اور سنت یعنی شریعت وہی ہے۔ جس کی گواہی گروہ اہل کشف اولیاء اللہ کا دیتا ہے۔ اور وہ شریعت نہیں ہے۔ جو گروہ دوئم اہل الرائے کا بتاتا ہے۔ مگر ان سے یہ گمان نہ کرنا کہ آئمہ مجتہدین کی وہ رائے بھی شریعت نہیں ہے۔ جس سے گروہ اوّل اہل کشف کی شہادت کا اتفاق ہے۔ یہاں بیان اس کا ہے۔ جس میں اتفاق نہیں ہے۔ وہ یہ تین باتیں ہیں۔ ایک یہ جو ذات پر زائد نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ صفات ذات پر زائد نہیں ہیں۔ تیسری یہ کہ ہستی موجودات کی عین ہستی حق ہے۔ جو وجود مطلق ہستی صرف ہے۔ اور موجودات اور عالم کی ہستی ورائے ہستی حق کے نہیں ہے کس لئے غیر حقیقی اس کا عدم مطلق ہے۔ یعنی گروہ اول اولیاء اللہ کا اہل کشف اس کی گواہی دیتا ہے۔ کہ وجود حق سبحانہ تعالیٰ کا عین ذات ہے۔ ایسے ہی صفات اس کی عین ذات ہے۔ اور عالم اس کا غیر حقیقی نہیں ہے۔ غیر اعتباری ہے۔ اور گروہ دوئم اہل الرائے کا اپنی رائے سے کہتا ہے۔ کہ وجود حق سبحانہ و تعالیٰ اس کا اس کی ذات پر زائد ہے۔ اور صفات بھی ذات زائد ہیں اور عالم اس کا غیر حقیقی ہے۔ گروہ اول اہل کشف فرماتا ہے۔ کہ یہ رائے مطابق واقع کے

Marfat.com

نہیں ہے۔ کشف اس کے برخلاف ہے۔ اور بہت سی وجوہات عقلی سے یہ رائے غلط ثابت ہوئی ہے۔ (دیکھو سواء السبیل حضرت کلیم اللہ جہان آبادی اور نجم ثاقب شاہ نجم الحق فہمی رحمۃ اللہ علیہ اور تصانیف مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اولیاء اللہ اور عرفاً کاملین قدس اللہ اسرارہم)

ہادی مینوں سبق پڑھایا　　　اوتھے غیر نہ آیا جایا
مطلق ذات جمال وکھایا　　　وحدت پایا نی شور
ہن میں ہوگیا نی کجھ ہور
ہن مینوں کون پچھانے

مگر:

ہن کوئی اس نوں لکھیا چاہوے　　　باجھ وسیلے ہتھ نہ آوے
شاہ عنایت بھیت بتاوے　　　تاں سب کھلے اسرار
ہن میں لکھیا سوہنا یار

یہ سن کر اس علم ظاہری نے کہا۔ آپ کی تقریر سے ظاہر ہوا کہ بت کی طرف سجدہ کرنا یا اس کو قبلہ عبادت بنانا درست ہے۔ طالب صادق نے کہا۔ واہ خوب سمجھے۔ سلام ہے۔ اس سمجھ پر:

پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی تم سمجھے تو کیا سمجھے

میاں! اس کو بھول گئے؟

بیت

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

Marfat.com

اگر چہ حقیقت سب کی ایک ہے۔ اِلاّ اس حقیقت نے مرتبہ بمرتبہ ظہور کیا ہے۔ ہر نئے ظہور کو ایک مرتبہ کہتا ہے اور نیا ہونا اس ظہور کا کسی حکم یا اثر سے ہوتا ہے۔ پس ہر اثر کوئی حکم یا اثر رکھتا ہے۔ پس بت معین کی طرف یا کسی اور چیز معین کی طرف سجدہ کرنا کفر اور جہالت ہے۔ کس لئے کہ وہ حقیقتِ مطلقہ لاتعین ہے تعین کرنے میں اس کا حکم ٹوٹتا ہے۔ اور رہا قبلہ عبادت ہر شے کو بنانا۔ یعنی سجدہ تو اس شے کی طرف کرنا اونیت اس سے خدا کو سجدہ کرنا۔ اس لئے درست نہیں ہے کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ کہ ہر شے میں ایک خاصہ ہے۔ ظاہری خاصہ شے کا حواسِ ظاہری سے معلوم ہوسکتا ہے۔ اِلاّ باطنی خاصہ سوائے نور نبوت کے معلوم نہیں ہوسکتا۔ اور قبلہ عبادت ہونا یا نہ ہونا ایک باطنی خاصہ ہے۔ اس کو نور نبوّت نے بتادیا۔ کہ فلاں شے قبلہ عبادت کا ہونے کا خاصہ رکھتی ہے۔ اور فلاں شے نہیں رکھتی۔

شریعت محمدی ﷺ نے بتادیا ہے کہ صرف کعبہ مقدس یعنی وہ کوٹھا جو مکہ معظمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔ قبلہ اوّل ہونے کا خاصہ رکھتا ہے۔ اور کوئی شے یہ خاصہ نہیں رکھتی۔ اور اگر رکھتی ہے۔ جیسے بیت المقدس، تو وہ سلب کرلیا گیا ہے۔

پس جو کوئی سوائے کعبہ مقدس کے اور کسی چیز کو قبلہ عبادت بنائے گا۔ تو وہ ظالم ہوگا۔ اور کافر ہوگا۔ کہ اس میں جس کی طرف سجدہ کرتا ہے۔ قبلہ عبادت ہونے کا خاصہ نہیں ہے۔ اور یہ اس کو وہ مرتبہ دیتا ہے جو اس کے لائق نہیں ہے۔ وہ ظالم ہے۔ اور نیز حق کو یعنی اس کو جو قبلہ عبادت ہونے کا خاصہ رکھتا تھا۔ باطل سے یعنی جو قبلہ عبادت ہونے کا خاصہ نہیں رکھتا چھپاتا ہے۔ اور یہی کفر ہے۔ پھر عالم ظاہری نے کہا کہ اچھا! یہ بات تو مانی۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ تکلیف اعمال کس لئے ہے۔ اور

عذاب اور ثواب کیا چیز ہے؟ طالب صادق نے پھر جواب دیا۔ واہ پھر بھولے میاں:

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

یعنی جیسے ہر امر ایک خاصہ رکھتا ہے۔ ایسے ہی اعمال مکلّف بھی ایک خاصہ رکھتے ہیں۔ یعنی اگرچہ اعمال مکلّف شیونات حق ہیں۔ اِلَّا بعض اعمال اور ان کے تعین کا خاصہ یہ رکھا گیا ہے۔ کہ ان اعمال کا عامل مستحقِ ثواب اور رضا حق اور قرب الی اللہ کا ہو۔ اور بعضے اعمال اور ان کے تعین کا خاصہ یہ رکھا گیا ہے۔ کہ ان اعمال کا مستحق عذاب اور غضب حق اور بعد عن اللہ کا ہو۔ چونکہ یہ خاصے ہر عمل کے جو اس ظاہر اور عقل ظاہر سے معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے نور نبوت نے اس کو بالتفصیل بیان فرما دیا ہے۔ پس شریعت ہمارے لئے عین راحت ہے۔ اس پر عالم ظاہر نے سوال کیا کہ کیا دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض قائلان وحدت الوجود خلاف شرع ہوتے ہیں۔ یعنی نماز نہیں پڑھتے۔ روزہ نہیں رکھتے۔ حرام اور حلال میں تمیز نہیں کرتے اور لوگ ان کو کامل بتاتے ہیں۔ اس کا جواب طالب صادق نے یہ دیا کہ بے شک:

مصرع

خلاف شرع کے مار جوتیاں چاہے اڑتا کیوں نہ جاوے

اے یار! خدا کی قسم اور موئے مشک بار محمد مصطفیٰ اللہ ﷺ کی قسم! جب تک کوء توسن شریعت محمدی ﷺ اور رخش طریقت احمدی ﷺ پر سوار نہ ہوگا۔ ہرگز ہرگز

میدان طریقت اور حقیقت میں نہ پہنچے گا۔ اور کبھی مقام معرفت نہ پائے گا۔ کسی کا سنگ دل گوہر نہیں بنا۔ جب تک اس پر آفتاب شریعت محمدی ﷺ نہیں چمکا۔ اور کسی عوارض نے قیمتی موتی نہیں پایا۔ جب تک اس بحر محیط میں غوطہ نہیں مارا۔ کسی شہباز صحرا سے صلاح نے اور کسی شاہ بیدار فلاح نے وحدت کا شکار نہیں پایا۔ جب تک اس مرغ شریعت محمدی ﷺ کا لقمہ نہیں چکھا۔ اور جو کوئی اس راہ پر نہیں چلا۔ اے یار وہ شخص مغرور۔ بداندیش اور مفتون بہ بینش فی المعنی نابینا ہے۔ شیخ بوعلی سینا نے چاہا تھا کہ میں بے متابعت سرور جہان کے اور بے وسیلہ مفخر جن و بشر کے خدا تک پہنچ جاؤں۔ ناگہاں غیرت نبوی نے سلوک کے وقت اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ کہ مہلوک اور مردود ہو گیا۔ (دیکھو نفحات الانس صفحہ ۲۷۶) صاحب نزہت الارواح فرماتے ہیں:

ہر کہ در راہ محمد ﷺ رہ نیافت
تا ابد گردے ازیں در گہ نیافت
در دلت آنجا جود دین آں جا طلب
مرجع اہل یقین آن جا طلب
سوئے حق بے رکاب۔ مصطفوی
نرود پایت ار بے بدوی
خاک او باش بادشاہی کن
آں اوباش ہر کہ خواہی کن

اے دوست! مغز بے پوست جلد خراب ہو جاتا ہے۔ اور پوست بے مغز جلد خشک ہو جاتا ہے۔ پس مغز کیلئے پوست ضرور چاہئے۔ اور پوست کیلئے مغز تمام جرعہ

نوش اسی شراب کے ہیں۔اور سارے خوشہ چین اسی کے خرمن کے ہیں۔جس نے اس کے دروازے سے سر پھیرا۔سر اس کا کاٹا گیا۔اور جو کوئی اس کے حکموں کا مطیع نہیں ہوتا۔خراب اور برباد ہو جاتا ہے۔پس وہ کامل ہی نہیں۔جو خلاف شرع ہے۔ مگر یہاں ایک نازک بات ہے۔جس کی سمجھ ہر ایک کو نہیں ہے۔وہ یہ ہے۔کہ بعضے اوقات سالکان طریق الی اللہ پر ایک حالِ بے خودی کا وارد ہوتا ہے۔اور اس کا باعث غلبۂ عشق حقیقی اور جذب الٰہی ہوتا ہے۔اس حالِ بیخودی میں معذوری ہوتی ہے۔شرع اس پر تکلیف تجویز نہیں کرتی ہے۔یا یوں سمجھو! کہ مجذوب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک مجذوب امراض جسمی اور دماغی سے۔دوسرا غلبۂ عشق اور جذبہ حقیقی سے مجذوب امراض جسمانی ظاہری حواس سے ظاہر ہوتا ہے اور اس پر حکم معذوری کر دیا جاتا ہے۔مگر مجذوب بجذب باطنی کی شناخت مشکل ہے۔کیونکہ وہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک ایسے جن کے باطن اور ظاہر دونوں مجذوب ہوں۔ان کی شناخت مشکل نہیں۔اور یہ تعمیل احکام شرع سے معذور ہیں۔اور دوسرے یہ کہ باطن ان کا مجذوب ہے۔اور ظاہر ہوشیار کرتا ہے۔مگر فی الواقع وہ ہوش ان کو جذب باطنی کی وجہ سے نہیں ہوتا۔جس پر احکام شرع ہے۔ایسے مجذوب کی شناخت نظرِ باطنی سے ہوتی ہے۔نظر ظاہر سے نہیں ہوتی۔کیونکہ نظر ظاہر حالات ظاہر کے لحاظ سے حکم ہوشیار کا کر دیتی ہے۔حالانکہ یہ اس کی بڑی غلطی ہے۔کہ قسم اس ہوش کی نہیں جانتے۔جس پر شرع شریف ہے۔ثبوت اس امر کا کہ جذب باطن ایسا ہی ہوتا ہے۔ہر اس کا مثل عام کی ہوشیار رہے۔اور باطن اس کا جذب باطنی سے ایسا مجذوب رہے۔کہ کچھ ہوش اس کو اپنے افعال کی نہ ہو۔حکایت ہائے ذیل سے حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

حکایت اوّل

کہتے ہیں کہ قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ چند ماہ تک نماز روزہ اور ہوش کی باتیں ایسی کرتے رہے۔ جیسے عام سب کرتے ہیں۔ مگر فی الواقع وہ اپنی خودی سے بے خود تھے۔ جب وہ حال اترا ان کو ہوش نہ آیا تھا۔ (دیکھو نفحات صفحہ ۱۳۵۹)

حکایت دوم

ملا عبدالغفور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مولانا و مرشدنا جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ جب نفحات الانس لکھتے تھے۔ فرماتے تھے۔ کہ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ ایک یا دو صفحہ لکھا جاتا ہے۔ اور لکھنے کا شعور نہیں رہتا قلم بطریق عادت جاری رہتا ہے۔ (دیکھو تکملہ نفحات)

حکایت سوم

کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام شیخ فتح اللہ اودھی قدس سرہ تین روز سماع میں رہے۔ اور پانچویں وقت نماز ادا کرتے رہے بعد تین روز کے جب حال فرو ہوا تو خادموں نے عرض کیا کہ آپ تین روز تک سماع میں رہے۔ آپ نے پوچھا۔ مجھ سے نماز ادا ہوئی یا نہیں؟ عرض کیا گیا۔ کہ آپ برابر نماز پنج وقتی ادا کرتے رہے ہیں۔ فرمایا۔ مجھ کو اس کا کوئی ہوش نہ تھا۔ تب اس مسئلہ کی بحث شروع ہوئی۔ کہ یہ نماز جس میں ہوش نہ ہو۔ ہوئی یا نہ ہوئی۔ آخر اس کا فتویٰ شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے جو خلیفہ حضرت ممدوح کے تھے۔ پوچھا گیا۔ شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ نماز اصلی تو یہی تھی۔ جو

Marfat.com

حالت بے خودی میں آپ سے ظہور میں آئی۔ مگر رعایت شرع کیلئے پھر پڑھنی چاہیے۔ (دیکھو صفحہ ۲۱۹ مکتوبات قدسیہ مطبوعہ)

ان حکایات سے ثابت ہے۔ کہ جذب باطنی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ حالات ظاہری ایسے قائم رہیں۔ جن پر اطلاق ہوش کا ہو سکے۔ اور جذب باطنی سے باطن ایسا مغلوب ہو کہ مجذوب اور بے خبر ہو جاوے۔ اور احکام شرع اس ہوش پر رہیں۔ جس کے ساتھ ہوش باطنی بھی ہو۔ ایسی ہوش میں کہ باطن مجذوب ہو۔ دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ اعمال ظاہر نماز روزہ وغیرہ اس سے صادر ہوتے ہیں۔ اور ظاہر بین ان کو ہوشیار سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس حال میں وہ مجذوب ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ان سے اعمال شرعی نماز روزہ وغیرہ صادر نہیں ہوتے۔ جسے قطب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ کا حال تھا۔ ظاہر میں ہوشیار معلوم ہوتے تھے۔ اور باطن میں مجذوب تھے۔ نماز روزہ وغیرہ اعمال شرعی ان سے صادر نہیں ہوتے تھے۔ کسی نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ نماز نہیں پڑھتے؟ حضرت ممدوح نے فرمایا: خبردار! ان کی نسبت ایسا نہ کہو۔ ہمیشہ وہ خانہ کعبہ میں سجدہ کرتے ہیں۔
(دیکھو نفحات صفحہ ۳۴۳)

غور کا مقام ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جو بڑے اولیاء کاملین اور شریعت پر قائم تھے۔ حضرت قطب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری ہوش پر بے نماز ہونے کا حکم نہیں کیا۔ بلکہ اس کے شکر باطنی کے لحاظ سے معترض کو جھڑکا۔ ایسے ہی اور بہت سی حکایات کتب تصوف میں موجود ہیں۔ پس ظاہر بین کا ادب اس میں یہ ہے۔ کہ ظاہری حالات سے کسی طالب حق سالک راہ خدا کے بے شرع ہونے کا

Marfat.com

حکم نہ کرے۔

طالب صادق پر قبض وارد ہونے کا بیان

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ طالب صادق پر قبض وارد ہوا۔ جو انوار اور تجلیات ہو رہے تھے۔ وہ مخفی ہو گئے۔ جو کیفیتیں کہ باطن میں وارد تھیں۔ وہ بند ہو گئیں۔ بولتا ہوا طوطا ہاتھ سے اڑ گیا۔ یعنی خرابی ہائے باطن عالم ظاہری کا عکس ان کے آئینہ قلب پر پڑ گیا۔ اس کی سیاہیاں دور ہو گئیں۔ پھر تو میاں طالب صادق چیختے وہاں سے بھاگے۔ اور جنگل میں جا کر بہت کچھ روئے۔ اپنے منہ پر تھپڑ مارے۔ ناک رگڑی مگر حال تبدیل نہ ہوا۔ جب یہ حال اپنا دیکھا تو کہا:

کافی نمبر ۸۳

اس نیہوں دی الٹی چال
اس نیہوں دی الٹی چال

صابرؒ نے جد نیہوں لگایا ویکھ پیا نے کی وکھایا
رگ رگ اندر کرم چلایا زورا ور دی گل محال

اس نیہوں دی الٹی چال

زکریاؑ نے جد پایا قہارا جدوں وجیا عشق نقارا
دھریا سر تے تکھا آراء کیتا ایڈ زوال

اس نیہوں دی الٹی چال

Marfat.com

جدوں یحییٰؑ نے پائی جھاتی رمز عشق دی لائی کاتی
جلوہ دتا اپنی ذاتی تن خنجر کیتا لال
اس نیہوں دی الٹی چال
آپ اشارہ اکھ دا کیتا تاں مدھوا منصورؒ نے پیتا
سولی چڑھ کے درشن لیتا ہویا عشق کمال
اس نیہوں دی الٹی چال
سلیمانؑ نوں عشق جو آیا مندرا ہتھوں چا گوایا
تخت نہ پریاں دا پھر آیا بھٹھ جھوکے بہتے بے حال
اس نیہوں دی الٹی چال
بلھا شاہ ہن چپ چنگیری نہ کر ایتھے اَیڈ دلیری
گل نہ بن دی میری تیری چھڈ دے سارے وہم خیال
اس نیہوں دی الٹی چال

کافی نمبر ۸۴

الٹے ہور زمانے آئے
کاوں لگڑ نوں مارن لگے چڑیاں جرّے کھائے
الٹے ہور زمانے آئے
عراقیاں نوں چابک پوندی گدوں خود پوائے
الٹے ہور زمانے آئے

Marfat.com

بلّھا حکم حضوروں آیا　　تس نوں کون مٹائے
اُلٹے ہور زمانے آئے

اور جب جی بہت گھبرایا۔اور بے چین اور بے قرار ہوئے تو فرمایا:

کافی نمبر۸۵

کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

اک سے گھر وچہ وسدیاں رسدیاں　　نہیں ہندا وچہ پردا
کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

وچہ مسیت نماز گزارے　　بت خانے جا وڑدا
کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

آپ اِکو کئی لکھ گھراں دے　　مالک سب گھر گھر دا
کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

میں جتول ویکھاں اتول اوہو　　ہر اک دی سنگت کردا
کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

موسیٰ اتے فرعون بنا کے　　دو ہو کے کیوں لڑدا

Marfat.com

کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

حاضر ناظر اوہو ہر تھاں   چوچک کس نوں کھڑدا
کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

ایسی نازک بات میں کیوں کہندا   نہ کہہ سکدا نہ جردا
کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

بلّھا شوہ دا عشق بگھیلا   رات پینڈی تے گوشت چردا
کی کردا نی کی کردا
کوئی پچھو کھاں دلبر کی کردا

کافی نمبر ۸۶

کی کردا بے پرواہی جے
کی کردا بے پرواہی جے

کن کہا فیکون کہایا   باطن ظاہر دے ول دھایا
بے چونی دا چون بنایا   بکھڑی کھیل مچائی جے
کی کردا بے پرواہی جے
کی کردا بے پرواہی جے

Marfat.com

سر مخفی دا جد بولا گھنگھٹ اپنے منہ سے کھولا
ہن کیوں کردا ساتھوں اوہلا حقیقت سب وچہ آئی جے

کی کردا بے پرواہی جے
کی کردا بے پرواہی جے

کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ کہیا کوئی نہ کیتا تیرے جہیا
شان بزرگی دے سنگ ایہا دھڑی خوب وجائی جے

کی کردا بے پرواہی جے
کی کردا بے پرواہی جے

آپے بے پرواہیاں کردے آپے آپ سے آپ ہی ڈردے
سارہیا وچہ ہر ہر گھردے بھلی پھرے لوکائی جے

کی کردا بے پرواہی جے
کی کردا بے پرواہی جے

چیٹک لا دیوانہ ہویا لیلیٰ بن کے مجنوں موہیا
آپے رویا آپے دھویا کی کیتی آشنائی جے

کی کردا بے پرواہی جے
کی کردا بے پرواہی جے

آپے ہیں توں ساجن سیّاں عقل دلیلاں سب اٹھ گئیاں
بلّھا شاہ نے خوشیاں لیّاں ہن کردا کیوں جدائی جے

کی کردا بے پرواہی جے
کی کردا بے پرواہی جے

Marfat.com

کافی نمبر ۸۷

لن ترانی دس کے جانی کیوں مکھ چھپایائی

میں ڈھولن وچہ فراق نہ کوئی اینما فرمایائی

آ و سجن گل لگ سواں میں ہن کی گھونگھٹ پایائی

لن ترانی دس کے جانی ہن کیوں مکھ چھپایائی

تن صابرؒ دے کیڑے پائے جو چڑھیا سو پایائی

منصورؒ کولوں کچھ ہویا ظاہر سولی پر چڑھایائی

لن ترانی دس کے جانی ہن کیوں مکھ چھپایائی

دسو نکتہ ذات الٰہی سجدہ کس کرایائی

بلّھا شو دا حکم نہ منیاں شیطان خوار کرایائی

لن ترانی دس کے سانوں ہن کیوں مکھ چھپایائی

یہ کہہ کر طالب صادق نے کہا۔ کہ اے معشوق حقیقی تیرا حکم ہمارے سر آنکھوں پر۔ تیرا منہ چھپانا پردے میں ہو جانا۔ تیرا ناز ادا سہی مگر جب کہ غیر تیرا وجود نہیں رکھتا اور عدم مطلق ہے۔

کافی نمبر ۸۸

پردہ کس توں راکھی دا

کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا

Marfat.com

پہلاں آپے ساجن ساجی دا   سن دسداہیں سبق نماجی دا
ہن آیا آپ نظارے نوں   وچہ لیلیٰ بن بن جھاکی دا
پردہ کس توں راکھی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا

شاہ شمس رحمۃ اللہ علیہ دی کھل لہائیو   منصور رحمۃ اللہ علیہ نوں سولی چاڑھوائیو
ذکریئے سرکلوت دھرائیو   کی لیکھا رہیا باقی دا
پردہ کس توں راکھی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا

کن کہیا فیکون کہایا   بے چونی دا چون بنایا
خاطر تیری جگت بنایا   سرپر چھتر لولاکی دا
پردہ کس توں راکھی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا

ہن ساڈے ول دھایا اے   نہ رہندا چھپا چھپایا اے
کتے بلّھا نام دھرایا اے   وچہ اوہلا رکھیا خاکی دا
پردہ کس توں راکھی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا

کافی نمبر ۸۹

کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا
ایہہ پردہ کس توں راکھی دا

Marfat.com

کارن پیت میت بن آیا۔ میم دا گھونگھٹ مکھ پر لایا
احد تے احمد ﷺ نام دھرایا سر چھتر جھلے لولاکی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا
ایہہ پردہ کس توں راکھی دا۔
تسیں آپے آپ ہی سارے ہو کیوں کہندے اسیں نیارے ہو
آئے آپ آپ نظارے ہو وچہ برزخ رکھیا خاکی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا
ایہہ پردہ کس توں راکھی دا
تدھ باہجوں دوسرا کیہڑا ہے کیوں پایا الٹا جھیڑا ہے
ایہہ ڈٹھا بڑا اندھیرا ہے ہن آپ نوں آپے آکھی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا
ایہہ پردہ کس توں راکھی دا
کتے رومی ہو کتے شامی ہو کتے صاحب کتے غلامی ہو
تسیں آپے آپ تمامی ہو کہوں کھوٹا کھرا سولاکھی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا
ایہہ پردہ کس توں راکھی دا
جس تن عشق دا جوش ہویا اوہ بیخود تے بیہوش ہویا
اوہ کیونکر رہ خاموش ہویا جس پیالہ پیتا ساقی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا
ایہہ پردہ کس توں راکھی دا

تسیں آپ اسانوں ڈھائے جی کدر ہندے چھپ چھپائے جی
شاہ عنایت بن آئے جی ہن لا لا نین جھماکی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا
ایہہ پردہ کس توں راکھی دا
بلّھا شاہ تن بھاہ بھٹھی کر اگ بال ہڈاں تن مائی کر
ایہہ شوق محبت بائی کر ایہہ بدھو دا اس بدھ جھاکی دا
کیوں اوہلے بہہ بہہ جھاکی دا
ایہہ پردہ کس توں راکھی دا

خیر تو ہم سے پردہ کر اور نقاب میں منہ چھپا۔ مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ تیرا چھپنا عین ظہور تیرا ہے۔ اور تم کتنا ہی اپنے تئیں چھپاؤ۔ مگر چھپ نہیں سکتے۔ کہ تم ہی تم ہو۔ پھر

کافی نمبر ۹۰

ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
کتے ملّاں ہو بلیندے ہو کتے سنت فرض دسیندے ہو
کتے رام دوہائی دیندے ہو کتے ماتھے تلک لگائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا

Marfat.com

میں میری ہے کہ تیری ہے   پر انت بھسم کی ڈھیری ہے
ڈھیری توں ہن کیری ہے   ڈھیری توں ناچ نچائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا

کتے بیسر چوڑا پاؤ گے   کتے جوڑا شان ہنداوَ گے
کتے آدم حوا بن آؤ گے   کدی تیتھوں بھی بُھل جائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا

باہر ظاہر ڈیرا پائیو   آپے ڈھوں ڈھوں ڈھول بجائیو
جگ تے اپنا آپ لکھائیو   پھر عبداللہ دے گھر دھائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا

جو یاد تساڈی کردا ہے   اوہ مویاں توں اگوں مردا ہے
اوہ مویاں بھی تیتھوں ڈردا ہے   مت مویاں نوں مار کٹائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا

بندرابن گئو چرادے   لنگا چڑھ کے ناد بجاوے
مکے دا بن حاجی آوے   واہ وا رنگ وٹائی دا

Marfat.com

ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
منصور رحمۃ اللہ علیہ تساں تے آیا ہے تسیں سولی پکڑ دوایا ہے
میرا بیر نہ بابل جایا ہے تسیں خون دیو میرے بھائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
بلّھا شوہ ہن صحیح سنجھاتے ہو ہر صوت نال پچھارتے ہو
کتے آندے ہو کتے جاندے ہو ہن میتھوں بھل نہ جائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا
ہن کی تھیں آپ چھپائی دا

اس شکایت اور حکایت سے بھی کچھ حاصل نہ ہوا۔ تو پھر عجز و نیاز کے مقام میں آئے اور کہا:

کافی نمبر ۹۱

مینوں درد اولڑے دی پیڑ
مینوں درد اولڑے دی پیڑ
آؤ میاں رانجھا دے دے نظارہ معاف کریں تقصیر
مینوں درد اولڑے دی پیڑ
مینوں درد اولڑے دی پیڑ
تخت ہزاریوں رانجھا ٹریا ہیر نمانی دا پیر

Marfat.com

مینوں درد اولڑے دی پیڑ

مینوں درد اولڑے دی پیڑ

ہور ناں دے نوشوہ آوے جاوے بلھے وچہ کی تقصیر

مینوں درد اولڑے دی پیڑ

مینوں درد اولڑے دی پیڑ

کافی نمبر ۹۲

لاگی رے لاگی ہوں بل جاؤں

اس لاگی نوں کون بجھاوے

الف اللہ جس دلبر ہووے — منہ زردی لہو اکھیاں رووے

جسے اپنے توں ہتھ دھووے — جس نوں برہوں اگ لگاوے

لاگی رے لاگی ہوں بل جاؤں

اس لاگی نوں کون بجھاوے

ب بالن میں تیرا ہوئی — عشق نظارے آن وگوئی

روندے نین نہ لیون ڈھوئی — لون پھٹاں کے کیونکر پاوے

لاگی رے لاگی ہوں بل جاؤں

اس لاگی نوں کون بجھاوے

ت تدھ سنگ پریت لگائی — جامے دی میں دینی ہاں سائی

میں بکری تدھ کولوں قصائی — کٹ ٹک اس نوں کیوں نہ کھاوے

Marfat.com

لاگی رے لاگی ہوں بل جاؤں
اس لاگی نوں کون بجھاوے

ث ثابت نیہوں لا کے جینوں دوجا کوک سناوے کینوں
خفتیاں دی طرح آنسو بہندے نینوں کونجا وانگ پئی کرلاوے

لاگی رے لاگی ہوں بل جاؤں
اس لاگی نوں کون بجھاوے

ج جہانوں ہوئی نیاری نال سروں دے بنے پیاری
لگائیوں تاں ہویا بیکاری دوجا دے مہنے جگ تاوے

لاگی رے لاگی ہوں بل جاؤں
اس لاگی نوں کون بجھاوے

ح حیرت وچہ شانتی ناہیں اک ظاہر اک مارن ڈھائیں
اک جات پاون نوں لاون واہیں کہہ بلھا شوہ کدھر پاوے

لاگی رے لاگی ہوں بل جاؤں
اس لاگی نوں کون بجھاوے

اس عجز و نیاز سے بھی کچھ نہ ہوا۔ حالت قبض وارد رہی پھر تو طالب صادق نے جل کر کہا:

کافی نمبر ۹۳

رہ رہ کے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

Marfat.com

آدمؑ کنکوں منع کرایا　　آپے مگر شیطان دوڑایا
کڈھ بہشتوں زمین رلایا　　کیڈ پیار پیاریائی

رہ رہ کے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

عیسیٰؑ نوں بن باپ جمایا　　نوحؑ پر طوفان منگایا
نال پیو دے پتر لڑایا　　ڈوب انہانوں ماریائی

رہ رہ کے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

موسیٰؑ نوں کوہ طور چڑھایو　　اسمٰعیلؑ نوں ذبح کرایو
یونسؑ مچھی نوں نگلایو　　پھر تختے پر چا چاہڑیائی

رہ رہ کے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

خواب زلیخا نوں دکھلایو　　یوسفؑ کھوہ دے وچہ پوایو
بھایاں نوں الزام دیوایو　　تاں مراتب چاہڑیائی

رہ رہ دے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

ہتھ سلیمانؑ توں جھوکایو　　ابراہیمؑ اگ وچہ پایو
صابرؑ دے تن کیڑے پایو　　حسن رحمۃ اللہ علیہ زہر دے ماریائی

رہ رہ دے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

Marfat.com

منصورؒ نوں چا سولی دتا رہبر دا کڈھوایا پتا
زکریاؑ سر کلوتر دتا اس دا کی کم ساریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

شاہ سرمد رحمۃ اللہ علیہ دا گلا کٹایو شمس رحمۃ اللہ علیہ تے جاں سخن الایو
قم باذنی آپ کہایو سر پیروں کھل اتاریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

ایس عشق دے بڑے اڈنبر عشق نہ چھپ دا باہر اندر
عشق کیتا شاہ شرفؒ قلندر باراں ورہے دریاوچہ ٹھاریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

تیں لیلیٰ دے دھماں پایاں تاں مجنوں نے اکھیاں لایاں
اوہنوں دھاراں عشق چنگھایاں کھوہے برس گزاریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

عشق تیرا ہیرے ول دھایا تاں رانجھے نے کن پڑایا
صاحباں نوں دیا ہون آیا سر مرزے دا واریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

Marfat.com

سسی تھلاں دے وچہ رلائی — سوہنی کچے گھڑے رڑھائی
روڈے پچھے گل گوائی — ٹکڑے کر کر ماریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

فوجاں قتل کرایاں بھایاں — مشکاں چوہیاں توں کٹوایاں
ڈٹھی تیری قدرت سایاں — سر تیتھوں بلہاریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

کورو پانڈو کرن لڑائیاں — اٹھاراں جوناں تدوں چھپایاں
اوتھے بھائی مارن بھائیاں — کیہڑا نیاؤں نرواریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

نمرود سے آپ خدا کہایو — اس نے رب نوں تیر چلایو
مچھر توں نمرود مروایو — قاروں زمیں نگھاریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

مغلاں زہر پیالے پیتے — بھوریاں والے راجے کیتے
سب اشراف پھرن چپ کیتے — بھلا انہاں نوں چھاڑیائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

Marfat.com

بلّھا شاہ فقیر بے چارا روشن جگ وچہ نام تمہارا
چلیا دے کے کوچ نقارا جھوٹھوں سچ نتاریائی

رہ رہ وے عشقا ماریائی
کہہ کس نوں پار اتاریائی

واضح ہو کہ معشوق حقیقی کو اس طرح کہنا:

''رہ رہ دے عشقا ماریائی''
''کہوں کس نوں پار اتاریائی''

منزل عشق میں بے ادبی کی بات نہیں ہے۔ اس کو ستم محبت کہتے ہیں۔ جو عین پیار اور چوچلے اور دل لگی کی بات ہے۔ (دیکھو مکتوبات قدسیہ صفحہ ۱۷۴)

اس ستم محبت اور چوچلے کی باتوں سے اور بھی آگ لگی تو کہا:

کافی نمبر ۹۴

جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
آپے رہاء ہیں توں تحمک لحمی آپے ہیں توں نیارا
گلاں سن سن تیریاں میرا عقل گیا اٹھ سارا
شریعت توں بے شریعت کر کے بھلی کھبن وچہ پائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
ذرا عشق تساڈا دسدا پربت کولوں بھارا
اک گھڑی دے ویکھ کارن چک لیا جگ سارا
کیتی ملدی محنت ناہیں ہن کی کرے لوکائی

Marfat.com

جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
واویلا کی کرنائیں جند ساڑے جو ساڑے
سکھاں دا اک پولا نائیں دکھاں دے کھلواڑے
ہونی سو سو اس دن ہوئی ہن کی کریئے بھائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
صلاح نہ مندا بات نہ پچھدا آکھ ویکھاں کی کردا
کل میں کملی اوہ کملا آہا ہن کیوں بیٹھوں ڈردا
اولے بہہ کے تیر چلائیو دل نوں چوٹ لگائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
سینے بان دھنداں گلے وچہ اس حالت وچہ چالاں
چا چا سر بھوئیں تے ماراں رو رو یار سمجھالاں
اگے بھی ہورسیاں نیہوں لایا کہ میں ہاں پریت لگائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
جگ وچہ روشن نام تساڈا عاشق توں کیوں نسدے ہو
وسّو رسّو وچہ بگل دے اپنا بھیت نہ دسدے ہو
وچکڑی وچکاروں پھڑ کے میں الٹی کر لٹکائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
اندر والیا باہر آویں باہواں پکڑ کھلوواں میں
ظاہر اساتھوں لکدے پھیندے پر باطن بنے ہوواں میں
اس باطن زلیخا مٹھیاں میں باطن بر لائی

Marfat.com

جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
اکھیاں سو آکھ سناواں مچلا سندا ناہیں
ہتھ مروڑاں تلیاں پھوڑاں رواں ڈھائیں ڈھائیں
لہنا سی سو دینا آیا ایہہ تیری آشنائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
اک اک جولہر جو ایسی آوے نا دسیاں سو دساں
سچ کہاں تاں سولی پھاہا جھوٹھ کہاں وساں
لسی نازک بت کیوں آکھاں منہوں کہندیاں ہووے پرائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
وی وسیلہ پاکاں دا تسیں آپے ساڈے سوَ
جاگدیاں سنگ تساڈے جاگوساں تاں نالے سوَ
جس نے تیں نال پریت لگائی کیہڑے سکھ سوائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
ایسیاں لیکاں لایاں مینوں ہور کیتی گھر کائی
لیکن چھین سے تے چھل جاوَں ایہہ تیری وڈیائی
نیڑے وس متراں دی پینڈی اوہ بیٹھا ذات لگائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی
بلھا شوہ توں کیہا جیہا ہن توں کیہیا میں کیہی
تینوں میں سے جے ڈھونڈن لگی میں بھی آپ نہ رہی

جو جو دکھ اساں ہن ڈٹھے کہنوں پھول سنائی
جند کڑکی دے منہ آئی جند کڑکی دے منہ آئی

کافی نمبر ۹۵

کی بے درداں دے سنگ یاری
روون اکھیاں زاروزاری

سانوں گئے بیدردی چھڈ کے ہجر دے سانگ سینے وچہ گڈ کے
جسموں جندنوں لے گئے کڈھ کے ایہہ گل کرکے ہیاری
کی بے درداں دے سنگ یاری

بے درداں کی بھرواسا خوف نہیں دل اندر ماسا
چڑیاں موت گواراں ہاسا مگروں ہس ہس مارن تاڑی
کی بے درداں دے سنگ یاری

آون کہہ گئے پھیر نہ آئے آون دے سب قول بھلائے
میں بھلی بھل نین لگائے کیہے ملے سانوں ٹھگ بیوپاری
کی بے درداں دے سنگ یاری

بلھا شاہ اک سودا کیتا کیتا زہر پیالہ پیتا
نہ کجھ نفع نہ لوٹا لیتا درد دکھاں دی گٹھڑی بھاری
کی بے درداں دے سنگ یاری

اس حال میں ان سے کوئی پوچھتا ہے۔ کہ تو کہاں کی باتیں کرتا ہے۔ اور کیا باتیں کرتا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ:

Marfat.com

کافی نمبر ۹۶

میں گل اوتھے دی کردا ہاں
پر گل کردا بھی ڈردا ہاں

نال روحاں دے لارا لایا   تسیں چلو میں نالے آیا
ایتھے پردہ چا بنایا   میں بھرم بھلایا پھرداہاں

میں گل اوتھے دی کردا ہاں
پر گل کردا بھی ڈردا ہاں

نال حاکم دے کھیل اساڈی   جے میں میری تاں بھی پھاڈی
دھرا دھرائی پونجی ہاڈی   میں اگلا لیکھا بھردا ہاں

میں گل اوتھے دی کردا ہاں
پر گل کردا بھی ڈردا ہاں

دے پونجی مورکھ جھنجھلایا   مگر چوراں دے پیڑا لایا
چوراں دی میں پیڑ لیایا   ہر شب دہاڑے دھڑدا ہاں

مین گل اوتھے دی کردا ہاں
پر گل کردا بھی ڈردا ہاں

نہ نال میرے اوہ رجدا ہے   نہ منت کیتی سجدا ہے
جاں مڑ بیٹھا تاں بجھدا ہے   مڑ منت زاری کردا ہاں

میں گل اوتھے دی کردا ہاں
پر گل کردا بھی ڈردا ہاں

Marfat.com

کی سکھ آن پایا میں ایتھے　　　نہ منزل نہ ڈیڑے جتھے
گھنٹہ کوچ سناواں کیتھے　　　اوٹھ نت کچاوے کڑداہاں
میں گل اوتھے دی کردا ہاں
پر گل کردا بھی ڈردا ہاں
بلھے شاہ بے انت ڈونگھائی　　　دو دگ بچ نہ لگدی کائی
اور ار پار دی خبر نہ کائی　　　میں بے سر پیریں تردا ہاں

کافی نمبر ۷۹

عشق حقیقی نے مٹھی کڑے
مینوں دسو سجن دا دیس
ماپیاں دے گھر بال ایانی　　　پیت لگا کے لٹی کڑے
مینوں دسو پیا دا دیس
مینوں دسو سجن دا دیس
منطق معنی کنز قدوری　　　میں پڑھ پڑھ علم نکچی کڑے
مینوں دسو پیا دا دیس
مینوں دسو سجن دا دیس
نماز روزہ اُنہاں کی کرناں　　　جنہاں پریم صراحی لٹی کڑے
مینوں دسو پیا دا دیس
مینوں دسو سجن دا دیس
بلّھا شوہ دی مجلس بہ کے　　　سب کرنی میری چھٹی کڑے

Marfat.com

مینوں دسو پیا دا دیس
مینوں دسو سجن دا دیس

جب اس سے بھی میاں طالب صادق کا قبض نہ گیا۔ تو پھر حضرت مرشد شاہ عنایت قدس سرہ کی خدمت میں آئے۔ اور اپنے اظہار خیال میں رمزاً اس طرح بیان پر لائے:

کافی نمبر ۹۸

ہتھی ڈھلک گئی میرے چرخیدی ہن میتھوں کتیا نہ جاوے
ہن دن چڑھیا کد ہووے مینوں پیارا منہ وکھاوے
تکلوے ول پے پے جاندے ہن کون لوہار سدھاوے
ہتھی ڈھلک گئی میرے چرخیدی ہن میتھوں کتیا نہ جاوے
تکلیوں ول لاہ لوہارا تند چلیندا ناہیں
گھڑی گھڑی ایہہ جھولے کھاندا چھلی کت بدھ لاہیں
ہتھی ڈھلک گئی میرے چرخیدی ہن میتھوں کتیا نہ جاوے
دو پیتے نہیں جو بیڑی بنھاں مینوں بالڑ ہتھ نہ آوے
چمڑیاں نوں چوپڑناہیں میری ماہل پئی بھرڑاوے
ہتھی ڈھلک گئی میرے چرخیدی ہن میتھوں کتیا نہ جاوے
ترنجن کتاں جو سدّ وسّیاں برہوں ڈھول بجاوے
تیلی نہیں جو پونیاں وٹاں گدوں وچھا پونیاں کھاوے

Marfat.com

ہتھی ڈھلک گئی میرے چرخیدی ہن میتھوں کتیا نہ جاوے
ماہی چھڑ گیا نال مہیں دے اڑیو کتن کتھوں بھاوے
جت ول اوتے ول اکھیاں میرا دل میلے نوں دھاوے
ہتھی ڈھلک گئی میرے چرخیدی ہن میتھوں کتیا نہ جاوے
عرض ایہو مینوں آن ملے ہن کون وسیلے پاوے
سَے مناں دا کت لیا بلّھا شوہ نوں جے جنگل لاوے
ہتھی ڈھلک گئی میرے چرخیدی ہن میتھوں کتیا نہ جاوے

کافی نمبر ۹۹

میاں میں کتدی کت دی مٹھی
داج جواہر اساں کی کرناں جس پریم کٹوری مٹھی
میرا اوہو چور پکڑ لیاؤ جس میری جند کٹھی
میاں میں کتدی کت دی مٹھی
سیاں ورہیاں وچہ چھلی لاہی کانگ مریندا اٹھی
میرے پیڑے پچھے پچھواڑے رہ گئی پونی کتی
میرے ہتھ وچ رہ گئی جتی
میاں میں کتدی کت دی مٹھی
بھلا ہویا میرا چرخہ ٹٹا میری جند عذابوں چھٹی
بلّھا شوہ نے ناچ نچائے اوتھے وہم پئی کر کٹی
میاں میں کتدی کت دی مٹھی

Marfat.com

حضرتِ مرشد نے یہ حال سن کر فرمایا کہ بتاؤ! یہ قبض کس وجہ سے وارد ہوا؟ عرض کیا۔ حضرت! اور تو کچھ معلوم نہیں۔ اتنی بات ضرور ہے۔ کہ ایک عالم ظاہری مکتبی یار مل گیا تھا۔ وہ منکر وحدت وجود ہے۔ اس کے رو برو میں ۔ نے کچھ بیان وحدت وجود شریعت کیا تھا۔ ابھی پورا بیان کرنے نہیں پایا تھا۔ کہ قبض وارد ہوا۔ یہ سن کر حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔ کہ اگرچہ تو حق پر تھا۔ مگر کیا تو نے یہ نہیں سنا۔ کہ وہ شان بے نیازی بھی رکھتا ہے۔ پھر:

کافی نمبر ۱۰۰

بھر واسا کی آشنائی دا
ڈر لگدا بے پرواہی دا

ابراہیمؑ چخہ وچہ پائیو — بھٹھ سلیمانؑ توں جھکایو
یونسؑ مچھی توں نگلایو — پھر یوسفؑ مصر وکائی دا

بھر واسا کی آشنائی دا
ڈر لگدا بے پرواہی دا

زکریاؑ سر کلوت چلایو — صابرؒ دے تن کیڑے پایو
صنعان گل زنار پوائیو — کتے الٹا پوش کہائی دا

بھر واسا کی آشنائی دا
ڈر لگدا بے پرواہی دا

پیغمبرؐ نے نور اپایو — نام امام حسینؓ دھرایو
جھولا جبرائیل جھولایو — پھر پیاسا گلا کٹائی دا

Marfat.com

بھر واسا کی آشنائی دا
ڈر لگدا بے پرواہی دا

جاں ذکریاؑ رکھ چھپایا — چھپنا اس دا برا منایا
آرہ سر تے چا وگایا — سنے رکھ چرائی دا

بھر واسا کی آشنائی دا
ڈر لگدا بے پرواہی دا

یحیٰی اس دا یار کہایا — نال اوسے دے نیہوں لگایا
راہ شرع دا ان بتلایا — سر اس دا تھال کٹائی دا

بھر واسا کی آشنائی دا
ڈر لگدا بے پرواہی دا

بلھا شوہ ہن صحیح سنجھاتے ہیں — ہر صوت نال پچھاتے ہیں
کتے آتے ہیں کتے جاتے ہیں — ہن میتھوں بھل نہ جائی دا

بھر واسا کی آشنائی دا
ڈر لگدا بے پرواہی دا

جب انبیاءؑ اور اولیاءؒ کا یہ حال ہے۔ کہ اس کی شان بے نیازی سے تھر تھر کانپتے ہیں۔ تو تو کس گنتی میں ہے؟ اور تجھ سے کئی بڑی بڑی غلطیاں اور گناہ ہوئے۔ اوّل یہ کہ اسرار کا حال نا اہل کے روبرو بیان کیا۔ تو نے سنا نہیں جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

بیت

سر وحدت منطق الطیر است جامی لب بہ بند
جز سلیمانے نشاید فہم ایں گفتار را

اور میرے سید حسینی قدس سرہ فرماتے ہیں:

قطعہ

حرف معنی گراں بہا گریست
چوں بناداں رسی مگو و خموش
قیمت لعل جوہری داند
چہ نہی در دکان وردہ فروش

دوسری یہ ہے کہ قبل از صاحب ارشاد ہونے کے یعنی قبل از تکمیل اور فنا کے دوسرے کو وعظ و نصیحت کی اور یہ طریقت میں گناہ عظیم ہے۔ اس لئے کہ سب سے پہلے مستحق کو وعظ و نصیحت کا اپنا نفس ہے۔ اپنے نفس کو چھوڑ کر دوسروں کو وعظ و نصیحت کرنا یعنی مستحق کو چھوڑ کر غیر مستحق کو دینا دفع شے علیٰ غیر مجلہ ہے۔ جس کو ظلم کہتے ہیں۔

تیسری یہ صحبت ناجنس کی اختیار کی جو طالبِ حق کیلئے سم قاتل ہے۔ اس لئے کہ جیسے نفوس احدتا ثیر میں حکم برق کارر کھتے ہیں۔ ایسے ہی نفوس اشرار بھی حکم برق کار رکھتے ہیں۔ اخیار کے نفوس اگر برق موجبہ ہیں۔ تو اشرار کے نفوس برق سالبہ ہیں۔ ان کا عکس فوراً پڑ جاتا ہے۔ اس لیے اِن کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ چنانچہ

Marfat.com

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ز جاہل گریز ندہ چوں تیر باش
نیا میختہ چوں شکر شیر باش

تجھ سے یہ گناہ وقوع میں آئے۔ اس وجہ سے قبض وارد ہوا۔ اس کا علاج توبہ استغفار اور شرمساری اور گریہ و زاری اور تجدید بیعت اور محبوب العالمین شفیع المذنبین کا واسطہ پکڑنا ہے۔ جتنی خطائیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور محبوب کے محبوبوں کے صدقے سے معاف کر دیتا ہے۔ طالب صادق نے یہ سن کر توبہ استغفار کی تجدید بیعت کر کے تضرع اور زاری سے جناب باری میں عرض کیا:

الٰہی بطفیل حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شاہ رضا قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ محمد فاضل لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ اللہ دتا قادری اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت سید نور رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ زین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ وحید الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت حاجی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شاہ قادن رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

الٰہی بطفیل حضرت شیخ عبداللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ محمد طیفوریہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ محمد عاشق رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت شیخ خدا قلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت خواجہ ابوالمظفر مغربی ترک طوسی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت خواجہ یزید العشقی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت خواجہ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بطفیل حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بطفیل حضرت امام زین العابدین رضی تعالیٰ اللہ عنہ

الٰہی بطفیل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بطفیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ، شیر خدا

حاشیہ

حضرت شیخ عبداللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ امام طریقت اور پیر حقیقت سلسلہ شطاریہ کے تھے۔ بارشاد مرشد ہندوستان تشریف لائے۔ اور جا بجا سیر فرماتے ہوئے شہر مندو ملک مالوہ میں سکونت پذیر ہوئے ۸۳۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مزار پرانوار شہر مندو میں ہے۔

Marfat.com

حضرت محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ ۹۷۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا مزار شریف گوالیار میں ہے۔

حضرت شیخ وحید الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بڑے عالم اور کامل علوم ظاہری اور باطنی کے تھے۔ استعداد کمال رکھتے تھے۔ مشہور اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ وفات آپ کی ۹۹۸ھ میں ہوئی۔ مزار پر انوار احمد آباد میں ہے۔

حضرت شاہ رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اعاظم علماء دین اور کبریٰ مشائخ اہل یقین سے تھے۔ کرامات اور خوارق آپ سے بہت صادر ہوئے تھے۔ وفات آپ کی ۱۱۱۸ھ میں ہوئی۔ مزار شریف لاہور میں ہے۔

حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی کامل اور مکمل اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ پہلے قصور میں ہدایت خلق میں مشغول تھے۔ پھر لاہور تشریف لا کر خلق کو ہدایت کرتے رہے۔ آپ کی وفات ۱۱۴۱ھ میں ہوئی۔ مزار پر انوار لاہور میں واقع ہے۔

اور خاص الخاص بتصدیق اپنے محبوب اور اپنے مطلوب اپنے اپنے مقصود جان جہاں سردار انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میری دعاء قبول فرما۔ اور میری خطا معاف فرما۔ یہ کہنا تھا کہ طالب صادق کا قبض رفع ہوا۔ اور بسط وارد ہوا پھر تو طالب صادق نے خوشی میں کہا۔

Marfat.com

کافی نمبر ۱۰۱

مرلی باج اٹھی اج گھاتاں
سن کے بھل گئی سب باتاں

لگ گئے انحد بان نیارے سب جھوٹی دنیا کوڑ پسارے
سائیں ویکھن مکھ ونجارے مینو بھل گئیاں سب باتاں

مرلی باج اٹھی اج گھاتاں
سن کے بھل گئی سب باتاں

ہن میں چینچل مرگ پھہایا اوسے مینوں بنھ بہایا
صرف دوگانہ عشق پڑھایا رہ گیاں دوترے چار رکعتاں

مرلی باج اٹھی اج گھاتاں
سن کے بھل گئی سب باتاں

بلھا شوہ میں ہن برلائی جد کی مرلی کاہن بجائی
باوری ہو تساں ول دھائی کھوجی کت ول دست براتاں

مرلی باج اٹھی اج گھاتاں
سن کے بھل گئی سب باتاں

کافی نمبر ۱۰۲

ماہی دے تین ملیاں سب دکھ ہوون دور
لوکاں دے بھانے چاک چکٹا ساڈا رب غفور
ماہی دے تین ملیاں سب دکھ ہوون دور

جیندے ملن دی خاطر چشماں بہندیاں سی بت جھور
ماہی دے تیں ملیاں سب دکھ ہوون دور
اُٹھ گئی ہجر جائی جگروں دس دا ظاہر ہور
ماہی دے تیں ملیاں سب دکھ ہوون دور
بلّھا رمز سمجھ دی پایا ناں نیڑے ناں دور
ماہی دے تیں ملیاں سب دکھ ہوون دور

کافی نمبر ۱۰۳

واہ سوہنیاں تیری چال عجائب لٹکاں نال چلیندے ہو
آپے ظاہر آپے باطن آپے لک بہندے ہو
آپے ملاں آپے قاضی آپے علم پڑھیندے ہو
واہ سوہنیاں تیری چال عجائب لٹکاں نال چلیندے ہو
گھت زنار کفر دا گل وچہ بت خانے ڈر بہندے ہو
لو لاک لما افلاک وچار و آپے دھوم مچیندے ہو
واہ سوہنیاں تیری چال عجائب لٹکاں نال چلیندے ہو
ذات توہیں اشراف رنجھیٹا لایا ندی لاج رکھیندے ہو
بلّھا شوہ عنایت میںوں پل پل درشن دیندے ہو
واہ سوہنیاں تیری چال عجائب لٹکاں نال چلیندے ہو

بعد اس کے حال وحدت نے پھر زور کیا تو طالب صادق نے یوں شور مچایا۔

Marfat.com

کافی نمبر ۱۰۴

تو‍ں نہئیوں ہیں میں نا ہیں وے سجناں توں نہیوں ہیں میں ناہیں
کھولے دے پرچھاویں وانگوں گھوم رہا من ماہیں
توں نہئیوں ہیں میں ناہیں وے سجناں توں نہیوں ہیں میں ناہیں
جاں بولاں توں نالے بولیں چپ کراں من ناہیں
توں نہئیوں ہیں میں ناہیں وے سجناں توں نہیوں ہیں میں ناہیں
جاں سوواں تاں نالے سوویں جاں ٹراں توں راہیں
توں نہئیوں ہیں میں ناہیں وے سجناں توں نہیوں ہیں میں ناہیں
بلھا شوہ گھر آیا ساڈے جندڑی گھول گھمائیں
توں نہئیوں ہیں میں ناہیں وے سجناں توں نہیوں ہیں میں ناہیں

یعنی تو ہی باوجود مطلق یا ہستی صرف جس کو کہیں۔ اور جس کے عام ظہور میں صفات افعال اور آثار ہیں۔ وہ تو ہی ہے۔ میں نہیں ہوں۔ کیونکہ:

چیزے کہ نیست او بخود نیست
ہستیش نہادن ز خرد نیست
ہستی کہ بحق قیام وارد
اونیست ولیک نام وارد

یعنی میری ہستی فی الواقع نہیں ہے۔ ہستی جس کو کہیں وہ تیری ہی ہے۔ اور افعال اور اقوال ایک ہستی رکھتے ہیں۔ اور ان کا تعلق بھی تیرے ہی سے ہے۔ میری طرف ان کی برائے نام اضافت ہے۔

Marfat.com

رباعی عماد

ہر فعل وصفت کہ گردد از ما پیدا
راجع بوجود است ز ما جلوہ نما
اطلاق وجود فعل بر مانہ زماست
زانست کہ عین او بود ہستی ما

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

گویم سخن مشکل و سر مغلق
ہر فعل و صفت کہ شد باعیاں ملحق
از یک جہت آں جملہ مضاف است بما
وزوجیہ وگر جملہ مضاف است بحق

رُباعی

از دعویٰ حول و قوتِ نفس تباہ
تا چند کنم نامۂ اعمالِ سیاہ
چوں فعل من از ہستی وہستی حق است
لا حول ولا قوۃ الا باللہ

پس:

جاں سواں تاں نالے سویں جاں ٹراں تاں راہیں
توں نہیوں ہیں میں ناہیں وے سجناں توں نہیوں ہیں میں ناہیں

جیسے کہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری فرماتے ہیں:

مصرعہ

آنکہ مے خورد وے خسپد چیزے دگر است

(دیکھو نفحات صفحہ ۲۱۵)

میں جو عدم مطلق ہوں۔ اور ہستی برائے نام میری طرف اضافت ہے۔ تو ان باتوں سے یعنی چلنے سونے جاگنے کو کیا جانوں؟

کافی نمبر ۱۰۵

کی جاناں میں کوئی وے اڑیا کی جاناں میں کوئی
جو کوئی اندر بولے چالے ذات ساڈی ہوئی
جس دے نال میں نیوں لگایا اوہو جیہی ہوئی
کی جاناں میں کوئی وے اڑیا کی جاناں میں کوئی
چٹی چادر لاسٹ کڑیئے پہن فقیری دی لوئی
چٹی چادر نوں داغ لگے گا لوئی نوں داغ نہ کوئی
کی جاناں میں کوئی وے اڑیا کی جاناں میں کوئی
بلّھا شوہ عنایت کر کے شوق شراب دتوئی
بھلا ہویا اسیں دوروں چھٹے نیڑیوں ای لبھوئی
کی جاناں میں کوئی وے اڑیا کی جاناں میں کوئی

Marfat.com

اس فقرہ سے کہ جس دے نال میں نیوں لگایا اوہوجیہی ہوئی۔ یہ نہ سمجھ لینا۔ کہ بندہ خدا ہوگیا کیونکہ کتنا ہی کوئی کامل ہو۔ اَلْعَبْدُ عَبْدٌ وَالرَّبُّ رَبٌّ ہی رہتا ہے۔ جب بندہ کسی کی ذات عدم مطلق اور رب کی ذات وجودِ مطلق ہے۔ اور انقلاب ماہیت محال ہے۔ تو عدم مطلق وجود مطلق کیسے ہوسکتا ہے یعنی بندہ بندہ ہی رہتا ہے۔ ہاں! کیا بات ہوتی ہے۔ کہ بندہ کیلئے جو ایک وہم ہستی مستقل کا واسطے دوری کے پیدا کیا گیا ہے۔ اور جس وہم پر تمام خرابیاں اور مجبوریاں ہیں۔ وہ اس عشق الٰہی سے دور ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہیں۔ جن کو از روئے وہم ہستی مستقل کے یہ اپنی کہتا ہے۔ وہ اس سے جاتی رہتی ہے۔ جیسے کہ کسی کا قول ہے۔ (دیکھو رسالہ قدسیہ خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ)

چندانکہ بر دایں راہ کہ دوئی برخیزد　　در ہست دوئی براہ روی برخیزد
تو او نشوی دے اگر جہد کنی　　جائے برسی کز تو توئی برخیزد

اور جب یہ میں جاتی رہتی ہے۔ تو حیرت محمود میں جو انتہاء مقام معرفت ہے۔ طالب صادق پر جا پڑتا ہے۔ اور کہتا ہے:

کافی نمبر ۱۰۶

مینوں کی ہویا ہن میتھوں گئی گواتی میں
مینوں کی ہویا کیوں میں نوں کملی کہندی میں
مینوں کی ہویا ہن میتھوں گئی گواتی میں
تیں وچہ ویکھاں تاں میں نہیں ہوندی میں وچہ دسناںیں میں
مینوں کی ہویا ہن میتھوں گئی گواتی میں

Marfat.com

سر تے پیر تیکر بھی تو ہیں اندر باہر ہیں تیں
مینوں کی ہویا ہن میتھوں گئی گواتی میں

چھٹ پئی اوراروں پاروں نہ بیڑی نہ میں
مینوں کی ہویا ہن میتھوں گئی گواتی میں

منصورؒ پیارے کہیا انا الحق کہو کہایا میں
مینوں کی ہویا ہن میتھوں گئی گواتی میں

بلّھا شوہ اوسے دا عاشق اپنا آپ ونجایا جیں
مینوں کی ہویا ہن میتھوں گئی گواتی میں

یعنی اے معشوق حقیقی! ظاہر بین لوگوں کی نظروں میں مجھ کو کیا ہوگا ہے؟ جو مجھ سے میں چلی گئی۔ اور میں اس میں کو اپنی نہیں کہتا ہوں۔ تیری میں کہتا ہوں۔ بات یہ پائی جاتی ہے۔ کہ میری نظر حقیقت اور باطن پر ہے۔ اوران کی نظر اعتبار اور ظاہر پر بہ نظر حقیقت اور باطن میرے نزدیک وہ کملے اور پاگل ہیں۔ جو تیری میں کو اپنی میں کہتے ہیں۔ اور بہ نظر اعتبار اور ظاہر ان کے نزدیک میں کملا اور پاگل ہوں۔ جو اس میں کو تیری میں بتاتا ہوں۔ اور ہر دم بقول مولانا جامی قدس سرّہ یہ گاتا ہوں:

رباعی

ہر بے سرو پا نرسد دست بتو　　خوش آنکہ زخود برست پیوست بتو
ہستی تو بہ ہستی کہ بجز ذات تو نیست　　ما نیست بذاتِ خود و لے ہست بتو

میں وچ ویکھاں تاں میں نہیں ہوندی میں وچہ دسنائیں تیں
سر تے پیر تیکر بھی تو ہیں اندر باہر تیں

Marfat.com

اوراس امر واقعہ کے ظاہر ہونے سے دریائے وہم کے اوراراور پار سے چھوٹ گئے۔اور بدوں کشتی اور جہاز کے پاراتر گئے۔دریائے وحدت میں فنا ہو گئے۔اور یہ بات سچے کے صدقے پائی کہ:

کافی نمبر ۱۰۷

میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

جد وصل وصال بنائے گا تد گنگے دا گڑ کھائے گا
سر پیر نہ اپنا پائے گا ایہ میں ہور نہ کسے بنائی

میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

ہوئے نین نیناں دے بردے درشن سے کوہاں تے کردے
پل پل دوڑن مارے ڈردے تیں کوئی لالچ گھت بھرمائی

میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

ہن اساں وحدت وچہ گھر پائی واسا حیرت دے سنگ آیا
جیون جمن مرن بنایا اپنی سدھ بدھ رہی نہ کائی

میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

Marfat.com

میں جاتا سی عشق سوکھالا چونہہ ندیاں دا وہن اجالا
کدی تے اگ بھڑکے کدی پالا نت برہیوں اگ لگائی
میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

ڈوں ڈوں عشق نقارے وجدے عاشق جاں او تیول بھجدے
تڑتڑ گئے گر گجدے لگا عشق تاں شرم سدھائی
میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

پیارے بس کر بہتی ہوئی تیرا عشق میری دلجوئی
توں بن میرا سکا نہ کوئی اماں بابل بہن نہ بھائی
میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

کدی جا اسمانی بہندے ہو کدی اس جگہ دکھ سہندے ہو
کدی پیر مغاں ہو بہندے ہو میں تاں اکسے ناچ نچائی
میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

بلھا شوہ اسیں تیرے وارے ہاں تیرا مجھ ویکھن دے ونجارے ہاں
کجھ اسیں بھی تینوں پیارے ہاں کہ میں اینویں گھول گھمائی
میں وچہ میں نہ رہ گئی رائی
جب کی پیارے سنگ پیت لگائی

Marfat.com

کافی نمبر ۱۰۸

ہن مینوں کون پچھانے ہن میں ہو گئی نی کجھ ہور

ہادی مینوں سبق پڑھایا اوتھے غیر نہ آیا جایا
مطلق ذات جمال وکھایا وحدت پایا نی شور

ہن مینوں کون پچھانے ہن میں ہو گئی نی کجھ ہور

اول ہو کے لا مکانی ظاہر باطن دسدا جانی
رہیا نہ میرا نام نشانی مٹ گیا جھگڑا شور

ہن مینوں کون پچھانے ہن میں ہو گئی نی کجھ ہور

پیارا آپ جمال وکھالے مست قلندر ہون متوالے
ہنساں دے ہن ویکھ لے چالے بلّھا بھل گئی کانگاں دی ٹور

ہن مینوں کون پچھانے ہن میں ہو گئی نی کجھ ہور

یعنی اب میں کچھ اور ہی ہو گیا ہوں۔ اب مجھ کو سوائے اہل بصیرت کے اور کون پہچانے؟ کہ میں کیا ہوں۔ اس بیان سے یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ یوں کہتے ہیں۔ کہ میں بندہ سے خدا ہو گیا ہوں۔ نعوذ باللہ منہما۔

ممکن واجب نہیں ہو سکتا۔ گلشن راز:

مگو با کس ز حد خویش بگذشت نہ او واجب شدہ نے واجب او گشت
ہر آں کہ در معانی گشت فائق نگوید کیں بود قلب حقائق

مگر ہاں! ہادی نے مجھ کو یہ سبق پڑھایا۔ اور یہ ایک بھید بتاتا ہے۔ کہ ''اوتھے غیر نہ آیا جایا''۔ چونکہ وہ وجود مطلق ہے۔ غیر اس کا عدم مطلق ہے۔ جس کا وجود نہ

Marfat.com

علماً ہوسکتا ہے۔ نہ عیناً نہ وہماً ہوسکتا ہے۔ نہ قیاساً۔ یہ جو کچھ ظہور ہے۔ یہ مطلق ذات نے جس میں کسی طرح کی قید نہیں ہے۔ اپنا جمال دکھایا ہے۔ اور ظہورِ عالم کا وحدت نے شور مچایا ہے۔ تو ہر دم یہ کہہ:

توں نہیوں میں ناہیں وے سجناں توں نہیوں ہیں میں ناہیں

اس سبق اور تعلیم ہادی اور مرشد سے مجھ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ میں جو اپنی ہستی کو ایک ہستی مستقل ورائے ہستی حق کے سمجھتا تھا۔ وہ ایک وہم تھا۔ پس:

ہن میں ہو گئی نی کجھ ہور مینوں کون پچھانے

یعنی

کافی نمبر ۱۰۹

رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی
سدو نی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی

رانجھا میں وچہ میں رانجھے وچہ ہور خیال نہ کوئی
میں نہیں اوہ آپے ہے اپنی آپ کرے دلجوئی
رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی
سدو نی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی

ہتھ کھونڈی میرے اگے منگو موہنڈے بھورا لوئی
بلّھا ہیر سلیٹی ویکھو کتے جا کھلوئی
رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی
سدو نی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی

کافی نمبر ۱۱۰

پیا پیا کرتے ہمیں پیا ہوئے اب پیار کس نوں کہیے
ہجر وصل ہم دونوں چھوڑے اب کس کے ہو رہیے
پیا پیا کرتے ہمیں پیا ہوئے اب پیار کس نوں کہیے
مجنوں لال دیوانے وانگوں اب لیلیٰ ہو رہیے
پیا پیا کرتے ہمیں پیا ہوئے اب پیار کس نوں کہیے
بلّھا شوہ گھر میرے آئے اب کیوں طعنے لمہیے
پیا پیا کرتے ہمیں پیا ہوئے اب پیار کس نوں کہیے

کافی نمبر ۱۱۱

پرتا لیو ہن عاشق کیہڑے
نیہوں لگا مت گئی گواتی نحن اقرب ذات پچھاتی
سائیں بھی شاہ رگ توں نیڑے
پرتا لیو ہن عاشق کیہڑے
ہیرے ہو مڑ رانجھا ہوئی ایہ گل وِرلا جانے کوئی
چک پئے سبّ جھگڑے جھیڑے
پرتا لیو ہن عاشق کیہڑے
لے براتاں جاگن نور نبی دے برسن لاگن

Marfat.com

اوہو ویکھ اساڈے جھیڑے
پرتا لیو ہن عاشق کیہڑے
انا الحق آپ کہایو لوکا منصور رحمۃ اللہ علیہ نہ دیندا آپے ہوکا
ملا بن بن آون نیڑے
پرتا لیو ہن عاشق کیہڑے
بلّھا شاہ شریعت قاضی ہے حقیقت پر بھی راضی ہے
سائی گھر گھر نیاؤں نبیڑے
پرتا لیو ہن عاشق کیہڑے

یعنی اے بھولے ہوئے لوگو! میرے اس حال کرامت افعال پر تاثیرات دیکھ کر پڑتال کرلو۔ اور دیکھ لو۔ عاشق کون ہے۔ میں نہیں ہوں۔ بلکہ فی الواقع وہی عاشق ہے۔ جس نے خبر دی ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهُمْ فرمایا ہے۔ پرتالئیو ہن عاشق کیہڑے۔ ہاں

ہیرے ہو مڑ رانجھا ہوئی
ایہہ گل جانے ورلا کوئی

جب یہ بات معلوم ہو جائے تو:

چک پون سب جھگڑے جھیڑے پر تالئیو ہن عاشق کیہڑے

کافی نمبر ۱۱۲

اپنے تن دی خبر نہ کوئی ساجن دی خبر لیاوے کون
ناں ہو خاکی ناں ہو آتش ناں ہو پانی پون
کپّے دے وچہ روڑ کھڑکدے مورکھ آکھن بولے کون
بلّھا سائیں گھٹ گھٹ میاں جیوں آٹے وچہ لون

یعنی میں جو فی حدذات خود عدم محض ہوں اور عدم محض سے کوئی فعل صدور میں نہیں آسکتا۔ تو پھر ساجن کی کون خبر لاوے۔ اور جب میں فی حدذات خود عدم محض ہوں۔ تو نہ خاکی ہوں۔ نہ آتش ہوں۔ نہ پانی ہوں پون یعنی ہوا ہوں۔ کہ عدم محض کو لیاقت وجود کی نہیں ہے کہ اس لئے انقلاب ماہیت محال ہے پس یہ سب حضرت الوجود کے ظہور ہیں۔ اور کچھ نہیں کہ:

اربعہ عناصر آپ بن آیوں وچہ وڑ بیٹھا آپے
آپے کڑی تے آپے منڈا آپے ہویا ماپے
آپے رووے آپے پٹے آپے کرے سیاپے
بلّھا شوہ بن ہور نہ کوئی اوہ آپ آپ تھیں جاپے

اور میری مثال ایسی ہے۔ جیسے:

کپّے دے وچہ روڑ کھڑکدے مورکھ آکھن بولے کون
بلّھا سائیں گھٹ گھٹ رہیاں جیویں آٹے وچہ لون

اور یہ مثال کپّے ہور آٹے کی بھی محض سمجھانے کیلئے ہے۔ عدم کو کپّے اور آٹے ہونے کی بھی لیاقت نہیں ہوسکتی۔ پس:

کافی نمبر ۱۱۴۳

میں بے قید میں بے قید نہ روگی نہ دید
ناں میں مومن نہ میں کافر نہ سیّد نہ سید
چودھیں طبقیں سیر اساڈا کتے نہ ہوندا قید
جوابات میں جاں اساڈی نہ شوبھا نہ غیب
بلّھا شوہ دی ذات پچھان نہ پیدا نہ پیدا

واضح ہو کہ صوفیاء کرام قدس اللہ اسرارہم کے کلام میں جو لفظ آتا ہے اس کے دو معنی ہوتے ہیں۔ یعنی کبھی میں نے ان کی مراد وجود مطلق ہویت حق کی ہوتی ہے۔ اور کبھی عدم مطلق کی۔ وجود مطلق سے مراد ہونے کی نسبت مولانا جامیؔ قدس سرہ فرماتے ہیں:

رباعی

ز آمیزش جان و تن توئی مقصودم
وز مردن و زیستن توئی زیستن توئی مقصودم
تو دیر وزی و من برفتم ز میاں
من گویم ز من توئی مقصودم

صاحب گلشن راز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دگر کردی سوال از من کہ من چیست
مرا ز من خبر کن تا کہ من چیست

Marfat.com

چو ہست مطلق آید در اشارات

بلفظ من کنند از دے اشارات

اور اسی طرح مراد او اور ہو سے ہوّیت حق کی رکھتے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۴۳۸ سلسلۃ الذہب) اور یہ امر کہ کسی خاص عبارت میں میں سے کون سے معنی مراد ہیں۔ آیا وجود مطلق کے یا عدم مطلق کے۔ اس عبارت کے سباق کلام سے معلوم کئے جاتے ہیں۔ الا کلیہ یہ ہے۔ کہ جہاں اپنی تعریف کریں گے۔ وہاں اس سے مراد اس کی ذات یعنی وجود مطلق کی ہوگی۔ اور جہاں توہین کریں گے۔ وہاں اپنی ذات یعنی عدم مطلق کی ہوگی۔ چنانچہ ایک روز کسی عارف نے پہلے اپنی بہت تعریف کی۔ پھر بہت برائی کی۔ اس کا جواب عارف نے یوں دیا:

صاحبو! بہ ذات خود میں ایسا برا ہوں کہ عدمِ محض ہوں۔ جس قدر عالم ظہور میں وجوی چیزیں ہیں۔ میں ان میں ادنیٰ اور کچھ بھی نہیں ہوں عدم سے بڑھ کر کیا برائی ہوگی۔ رانڈ سے آگے کوئی گالی نہیں ہے۔ اور نظر حقیقت خود ایسا اچھا ہوں کہ حضرت حقیقت اور اس کی صفات اور کمالات کا ظہور مجھ میں ہی ہوتا ہے۔ اس لئے کہتا ہوں:

بیت لمعہ ۱۹

چوں در خود اوصاف تو یابم خبرے　　خاشا کہ نکوتر بود از من دگرے

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

در دائرہ دور زماں جز من کیست　　در سلسلۂ کون و مکان جز من کیست

Marfat.com

من محو در و داد در اعیان ساری	زاں میگویم کہ دردوجہاں جز من کیست

پس جب میں اپنی بڑائی کرتا ہوں۔ تو مجھ کو نہ سمجھئے میری حقیقت کو جانئے۔ اور جب میں اپنی برائی بیان کرتا ہوں۔ یہاں ظاہر ہے۔ کہ میری حقیقت اور ہے۔ اور ذات اور۔ میری حقیقت تو وہ ہے۔ جس کا ظہور ہے۔ اور جس سے میرا وجود ہے۔ اور ذات وہ ہے۔ جو عدم ہے۔ پس میں سے وجود مطلق مراد ہو۔ یا عدم مطلق۔ دونوں کی کوئی قید یا نسبت نہیں رکھتی ہیں۔ وجود مطلق تو اس وجہ سے اگر قید یا نسبت کا اطلاق اس کی طرف کیا جائے۔ تو وہ مطلق نہ رہے۔ اور عدم مطلق اس وجہ سے کہ قیود اور نسبتیں اعتباراً کچھ نہ کچھ ہیں۔ اور اس میں یہ لیاقت ہی ہے جو علماً یا عیناً یا وہماً یا قیاساً کچھ بھی کہتے ہیں۔ آ سکے۔ پس:

میں بے قید میں بے قید	جب بے قید ہے تو نہ روگی نہ وید

کیونکہ نہ روگی نہ وید۔ یہ دونوں نسبتیں اور قیود امر اعتباری ہیں۔ وہ ہیں۔ جس سے ہماری مراد ہیں۔ ان سے بے قید اور مبّرا ہے۔ ایسے ہی وہ ہیں۔ نہ مومن ہے۔ نہ کافر۔ نہ سید ہے۔ نہ سیّد۔ اس لئے کہ یہ سب نسبتیں امر اعتباری ہیں۔ وہ ان سے پاک ہے۔ اور میں ہی جو چودہ طبق ہیں۔ سیر کرتا ہوں۔ اور کہیں قید نہیں ہوتا ہوں۔ اور بلھے شاہ کی ذات کیا پوچھتا ہے۔ وہ تو نہ پیدا ہے۔ نہ پید ہے۔ یعنی عدم محض ہے تو:

کافی نمبر ۱۱۴

بلّھا کی جاناں میں کون

ناں میں مومن وچہ مسیتاں	ناں میں وچہ کفر دیا ریتاں
ناں میں پاکاں وچہ پلیتاں	ناں میں موسیٰ نہ فرعون

Marfat.com

بلّھا کی جاناں میں کون

نہ میں اندر بید کتاباں　　ناں وچہ بھنگاں نہ شراباں
ناں وچہ رنداں مست خراباں　　ناں وچہ جاگن ناں وچہ سون

بلّھا کی جاناں میں کون

ناں وچہ شادی ناں غم ناکی　　ناں میں وچہ پلیتی پاکی
ناں میں آبی ناں میں خاکی　　ناں میں آتش ناں میں پون

بلّھا کی جاناں میں کون

ناں میں عربی ناں میں لاہوری　　ناں میں ہندی شہر نگوری
ناں ہندو ترک پشوری　　ناں میں رہندا وچہ ندون

بلّھا کی جاناں میں کون

ناں میں بھید مذہب دا پایا　　ناں میں آدمؑ حوّا جایا
ناں میں اپنا نام دھرایا　　ناں وچہ بیٹھن ناں وچہ بھون

بلّھا کی جاناں میں کون

اوّل آخر آپ نوں جاناں　　ناں کوئی دوجا ہور پچھاناں
میتھوں ہور نہ کوئی سیاناں　　بلھ شوہ کھڑا ہے کون

بلّھا کی جاناں میں کون

تنبیہ: اس کافی میں بھی میں اور آپ کے معنی وہی سمجھنا جو قائل کی اصطلاح ہے۔ جس کی شرح کافی مرقومہ بالا میں بیان ہوئی ہے۔ اپنے محاورہ اور گفتگو کے معنی نہ سمجھنا۔ اگر ایسا کرو گے۔ تو وہی حال ہوگا۔ جو میاں بانکے ٹیڑھے خاں کا ہوا۔

Marfat.com

کافی نمبر ۱۱۵

نی سیّو میں گئی گواچی
کھول گھنگھٹ میں ناچی
جس ول ویکھاں اُت ول اوہی قسم اسے دی ہور نہ کوئی
فَهُوَ مَعَكُمْ پھرگئی دھوئی جب گور پتری باچی
نی سیّو میں گئی گواچی
کھول گھنگھٹ میں ناچی
نام نشان نہ میرا سیّو جو آکھاں تسیں چپ کر رہیو
ایہ گل مول کسے نہ کہیو بلّھا خوب حقیقت جاچی
نی سیّو میں گئی گواچی
کھول گھنگھٹ میں ناچی

پھر میاں طالب فرماتے ہیں:

کافی نمبر ۱۱۶

اب ہم گم ہوئے پریم نگر کے شہر
اپنے آپ نوں سودھ رہیا ہوں نہ سر نہ پیر
لتھے پکڑے بھلے گھر تھیں کون کرے نردیر
خودی کھوئی اپنا پد چیناں تب ہوئی گل خیر

Marfat.com

بلّھا شوہ ہے دوہیں جہانیں کوئی نہ دسدا غیر

یعنی الحمدللہ! فنا کلی حاصل ہوئی۔ کہ ہم پریم نگر میں گم ہو گئے۔ اور یہاں تک اس میں فنا ہوئے۔ کہ اپنے آپ کو سوہدھ رہا ہوں۔ نہ سر ہاتھ نہ پیر۔ یعنی چھوٹے چھوٹے اعضاؤں کا ذکر کیا ہے۔ بڑے بڑے اعضاء جو سر ہاتھ اور پیر ہیں۔ ان کا بھی کہیں پتہ نہیں ہے۔ جب اپنی خودی یعنی ہستی موہومی کو کھویا۔ اور اپنا پد یعنی ذات عدم مطلق معلوم کی۔ تب گل خیر ہوئی۔ اور یہ امر واقع ظاہر ہوا۔ کہ شوہ یعنی معشوق حقیقی جو ہستی صرف وجود مطلق ہے۔ وہی دونوں جہاں میں جلوہ فرما ہے۔ اس کا غیر حقیقی کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

واضح ہو کہ غیر دو قسم کا ہے۔ ایک غیر حقیقی دوسرا غیر اعتباری غیر حقیقی اس کو کہیں گے۔ جو دوسرے سے کسی امر میں شرکت بھی نہ رکھتا ہو۔ تو غیر حقیقی نہ ہوگا۔ غیر اختیاری ہوگا۔ جس امر میں دو چیزوں کی شرکت ہے۔ اس کو مابہ الاشتراک اور مابہ الاتحاد کہتے ہیں۔ اور جس امر میں ان کی شرکت نہیں ہوتی۔ اس کو بالامتیاز کہتے ہیں۔ واجب تعالیٰ کا غیر حقیقی معدوم ہے۔ پس معدوم مطلق اپنے معنی خود معدوم ہے۔ باقی رہیں۔ عالم کی چیزیں۔ کہ ایک چیز دوسری کی غیر حقیقی ہے یا غیر اعتباری یہ امر تھوڑے سے تامّل اور غور سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ کوئی چیز دوسری کی غیر حقیقی نہیں ہے۔ کسی نہ کسی امر میں ان کا لگاؤ پایا جاتا ہے۔ دونوں امر ان میں ہوتے ہیں۔ یعنی امر مابہ الاشتراک بھی ہوتا ہے۔ اور امر مابہ امتیاز بھی۔ پس مابہ الاشتراک کی وجہ سے ایک دوسرے کے غیر حقیقی نہیں ہو سکتی۔ اور مابہ الامتیاز کی وجہ سے غیر اختیاری کہنے میں آتی ہے۔ جیسے زید اور بکر ہیں۔ کہ ان میں امر مابہ الاشتراک تو

Marfat.com

انسانیت مطلقہ ہے۔ جس میں دونوں کی شرکت ہے۔ اور ما بہ الامتیاز ان کا تعیّن اور تشخص ہے۔ جس سے وہ ایک دوسرے سے ممیّز ہے ہیں پس باہم غیر حقیقی نہیں ہیں۔ غیر اعتباری نہیں ہیں۔ ایسے ہی انسان اور فرس میں کہ ان میں بھی دونوں امر بہ الاشتراک اور ما بہ الامتیاز پائے جاتے ہیں۔ ما بہ الاشتراک تو ان کی حیوانیت ہے۔ جس میں دونوں کی شرکت ہے اور ما بہ الامتیاز ان کا تعیّن تشخیص ہے۔ جس سے وہ ایک دوسری سے ممتاز ہیں۔ پس باہم غیر حقیقی نہیں ہیں۔ غیر اختیاری ہیں۔ ایسے ہی انسان اور پہاڑ اور درخت ہیں۔ کہ امر جسمانیت میں ان کا اشتراک ہے۔ اور اس وجہ سے وہ باہم غیر حقیقی نہیں ہیں۔ اپنے تعیّنات اور تشخیصات کی وجہ سے جو ما بہ الامتیاز ان کا ہے۔ غیر اعتباری ہیں۔ اور ایسے ہی عالم کی اور تمام چیزیں ہیں کہ امر امکان میں ان کا اشتراک ہے۔ اور اس وجہ سے وہ باہم غیر حقیقی نہیں ہیں۔ اپنے تمام تعینات اور تشخیصات کی وجہ سے جو ما بہ الامتیاز ان کا ہے۔ غیر اعتباری ہیں۔ ایسے ہی ممکن اور واجب میں کہ وجود مطلق کا ان ما بہ الاشتراک ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ باہم غیر حقیقی نہیں ہیں۔ غیر اختیاری ہیں۔

قطعہ

(لمعہ از لمعات عراقی)

حقیقت ہمہ چیز آمد یکے　　تو اندر مراتب بکن فرقہا
نظر بر حقیقت ہمہ عین ہست　　نظر بر تعیّن ہمہ غیر ہا

Marfat.com

رباعی عماد رحمۃ اللہ علیہ

از روئے تعین و تمیز اشیاء — شک نیست ہمگی غیر خدا
در روئے حقیقت ہمہ عین اند — در عالم وحدت نہ بود غیر خدا

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

گر کاسب شر بود و گر طالب خیر — گر صاحب خانقاہ و گر راہبِ غیر
از روئے تعیّن ہمہ غیر اندر زعین — وز روئے حقیقت ہمہ عین اندر زغیر

ابیات رُھتکی

اے ہستی صرف ذات و مطلق — موجود حقیقی تو ہے الحق
تو ہست ہے ہم نیست ہیں بالذات — اور ہیں بھی تو تیرے اعتبارات
ہے غیر حقیقی تیرا معدوم — موجود تو ہی ہے ہم ہیں موہوم
ہم غیر نہیں ہیں تیرے باری — اور غیر بھی ہیں تو اعتباری
پھر ایسے کا اعتبار کیا — جو کہنے کو غیر اور سوا ہے
فی الواقع ہے معتبر حقیقت — غیر اس کا عدم ہے در حقیقت
ہم غیر کو تیرے کیسے مانیں — تو آپ ہے یا ہیں تیری شاخیں
ان شاخوں کا نام خلق عالم — ان شاخوں میں ایک شاخ آدمؑ
پھر ان میں ہر ایک ایک شان ہے — مجموعہ شانہا جہان ہے
پس تیرا ہی جلوہ ہے جہاں میں — تو ہی ہے مکان و لامکاں میں

Marfat.com

تو ہی تو عیاں ہے آب و گل میں　　　تو ہی تو پنہاں ہے جان و دل میں
تیری ہی تجلّی آب و گل ہیں　　　تیری ہی تجلّی جان و دل ہیں
جلوہ ہی تیرا نیا ہر بار　　　جلوے میں تیرے نہیں ہے تکرار
ہر آن میں تیری ہے نئی آن　　　ہر شان میں تیری ہے نئی شان

یعنی ہر آن میں تیری نئی شان ہے۔ اور اس میں نئی ہر آن ہے۔ یعنی ہر شان اور ہر مرتبہ کا حکم اور اثر دوسرے سے الگ ہی ہے۔ اور ہر تجلّی غیر مکرر ہے۔ کیونکہ تجلّی مکرر فعل عبث ہے۔

رباعی عماد رحمۃ اللہ علیہ

تکرار تجلّی بخدائے متعال　　　نسبت کردن بہ بندہ شراست دوبال
زاں روئے کہ عبث باشد و بس　　　فعل عبث از خالق افعال محال

پس اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ کہ جہاں کہیں صوفیاء کرام قدس اللہ اسرارہم غیر کی نفی کرتے ہیں۔ وہاں لفظ غیر سے ان کی مراد غیر حقیقی ہوتی ہے۔ جیسے کسی کا قول ہے کہ:

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر
سواء اللہ واللہ ما فی الوجود

جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

رباعی

اے غیر ترا بسوئے تو سیرے نے   خالی از تو مسجدو دیرے نے
دیدم ہمہ طالبان و مطلوبان   آں جملہ توئی ودرمیان غیرے نے

یا جیسے یہاں بلھے شاہ قدس سرہ نے فرمایا ہے:

بلّھا شوہ ہے دوہیں جہانیں کوئی نہ دسدا غیر

یہاں لفظ غیر سے غیر حقیقی مراد ہے۔ نہ غیر اعتباری کہ غیر اعتباری کا وہ اثبات کرتے ہیں۔ یعنی جب ان کی نظر پر حقیقت ہوتی ہے۔ تو غیر کی نفی کرتے ہیں۔ اور جب نظر بر مراتب ہوتی ہے۔ تو اس کا اثبات کرتے ہیں۔ جیسا کہ رباعیات متذکرہ صدر عراقی حضرت اور حضرت جامیؔ اور حضرت عماد قدس اللہ اسرارہم سے ظاہر ہے۔ اور یہاں تک اس کا اثبات کرتے ہیں۔ کہ ہر تجلّی کو غیر مکرر فرماتے ہیں۔ جیسے اشعار ذیل سے واضح ہے۔

رباعی عماد رحمۃ اللہ علیہ

مستی کہ آفتاب نور باشد   در ہر آنے بشاں دیگر باشد
چوں جلوۂ او نیست مکرر ہرگز   زاں روئے شیون مکرر باشد

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

ہردم ز تو دردیدۂ خیالے بینم   در ہر دیدن تازہ جمالے بینم
چوں جلوہ تو نیست مکرر جاناں   کز دیدن تو بدل ملالے بینم

فرو جامی رحمۃ اللہ علیہ

ہر لحظۂ جمال خود نوع دگر آرائی — شور وگر انگیزی وشوق دگر افزائی

مغربی رحمۃ اللہ علیہ

ہر لحظہ بشکل آں بت عیار برآمد
ہر دم بلباسِ دگر آں یار برآمد

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

چوں رخت را ہر زماں حسن و جمالے دیگر است
لاجرم لا تو مرا ہر دم خیالی دیگر است

ایضاً

حجاب روئے تو ہم روئے تست در ہمہ حال
نہانی از ہمہ عالم از بسکر پیدائی
زر شک ماشنا سد ترا کسے ہر دم
جمالِ خود بلباس دگر گر بیارائی

ایضاً

یار ما ہر ساعتے آید بیاز ارے دگر — تابود حسن وجمالش راخریدارے دگر
کسوتی دیگر بپوشد جلوۂ دیگر کند — مظہر دیگر نماید بہر اظہارے دگر

حافظ رحمۃ اللہ علیہ

شاہد دلربائے من مے کند از برائے من
نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

اس مسئلہ عدم تکرار تجلّی کو اچھی طرح سمجھ لیجئے اور اس بات کو جان لیجئے کہ صوفیاء کرام اس مسئلہ کے باعث کہ ان کے نزدیک تحقیقاً یہ بات ہے۔ تجلّی مکرر نہیں۔ تناسخ کے قائل نہیں ہیں۔ تجلّی کے قائل ہیں۔ تجلّی اور تناسخ میں بڑا فرق ہے۔ جو کوئی ان کے بیان تجلّیات سے ان کو تناسخ کا قائل سمجھے وہ نادان ہے۔ اور غلطی پر ہے۔

صاحب گلشن راز فرماتے ہیں:

تناسخ نیست ایں گرزدی معنی
ظہور او نیست در عین تجلی

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر لحظہ بشکلِ آں بت عیار برآمد — ہر دم بلباس دگر آں یار برآمد
القصہ ہموں بودہ مے آمد ومیرفت — تا عاقبت آں شکل عرب دار برآمد
ایں نیست تناسخ وحدت صرف است — کافر شود آں کس کہ بانکار برآمد

اور صوفیاء کرام تجلّی غیر مکّرر یہاں تک فرماتے ہیں۔ کہ ہر آں غیر مکرر فرماتے ہیں۔ کہ کسی چیز کی نمائش ایک حال پر یا اس کی بقاء ایک عرصہ تک جو معلوم ہوتی ہے۔ وہ نمائش ایک حال پر یا وہ بقاء نہیں ہے۔ تجدد امثال ہے۔ چنانچہ صاحب

Marfat.com

رشحات فرماتے ہیں:

نیست تکرار در تجلّی او گرچہ باشد بروں زحد و شمار
لیک آں از تجدد امثال مے نماید بصورت تکرار

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رباعی

چیزیکہ نمائشش بیک منوال است وندر صفت وجود بریک حال است
در بدو نظر گرچہ بقائے دارد آں نیست بقا تجدّد امثال است

اس تجدد امثال کی زیادہ شرح دیکھنی ہو۔ تو شرح رباعیات جامی رحمۃ اللہ علیہ اور پوتھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے دوہرہ نمبر ۱۲۸ کی شرح دیکھئے۔ پس صوفیاء کرام دوصفت فناہ اور بقاء کے قائل ہوئے ہیں۔ اوران کے نزدیک عالم کے لئے بقاء یعنی ہستی نہیں ہے۔ جو بقاء معلوم ہوتی ہے۔ وہ تجدد امثال کی وجہ سے غلطی نظر اور افعال ہے۔ خلاصہ اس ساری تقریر کا قواعد ہائے ذیل ہیں:

قاعدہ۱: جب نظر بر حقیقت ہوتو غیر حقیقی کی نفی کرو

قاعدہ۲: جب نظر بر مراتب ہو۔ تو غیر اعتباری کا اثبات کرو۔ اور ہر مرتبہ کے حکم اور اثر الگ جانو۔ اور اس کا حفظ رکھو۔ جو کوئی ان دونوں قاعدوں پر عمل کرتا ہے۔ صدیق کہلاتا ہے۔ اور جو کوئی قاعدہ دوم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ وہ زندیق کہلاتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں۔

"گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی"

اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا۔ کہ جب کوئی بیان نظر بر حقیقت ہو۔ تو اس کو نظر بر حقیقت نہ سمجھنا۔ وہ بڑے نادان ہیں۔ جو بیان تو نظر بر حقیقت ہو۔ اور اس کو نظر بر مراتب سمجھ جائیں۔ اور یہ بیان نظر بر مراتب ہو۔ اس کو نظر بر حقیقت سمجھ جائیں۔ اور یہ بیان حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا ہے۔

بلّھا شوہ ہے دوہیں جہانیں کوئی دسدا غیر

یا یہ کہ

اربعہ عناصر آپ بن آیوں وچہ ور بیٹھا آپے
آپے کڑی تے آپے منڈا آپے ہویا ماپے
آپے روے تے آپے پٹے آپے کرے سیاپے
بلّھا شوہ بن ہور نہ دوجا آپے آپ تھیں جاپے

نظر بر حقیقت ہے۔ نہ نظر بر مراتب جو کوئی اس کو نظر بر مراتب سمجھے۔ وہ بڑا نادان ہے۔ صوفیاء کرام قدس اللہ اسرارہم کا خیال غیریت حقیقت سے پاک اور غیریت اعتباری سے پُر ہوتا ہے۔ کبھی وہ اپنے تئیں خدا نہیں سمجھتے۔ سمجھنے والے کی غلطی ہے۔ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ طالبان حق سے دوام کراتے ہیں۔ ایک غیریت حقیقی کی اس کے خیال سے نفی کراتے ہیں۔ دوسری غیریت اعتباری کا اثبات کراتے ہیں۔ پہلے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اپنی اپنی اصطلاح میں کہتے ہیں۔ جو کوئی فقرہ اوّل کا دل اور زبان سے عاقل اور قائل ہو۔ اور دوسرے فقرے کا دل اور زبان سے عامل اور قائل نہ ہو۔ اس کو ناقص جانتے ہیں۔ رسالہ عقائد صوفیاء میں حضرت سیّد محمد کالپوری قدس سرہ نے فرمایا۔ کہ جو اس حقیقت کو ان تقیدات میں بے اتحاد اور تبائن کے پائے وہ مسلمان حقیقی

ہے۔ ورنہ لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کو حاصل ہو جائے گا۔ محمدٌ اعبدہ ورسولہ حاصل نہ ہوگا۔ انتہیٰ

حضرت شیخ محمد بن غلام غوث بٹالوی قدس سرہ نے بیت رمز العشق کی شرح میں مرتبہ تعین کو محمد رسول اللہ فرمایا ہے۔ کیونکہ صوفیاء کرام تعین اوّل کو حقیقت محمدی ﷺ اور صورت محمدی ﷺ کو مرکز امر مدار حقیقت محمدی ﷺ ہے۔ جان عالم فرماتے ہیں۔ پس کچھ شک نہیں کہ باوجود لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ ہونے کے محمد رسول اللہ ہے۔ العبد عبدًا و الرب رب ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ ایک فرقہ ظاہریہ ہے جو وحدت وجود کو نہیں جانتا۔ اور دھوکہ وہی عقل عزیزی ہے۔ ہر شے کو دوسرے کا غیر حقیقی جانتا ہے۔ وہ فی الحقیقت لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ نہیں کہتا۔ اور ایک فرقہ باطنیہ ہے۔ جو وحدت الوجود میں یہاں تک غرق ہے۔ کہ حفظ مراتب نہیں رکھتا قولاً وفعلاً اپنی سمجھ ناقص اور خیال خام سے ہر شے کو خدا ہی کہتا ہے۔ وہ فی الواقع محمد رسول اللہ ﷺ نہیں کہتا۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ دونوں خرابیوں سے نکالتا ہے۔ یعنی بواطن اشیاء میں وحدت اور ظواہر اشیاء میں کثرت ثابت کراتا ہے۔ اور عارف مقتدا وہی ہے۔ جو وحدت کو بواطن اشیاء میں کثرت کو ظواہر اشیاء میں ثابت کرے۔ جیسے حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی چشتی قدس سرہ سواء السبیل کے مرحلہ چہاردہم فرماتے ہیں کہ۔

الناس اما محجوبون ولا یریدون الکثرۃ و الغیریہ یعنی لوگ یا تو محجوبون ہیں۔ جو سوائے کثرت اور غیریت کے اور کچھ نہیں دیکھتے۔ و اما یجذوبون فلا یرون الا الوحدت و العینہ یا مجذوبین ہیں۔ جو سوائے وحدت اور عینیت کے اور کچھ نہیں دیکھتے۔ فھما لا یصلحان الاقتداء بھا

Marfat.com

پس یہ دونوں فرقے اقتداء کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ لا فهما محجوبون بظلمة الكثرة او بنورة الوحدة۔ کیونکہ یہ دونوں محجوب ہیں۔ پہلا فرقہ تو ظلمتِ کفر سے محجوب ہے۔ اور دوسرا نور وحدت سے محجوب ہے۔ والعارف المقتدیٰ هو الذی جمع الطورين اور عارف مقتداوہ ہے۔ جو دونوں طوروں کو جمع کرتا ہے۔ فثبت الوحدة فی بواطن الاشياء و يثبت الكثرة فی ظواهر ها کہ وہ بواطن اشیاء میں ثابت کرتا ہے۔ فعين و مدته مفتوحة عين كثرة و كذ العكس پس اس کی وحدت کی آنکھ کثرت کی آنکھ کے ساتھ کھلی ہوئی ہے۔ اور ایسے ہی کثرت کی آنکھ وحدت کی آنکھ کے ساتھ کھلی ہوتی ہے۔ فيثبت الربوبية و العبودية والعينية والغيرية فی لبواطن والظواهر پس وہ ربوبیت کو بھی اور عبودیت کو بھی عینیت کو بھی غیریت کو بھی بواطن اور ظواہر میں ثابت کرتا ہے۔ ولا يطمس احكاماً اور ان کے حکموں کو نہیں مٹاتا فالممكنات عيناه حقيقة وغيره اعتباراً پس ممکنات عین اس کے حقیقتاً اور اس کے اعتباراً فمن حيث التعينات الغيرية ملوبة و من حيث الحقيقة العينية محققة پس تعیّنات کی حیثیت سے مسنوبہ ہے۔ اور حقیقت کی حیثیت سے عینیت محققہ ہے۔ فالممكنات بجميع الوجوه لا عينيه ولا غيره اور ممکنات بجميع الوجوه نہ اس کا عین ہیں۔ نہ اس کا غیر بل وجه الذات عينه بوجه التعين غيره بلکہ بوجہ ذات کے اس کا عین اور بوجہ تعین کے اس کے غیر ہیں۔ كما ان زيد اعين الا نسان حقيقة وعين تعيناً فان الامتياز كل تخل بالا طلاق جیسے زید انسان کا عین حقیقتاً اور اس کا غیر تعینات ہے۔ کس لئے کہ امتیاز اطلاق جاتا رہتا ہے۔ قال الشيخ ابو الحسن شا

Marfat.com

فاتی قدس سرہ یعنی شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ ینبغی ان یکون الغرق علیٰ لسانك والجمع فی قبلك۔

اے طالب صادق! میرے حال کے لائق یہ ہے کہ تیری زبان میں فرق ہو۔ اور تیرے دل میں جمع ہو۔ و ھذا اھوا لکمال اور یہ وہ حال ہیں۔ جس کو کمال کہتے ہیں۔ فالمقید محتاج الی المطلق مشتاق الی المقید فی ظھور پھر اس بات کو جاننا چاہئے کہ مقیّد محتاج مطلق کا وجود میں ہے۔ اور مطلق مشتاق مقید کا ظہور میں ہے۔ والممکنات من حیث الاطلاق متحدہ و من حیت التقیدات متعددہ پس ممکنات حیثیت اطلاق سے متحدہ ہیں۔ اور حیثیت تقیدات سے متعددہ میں۔ فاحکام الاطلاق لاقیة عند التقیدات و احکام القیدات فاخذة عند الطلاق پس احکام تقیدات کے وقت باقی رہتے ہیں۔ اور احکام تقیدات کے اطلاق کے وقت تک رہتے ہیں۔ والاتزا حم والاتقارض ولا تناکر نیٰ حکامھا بخلاف احکام مختصه بکل واحد منھا اور ایک ان میں سے دوسرے کے احکام مراحم یا متعارض یا منکر نہیں ہوتا۔ بخلاف اپنے اپنے احکام مخصہ کے فانہا متعارضة کہ وہ متعارض ہیں۔ مثلاً الانسان او اقیس مالا نسانیت الیٰ زید تحکم الکلیة مثلاً یو احم الجرئیة الثابته فی زید جیسے انسان زید کو قیاس کیا جاوے۔ تو حکم کلیت کا مثلاً مزاحم ہوتا ہے۔ حکم جزئیت کے جو زید میں ثابت ہے۔ و اما کونه جسماً متحر کاً مالا راوة لا یزاحمة الزیدیة مگر اس جسم کو متحرک بالارادۃ ہوتا قیاس کیا جاوے۔ تو وہ زیدیت کا مزاحم نہیں ہوتا۔ کذالك الجوب الامکان و تقدم والحدوث فان کلا من حیث التلبس بعارض لا خرة ایسے وجوب اور امکان اور قدم

Marfat.com

اور حدوث ہیں۔ کہ ہر ایک ان کا حیثیت تبلس کے دوسرے کا معارض ہوتا ہے
و اما من حیث التجرد فلا ۔ مگر حیثیت تجرد متعارض نہیں ہوتی۔ کیف (یہ
بات ہا ہی کی) کیونکر ہو۔ **وھذا الاحکام فی عین التجرد منغمة نه** یہ کہ
احکام عین تجرب میں ڈوب گئے ہیں۔ **الاتری ان عصا موسیٰ علی نبینا و
علیه الصلوٰة والسلام تری الحیة واما فی الواقع حیة لکن الاعصاه**
کیا یہ بات تجھ کو معلوم نہیں ہوئی۔ کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا سانپ دکھائی
دیتا تھا۔ اور فی الواقع وہ سانپ نہیں تھا۔ بلکہ عصا ہی تھا۔ **فھی عصاه ولیست
بحیّه وحیة ولیست بعصاه** پس وہ عصا ہی تھا۔ اور سانپ نہیں تھا۔ یا سانپ
تھا عصا نہیں تھا۔ **و العصا عین الحیة والحیة عین العصا** اور عصا عین
سانپ تھا۔ اور سانپ عین عصا **و العصا غیر الحیة والحیة غیر العصاء** اور
عصاء سانپ کا غیر اور سانپ عصاء کا غیر تھا۔ اور سانپ عصاء کا غیر تھا۔ **وکذا
احیال السحرة وعصیھم حیات فی نظر نا** ایسے رسیاں اور لکڑیاں
ساحروں کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف والوں کی آنکھوں میں سانپ نظر آتے ہیں۔
والحیات حیال وعصا ۔ حالانکہ وہ سانپ فی الواقع رسیاں اور لکڑیاں ہی
تھے۔ **کل ھذا فی التحلیل فلیس فی نفس الامر الاذات واحدة
متلبسة باحکام تخیل انھا غیر ھا لسبب تلك الاحکام** اور ایسے ہی
(اور جب نظر آتے ہیں وہ) سب تخیل میں ہیں۔ اور نفس الامر میں صرف ذات
واحد کے سوا احد کوئی نہیں۔ اور وہ ذات متلبس یا حکام تخیل ہے۔ اور ان احکام کی
وجہ سے وہ غیر معلوم ہوتی ہے۔ انتہی کلام حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہ
العزیز۔

سبحان اللہ! یہ کیا اچھا کلام ہے۔ کیا پیارا کلام ہے۔ سالکوں کیلئے کیا اچھا دستور العمل ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ بڑے اولیاء اللہ۔ بڑے کامل اور محقق کا کلام ہے۔ قلم اور زبان سے تعریف ان کی بیان نہیں ہوسکتی۔ آپ قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین دادا پیر حضرت مولانا فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی قدس سرہ کے ہیں۔ جو دادا پیر حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ صاحب تونسوی قدس سرہ کے تھے۔ وفات حضرت ممدوح کی گیارہ سو بیالیس ہجری (۱۱۴۲ھ) میں ہوئی۔ مزار مبارک دہلی میں جامع مسجد اور لال قلعہ کے مابین زیارت گاہ عالم ہے۔ (دیکھو صفحہ ۴۹۵ خزینۃ الاصفیاء جلد اوّل مناقب المحبوبین صفحہ ۴۵)

اب مختصر حال ان دونوں کاموں کا بیان کیا جاتا ہے۔ جو صوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم طالبان حق سے کراتے ہیں۔

Marfat.com

پہلا کام لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

یہ کام آسان نہیں ہے۔صرف زبان سے کہنے سے پورا نہیں ہوتا وہم جومخلوق کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ یہ خیال پیدا کرتا ہے۔ کہ عالم کی اور ہماری ہستی مستقل ورائے ہستی حق کے ہے۔اور جتنے افعال ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ وہم اور تصور اور خلاف واقع ہے۔کیونکہ امر واقع یہ ہے کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اے لاموجود الا اللہ لا غافل فی الحقیقت الا اللہ یہ وہم صرف لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے دور نہیں ہوتا۔ابھی ہم کہتے ہیں کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اے موجود الا اللہ اور اللہ ولا سواہ اور اس پر بھی یقین کرتے ہیں کہ:

چیزے کہ وجود اوخود نیست　　　　ہستیش نہزدا از خرد نیست

اور ابھی کسی بات چیت میں کسی کام میں پھر اپنی ایک مستقل ہستی ورائے ہستی حق کے سمجھتے ہیں۔اور کاموں کی نسبت فی الحقیقت اپنی طرف کرتے ہیں۔اسی وہم میں اور ہستی موہومی کے پھندے میں گرفتار ہیں۔ ہمارا بھی حال اسی کا سا ہے۔ جو مرض وہم میں بیمار ہیں۔ کہ جب کوئی تنکا چھت سے گرتا ہے تو کہتا ہے۔ کہ میری چھاتی پر کڑی گر پڑی۔قوت وہم نے تنکا اس کو کڑی دکھایا۔پھر جب اس کو دوا پلائی جاتی ہے۔تو وہ خوش ہوتا ہے۔اور کہتا ہے کہ اب میں اچھا ہو گیا۔مگر چونکہ مادہ فاسد کا پورا اخراج نہ ہونے کی وجہ سے ابھی مرض وہم کا ازالہ نہیں ہوا۔ پھر تنکا چھاتی پر

Marfat.com

گرتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ کڑی میری چھاتی پر گر پڑی۔ ایسا ہی حال ہمارا ہے۔ کہ حال ہمار ہمارے قول لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تکذیب کرتا ہے۔ صوفیائے کرام ایسے ہی حال میں ہم کو بت پرست کہتے ہیں۔ بقول آنکہ

(دیکھو فتوح الغیب مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴)

تا در تو زپندار تو ہستی باقی است
مے دان بہ یقین کہ بت پرستی باقی است
گفتی بت پندار شکستم رستم
ایں بت کہ تو پندار شکستی باقی است

جو کوئی زبان سے صرف لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے پر اکتفاء کر لیتا ہے۔ اور بت پندار کو نہیں توڑتا۔ تو وہ اگرچہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ الّا مسلمان حقیقی نہیں ہوتا ہے۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد
آہ گر از پے امروز شود فرو آئی

اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "توبة الناس من الذنوب و نوبتي من قول لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ"، یعنی اس قول پر اکتفاء کرنے سے توبہ ہے۔ پس اس بات کو یقیناً جانئے کہ المقلد في الشريعة ناجي و المقلد في الطريقة هالك یعنی مقلد مقامِ شریعت میں تقلید سے ضروری ناجی ہے۔ اور نجات پاتا ہے۔ مگر مقلد مقامِ طریقت میں تقلید سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ جب ہستی موہومی طالبِ حق کے خیال سے قطع ہو جاتی ہے۔ تو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کا حال ہو جاتا ہے۔ زبان سے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی حاجت نہیں رہتی۔ بلکہ وہ کہہ نہیں

Marfat.com

سکتا۔ جیسے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا حال تھا۔ جس کو عطار نے اس طرح نظم کیا ہے:

آں یکے وقت نزع شبلی رحمۃ اللہ علیہ را
گفت اے قدوۂ فنعار و کبار
کہ بگو لا الٰہ الا اللہ
مغفرت خواہ ایزو و غفار
بہ تبسم در آمد و بشگفت
ہمچو روئے بہار و چہرۂ یار
گفت معشوق من نہ استغناء
نکشاید زر دے رشوت کار
بعد ازیں ماؤ ساقی لب جو
بعد ازیں ماؤ یارو بوس و کنار
بعد ازیں ماؤ نغمہ و مطرب
بعد ازیں ماؤ خانہ خمار

چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں۔ بڑے میاں سبحان اللہ۔ سیّد الطائفہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد سنئے۔

سالکے مر جنید رحمۃ اللہ علیہ را پرسید
کائے زسر تا قدم ہمہ اسرار
بہ تکلم در آ کہ مشرک کیست
گفت کاں ہرزہ گوئی کو دن ساز

Marfat.com

ہر کہ نہ دیدہ نام او گوید
مسرک است آں فضول و ناہموار

مشرک اس واسطے ہے۔ کہ وہ ہستی مستقل اپنی ورائے ہستی حق کے سمجھتا ہے۔ اور ہستی مستقل میں جو محض حضرت حق کی ہے۔ اپنی شرکت قائم کرتا ہے۔ اور ہستی میں خدا کا ساجھی بنتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ سب سے بڑا شرک فی الوجود ہے اور کہتے ہیں کہ 'وجودك زنب لا یقاس بہ' زنب ۔پس صوفیائے کرام رحمۃ اللہ کے نزدیک جس کی ہستی موہومی واقع نہیں ہوئی۔ وہ مشرک ہے۔ آہ۔ آہ۔ بقول جامی رحمۃ اللہ علیہ:

رباعی

کی باشد کی لباس ہستی شدہ عشق
تابان گشتہ جمال و وجہ مطلق
دل در سطوات نور او مستہلک
جان در غلبات شوق او مستغرق

رباعی ایضاً

خوش آنکہ لباس و ہم را شق بینم
حق را ہمہ خلق و خلق رام حق بینم
بے آنکہ شود قید حجاب اطلاق
در ضمن مقیدات مطلق بینم

صوفیاء کرام رحمہم اللہ علیہم جو حکمائے حاذق طب روحانی کے ہیں۔ اس مرض وہم کا علاج فرماتے ہیں۔ بت پندار کے توڑنے کی تدابیر بتاتے ہیں۔ طالبِ حق کا جیسا مرض جنسی استعداد طبعی جیسی قابلیت پاتے ہیں۔ ویسے ہی مجاہدات عبادات تصورات اشغال واذکار مناسب حال اس کا فرماتے ہیں۔ جو کوئی طالب ان میں پورا اترتا ہے۔ وہی اپنی مرادات پاتا ہے۔ بہت سے کم نصیب راہ میں رہ جاتے ہیں۔ جیسے حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

''کوئی ورلی پار لنگھیندی اے''

یہ حکمائے طب روحانی فرماتے ہیں۔ کہ سب سے اچھا نسخہ اس مرض کے دور کرنے کا عشق حقیقی ہے۔ مگر یہ شرط ہے وہ عشق اپنے شیخ سے ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر حق سے۔ جو اس قاعدے اور ترتیب سے نہ ہو۔ وہ عشق نہیں۔ مالخولیا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما
اے افلاطون و جالینوس ما

بیت

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے
کس طرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہئے

عشق ایک آگ ہے جس کے تن میں لگ جاتی ہے۔ اس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ عدم اصلی کو پہنچاتی ہے۔ کندن بناتی ہے۔ یا یوں کہو۔ کہ عشق حقیقی ایک بجلی ہے۔ جو شیخ کی توجہ اور محبت کی تار محمڈن بیٹری (حقیقت محمدی ﷺ) اسٹیشن الٰہی (جذب قدیم حق مطلق) سے آتی ہے۔ اور ہزار ہا تماشے دکھاتی ہے۔ کبھی شمع برقی بنتی ہے۔ ایک عالم کو روشن کرتی ہے۔ کبھی دم دم میں عالم غیب کی تار برقیاں لاتی ہے۔ عالم شہادت کی پتلیاں نچاتی ہے۔ تمام کافیاں حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ کی اس کا پتا بتا رہی ہیں۔ یہی تماشے عاشقوں کو دکھا رہی ہے۔

یا یوں سمجھو۔ کہ عشق ایک مقناطیسیت ہے۔ جو مقناطیس قدیم سے حقیقت محمدی ﷺ میں آتی ہے۔ اور حقیقت محمدی ﷺ سے اولیاء کرامؒ میں سرایت کرتی ہے۔ اور ان کو مقناطیس بناتی ہے۔ اور ارواح اولیاء کرام سے ارواح طالبان میں آتی ہے۔ مگر چونکہ طالبوں کی ارواح کوئی استعداد فولادی رکھتی ہے۔ اس کو ہمیشہ کے لئے مقناطیس بنا دیتی ہے۔ اور جو آہنی رکھتی ہے۔ اس میں اسی وقت تک رہتی ہے۔ جب تک وہ حد تاثیر مقناطیس میں یعنی صحبت روح ولی اللہ میں رہے۔ جن کے روح میں نہ استعداد فولادی ہو۔ نہ آہنی۔ ان میں یہ مقناطیسیت نہیں جاتی۔ اور اپنا اثر کچھ نہیں دکھاتی۔ اس بیان کو حضرت عزیز الدین محمود کاشی قدس سرہ ترجمہ عوارف کے باب سوئم فصل نہم میں اس طرح لکھتے ہیں۔

(دیکھو مصباح الہدایت ترجمہ عوارف مطبوعہ نولکشور صفحہ ۸۴،۸۵)

کہ مثال محبت قدیم کی جذب حقیقت محمدی ﷺ میں ایسی ہے۔ جیسے کہ خاصیت مقناطیس اپنی صفت کو کہ خاصیت جذب آہن ہے۔ اپنے مجذوب اور محبوب کو دیتا ہے۔ تا کہ وہ بھی دوسرے آہن کو جذب کر لے۔ اور علیٰ ہذا خاصیت ہر

جاذب کی اپنے مجذوب میں سرایت کرتی ہے۔ (یعنی دوسرا مجذوب تیسرے کا جاذب ہو جاتا ہے۔ اور تیسرا مجذوب چوتھے کا جاذب ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا دیگر مجذوبوں کا حال ہے) ایسے ہی روح محمدی ﷺ نے کہ محبوب اور مجذوب اوّل ہے۔ اور خاصیت جذب ارواح موموناں کی اس نے مقناطیس محبت قدیم سے اکتساب کی ہے۔ ہزار ہا ارواح صحابہ کرام کو اطراف اور اکناف سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک نے بقدر استعداد کے اس خاصیت سے حصہ لیا۔ اور پھر تابعین کے ارواح کو اپنی طرف کھینچا۔ اور یہ خاصیت قرناً بعد قرناً اور بطناً بعد بطناً منتقل ہوتی رہی۔ اور سلسلہ مریدی اور مرادی کا قائم ہوا۔ اور ہر مرید مراد ہوا۔ پس ظاہر ہے کہ یہ معنی اثر برکت متابعت رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ یعنی جس کسی نے واسطہ کمال متابعت رسول ﷺ پر رابطۂ اتصال بارواح مشائخ سے روح نبی ﷺ سے اتصال پایا۔ محبت الٰہی اس میں پدیدار ہوئی۔ مرتبہ محبوبی اور مرادی کا پایا۔ کیونکہ ارواح مشائخ کے علی الترتیب نبی ﷺ سے محبت اور متابعت میں پیوستہ ہیں۔ اور خاصیت محبت الٰہی نے اس واسطہ سے ان سب میں سرایت کی ہوئی ہے۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ جس مرید کی روح ایسے مشائخ کی روح سے جو کامل اور مکمل ہو۔ اور کلیۂ ارادت اپنی سے منسلک ہو کر خاصیت محبت الٰہی سے دوسرے شیخ سے میراث یافتہ ہو۔ نہ ملے گی ہرگز مرتبہ محبوبی اور مرادی کو نہ پہنچے گا۔ اور مقام ولایت کا اور دوسرے میں تصرف کرنے نہ پائے گا۔

(انتہٰی کلام حضرت عزیز الدین محمود کاشی قدس سرہ)

حضرت عزیز الدین محمود کاشی قدس سرہ خلیفہ کامل و مکمل حضرت نور الدین عبد الصمد نظری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ اور حضرت نور الدین عبد الصمد نظری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کامل

وکمل حضرت شیخ نجیب الدین علی بزغش شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ جن کا وصال ۶۷۸ھ میں ہوا۔ اور حضرت نجیب الدین علی بزغش شیرازی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کامل ومکمل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے۔ جن کا وصال ۶۳۲ھ میں ہوا۔ اور یہ مضمون ترجمہ عوارف میں حضرت ممدوح نے از راہ کشف وشہود لکھا ہے۔ نہ از راہ نقل وبرہان شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اسباب میں جذب قدیم حق کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ:

فالکل عبارت وانت المعنی
یا من ہو للقلوب مقناطیس

اس بجلی کی اگرچہ بہت سی بیٹریاں تھیں۔ ہر طرف بہت سے اسٹیشن بن ہوئے تھے۔ اور ان سے تار عالم میں جاتے تھے اور بجلی پہنچاتے تھے۔ مگر تیرہ سو برس ہوئے۔ کہ تار کا ان سب اسٹیشنوں سے سلسلہ کٹ گیا۔ اور صدر اسٹیشن محمڈن بیٹری قائم ہوگیا۔ اب جہاں کہیں بجلی اور مقناطیسیت جاتی ہے۔ اس تار کے ذریعہ سے جاتی ہے۔ جو محمڈن بیٹری سے ملحق اور متصل ہو۔ اس لئے طالبِ حق صوفی مشرب کبھی نہیں ہوسکتا۔ جب تک اپنے دل کا تار شیخ کے قلب کے تار سے ملحق اور ملصق نہ کرے۔ جو ایسا کرتا ہے۔ اس میں وہ بجلی اور مقناطیسیت آتی ہے۔ اور سرتاپاء اس کو بجلی اور مقناطیسیت بناتی ہے۔ جس کو صوفی لوگ اپنی اصطلاح میں عشق کہتے ہیں۔ جب واسطہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تمام ہوا۔ اور وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ سے عشق حقیقی ایسا طالب میں پہنچا۔ کہ عاشق سرتاپاء آگ یا بجلی یا مقناطیس بن گیا۔ تو عاشق رہا نہ عشق۔ وہ معشوق ہوگیا۔

Marfat.com

مصرعہ

در عشق چنیں بو العجبی ہا باشد

رباعی

(سلطان ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ۔ دیکھو نفحات صفحہ ۱۹۴)

جسم ہمہ اشک گشت و چشم بگریست
در عشق تو بے جسم ہم باید زیست
از من اثرے نماند ایں عشق از چیست
چوں من ہمہ معشوق شدم عاشق چیست

دوسرے لفظوں میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس طرح فرمایا ہے۔

رباعی

خوش آنکہ دلت ز ذکر پر نور شود
در پر تو او نفس تو مقہور شود
اندیشۂ کثرت ز میاں دور شود
ذاکر ہمہ ذکر و ذکر مذکور شود

بیت

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکے است اینجا
چوں وصال در نگنجد ہجراں چہ کاردارد

ایسے حال میں عاشق کو یا یوں کہو اس کو کہ جو معشوق ہو گیا ہے۔ بعض صوفیاء کرام اپنی اصطلاح میں کافر کہتے ہیں۔ (دیکھو کشف اللغات) لفظ کافر اور اس بدنامی کو نیک نامی جانتے ہیں۔ حضرت بلھے شاہ قدس سرہ فرماتے ہیں:

بلّھا عاشق ہویا رب دا بدنامیاں آون لاکھ
تینوں کافر کافر آکھدے توں آہو آہو آکھ

مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

از سواد البوجہ فی الدارین اگر داری خبر
چشم بکشاؤ جمال فقر کفر و مانگر
کفر باطل حق مطلق را نجود پوشیدن است
کفر حق خود را بحق پوشیدن است اے پرہیز

جاننا چاہئے کہ کفر لغت میں ستر اور پوشیدگی کو کہتے ہیں۔
(دیکھو کشف اللغات و لطائف اشرفی جلد ثانی صفحہ ۱۲۱)

مغربی فرماتے ہیں: کہ حق مطلق کو اپنے سے چھپانا کفر باطل ہے۔ اور حق سے اپنے تئیں چھپانا یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ ہو جانا کفر حق ہے پس:

تا تو در بند خودی حق را بے خود پوشیدہ
با چنیں کفرے زکفر ما کجا یابی خبر
چوں بحق پوشیدہ گردی آنگہ کافر شدی
چوں شدی کافر ز ایمان آں زماں یابی خبر

جب تک تو اپنی بند میں ہے۔ ہستی موہومی میں گرفتار ہے۔ یعنی اپنی بھی ایک ہستی مستقل ورائے حق کے سمجھتا ہے۔ تو نے حق کو اپنے سے چھپا رکھا ہے۔ ایسے

Marfat.com

حال میں تو کفر کے معنی کب سمجھ سکتا ہے۔ ہاں! جب تو حق سے پوشیدہ ہو جائے یعنی حق تجھ کو اپنی ہستی حقیقی میں چھپائے۔ اور مصداق کلام پاک اولیائی تحت قبائی لا بغیر فہم غیر کا ہو جائے۔ تیری ہستی موہومی بالکل قطع ہو جائے۔ تب وہ کافر ہوگا۔ اور جب ایسا کفر ہو جائے گا۔ تب تجھ کو ایمان کی خبر ہوگی۔ کہ کیا ہے؟ فقط

کلام حضرت عین القضات ہمدانی اور حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس اللہ اسرہما سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کفر چار قسم پر ہے۔

(دیکھو تمہید نہم تمہیدات حضرت عین القضات اور لطائف اشرفی۔ جلد ثانی صفحہ ١٢٠)

Marfat.com

۱کفر ظاہر،۲کفر نفس
۳کفر قلب،۴کفر حقیقت

۱-کفر ظاہر

تکذیب آیات الٰہی اور انکار احادیث مصطفوی ﷺ ہے۔نعوذ باللہ منہا۔ یہ کفر ہے۔جس کی برائی مشہور خاص عام ہے۔اللہ تعالیٰ سب دوستوں کو اس سے بچائے۔آمین۔

صوفیاء کرام میں جہاں کفر کی تعریف ہوتی ہے۔وہاں اس کفر سے مراد ہر گز نہیں ہوتی۔اگر سمجھنے والا ایسا سمجھے۔تو اس کی بڑی غلطی اور خطاء ہے۔

۲-کفر نفس

نفس سے تعلق رکھتا ہے۔نفس بت ہے کہ النفس ھی الصنم الاکبر یہ بت خدائی کرتا ہے۔اور ہوا پرستوں کا خدا ہے۔جس کی گواہ آیت افرایت من اتخذ الٰہ ھواہ ہے۔ابراہیم علیہ السلام نے اس مقام پر فرمایا: کہ واجنبی و نبی ان تعبد الاعنام ۔ یعنی مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچائیو۔ یہاں بت سے مراد ان کی بت نفس کی تھی۔آہ کہ ہم اس کفر اور بت پرستی میں گرفتار ہیں۔(دیکھو مکتوبات قدسیہ صفحہ ۹۸)

Marfat.com

بیت

بت پرستم بت پرستم بت پرست
رات گویم آنچہ ہستم آنچہ ہست

۳۔ کفر قلب

جب کوئی کفر سے نکلتا ہے۔ تو بالائے عرش دل اس کے پر دو نور ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک نور ابلیسی۔ دوسرا نور محمدی ﷺ۔ جو روشن مثل ماہ ہے۔ جس نے ان نوروں کو خدا جان کر پرستش کی۔ وہی کفر قلب میں گرفتار ہوا۔ ہزاروں سالک کفر قلب میں رہ جاتے ہیں۔ کوئی سعادتمند ازلی اس سے نکلتا ہے۔ جیسے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان نور ابلیس من نار العزۃ بقولہٖ تعالیٰ خلقتنی من نارٍ ۔ یعنی نور ابلیس کا نار عزت سے ہے۔ جیسے کلام اللہ سے ظاہر ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خلقتنی من نارٍ پھر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لو ظھر نورہٖ للخلق بعبدہٖ باہ لھیہ یعنی اگر نور ابلیس کا خلق پر ظاہر ہو جائے تو سب اس کو خدا سمجھ کر پوجنے لگیں۔ نور ابلیسی کی پرستش کو کفر ابلیسی کہتے ہیں۔ اور نور محمدی ﷺ کی پرستش کو کفر محمدی ﷺ۔ نور محمدی ﷺ کی پرستش سے کفر لازم آتا ہے۔ مگر اس مقام پر حضرت عین القضات ہمدانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اے عزیز! جب تو اس مقام پر پہنچے گا۔ تو اس کافر کو جان و دل سے چاہے گا۔ اور مسلمان کافر ہو جائے گا۔ چہرہ معشوق حقیقی پر نور محمدی ﷺ خط و خال ہے۔ اور کافر کنندہ موموناں رسول مقبول ﷺ کا جمال با کمال ہے۔

Marfat.com

رباعی

معشوق من از حسن و جمالے دارد
بر چہرہ خوب خط و خالے دارد
کافر شود آنکہ دید خط و خالش
کافر باشد ہر آنکہ خالے دارد

آہ افسوس اے عزیز! مجھ کو یہ خبر نہیں۔ کہ جب تک کوئی اس کفر میں نہیں پڑتا۔ سر حد ایمان کو نہیں پہنچتا۔ فقط یہ کلام حضرت عین القضات ہمدانی کا ہے۔ جو بڑے ولی اللہ صوفی کامل تھے۔ آپ حضرت احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اور عاشق صادق آپ کی تعریف نفحات الانس میں صفحہ ۲۴۷ پر اور خزینۃ الاصفیاء جلد دوم میں صفحہ ۱۰ پر دیکھو۔ آپ مسیح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ کہ آپ کی زبان سے فقیہہ محمود کی نسبت نکلا کہ مرجاؤ۔ اسی وقت وہ مر گئے۔ مفتی وقت نے کہا کہ اگر آپ زندہ کو مردہ کرتے ہو۔ تو مردہ کو بھی زندہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ الٰہی ان کو زندہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ الٰہی! ان کو زندہ کردے۔ اسی وقت فقیہہ محمود زندہ ہو گئے۔ سبحان اللہ! کیا مسیحائی ہوئی۔ وفات آپ کی ۵۳۲ھ میں ہوئی۔

کفر قلب میں جو دو نور پیدا ہوتے ہیں۔ نور ابلیسی اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عین القضات ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مہتاب اور آفتاب فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کو جو ماہتاب اور آفتاب نظر آتے تھے۔ اور جن کو انہوں نے اپنا رب جانا تھا۔ وہ یہی آفتاب اور ماہتاب تھے۔ نور احمدی اس عالم میں آفتاب اور دن ہے۔ اور نور ابلیسی ماہتاب اور شب جہان رب ہے۔ نہ روز ہے۔ نہ شب ہے

Marfat.com

کہ لیس عند ربکم صباح ولا مساء مقام نور ماہتاب سے مقام نور آفتاب تک ایسی بڑی مسافت ہے۔ جیسے ظلمت سے نور تک تا ترے سے عرش تک۔

رباعی

از نور بنور منزلے بس دو رست
کیں نور ظلمت است وآں از نور است
توحید و یگانگی بروں از نور است
آں کس کہ نداند ایں سخن معذور است

انتہیٰ کلام عین القضات رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ کفر حقیقت

کفر حقیقت ان تینوں حقیقتوں سے آگے ہے۔ عبارت سے نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ جو اس کفر سے کافر ہو۔ وہ جانے کہ اس کفر کو کفر الٰہی بھی کہتے ہیں۔

حضرت عین القضات فرماتے ہیں کہ اے عزیز! کفر الٰہی کا حال سن! جب کفر دل کی خرابیاں تجھ کو معلوم ہوئیں تو ایمان تقلیدی حاصل کر۔ بعد اس کے کفر ثانی و ثالث کو پائے پھر جانکاہی کر۔ تا کہ کفر چہارم میں پہنچے۔ اور مومن ہو۔ اس وقت آیت وما یؤمن اکثر ھم باللہ الا وھم مشرکون تجھ کو بتائے گی کہ ایمان کس کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

رباعی

دین ماروئے جمال آں بت عاجانہ است
کفر ما آں آبروئے زلف سیاہ ترکانہ است
از جمال خط و خالش عقل ما دیوانہ است
ہر کرا ملت نہ ایں است اوز ما بیگانہ است

رباعی

ہر زمانم جان ودل نزدیک دلبر میشود
و ز جمال حسن رویش ہر دو کافر میشود
پس میان جان ودل ایں قالبم زحمت شداست
بے تن و قالب مرادم خود میّسر میشود

رباعی

در مذہب شرع کفر رسوا آمد
زیرا کہ جنون عشق سودا آمد
ہر کس کہ بکفر عشق بینا آمد
از دستِ بت شاہد یکتا آمد

انتہیٰ کلام حضرت عین القضات ہمدانی قدس سرہ
حضرت قدوۃ الکبریٰ زبدۃ الغرفا سیّد اشرف جہانگیری سمنائی قدس سرہ۔ جو

Marfat.com

بڑے اولیاء کاملین میں سے تھے۔ اور باشارہ خضر علیہ السلام سلطنت سمنان چھوڑ کر ہند میں تشریف لائے تھے۔ اور اُوچ شریف میں پہنچ کر مخدوم جہانیاں قدس سرہ کے قدم بوس ہوئے تھے۔ اور حضرت علاؤ الدین بنگالی قدس سرہ ان کی خبر لینے کو شہر سے باہر تشریف لائے تھے۔ اور آپ کو بغل میں لے کر فرمایا تھا۔ کہ اے فرزند سیّد اشرف! جس دن سے تو سمنان سے چلا تھا۔ میں تیری منزلیں گنتا تھا۔ اور خضر علیہ السلام مجھ کو تیرے آنے کی خبر دے چکے تھے۔ کہ ایک شہباز کہ سمنان سے تیرے پاس گھیر کر لاتا ہوں۔ اور پھر حضرت علاؤ الدین بنگالی قدس سرہ سے مشرف بہ بیعت ہو کر کامل و مکمل ہو کر اولیاء اللہ ہوئے تھے۔ ربع مسکوں کی سیر و سیاحی کی تھی۔ ایک سو چودہ اولیاء اللہ سے فیض حاصل کیا تھا۔ حضرت عبدالرزاق کاشی قدس سرہ کی صحبت میں رہے تھے۔ حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ سے شیراز میں ملے۔ اور جلسہ صحبت ان کے ساتھ ایک عرصہ رہا تھا۔ (دیکھو لطائف اشرفی صفحہ ۳۵۳ جلد اوّل) اور بڑے صاحب جمال اور جلال تھے۔ کہ ایک شخص نے آپ سے بے ادبانہ تقریر کی تھی۔ آپ کے اس قدر فرمانے پر کہ تیری زبان نہیں بند ہوتی۔ اس کی زبان منہ سے باہر لٹک پڑی تھی۔

آپ مسیح محمدی ﷺ تھے۔ کہ ایک عورت اپنے مردہ لڑکے کو آپ کے پاس لائی تھی۔ اور اس کے حال پر رحم فرما کر آپ نے اس مردہ لڑکے سے فرمایا۔ قم باذن اللہ و ارادۃ اللہ اسی وقت وہ لڑکا زندہ ہو گیا۔ (دیکھو کرامت اولیاء اللہ!)

وفات ۸۰۸ھ میں ہوئی تھی۔ اور ان کا مزار مبارک کچھو چھہ ضلع فیض آباد ملک اودھ میں ہے۔ وہ ان چار کفروں کو اس طرح فرماتے ہیں۔ (دیکھو لطائف اشرفی جلد ثانی صفحہ (۲۱) (۱) کفر شریعت (۲) کفر طریقت (۳) کفر معرفت

Marfat.com

(۴) کفر حقیقت:

کفر شریعت وہ ہے۔ جس کے باب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ یعنی تم میں سے جو کوئی دین سے پھر جائے۔ اور اسی حال میں مرجائے۔ وہ کافر ہے۔ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا من انکر الاجماع فقد کفر ۔ جس نے اجماع کا انکار کیا۔ وہ کافر ہے۔

کفر طریقت وہ ہے۔ جس کے باب میں اللہ فرماتا ہے۔ کہ یصدون عن سبیل اللہ و یبغونھا عوجا و ھم بالأخرۃ ھم کافرون ۔ یعنی جو راہ خدا سے باز رکھتے ہیں۔ اور اس کی کجی چاہتے ہیں۔ وہ آخرت سے منکر اور کافر ہیں۔

بیت

رے گردانیدن از حق کافریست
نیست ایں پوشیدہ کفران پوشش است

اور ایضاً من مال بصارۃ وزاغ بصیرتہ فی الدنیا والعقبیٰ ھذا کفر الطریقۃ یعنی جس کسی کی بصارت اور بصیرت دنیا اور عقبیٰ کی طرف مائل ہو۔ وہ کافر طریقت ہے۔

کفر معرفت وہ ہے۔ جس کے باب میں اولیاء کاملین اور محققین کا قول ہے کہ المعرفت حجاب بین العارف والمعروف لانھا غیرہ والاقبال الیٰ غیرہ کفر عند الاخص یعنی معرفت عارف اور معروف کے درمیان ایک حجاب ہے۔ اس لئے کہ وہ غیر ہے۔ اور خاص الخاص لوگوں کے نزدیک اقبال غیر کا کفر ہے۔

کفر حقیقت اس کو کہتے ہیں کہ من مکث من اهل الحقآئق فی المحبة والعشق والتوحید فهو محجوب عن اللقاء لمحبوب المعشوق والجمال الاحدیه و هذا کفر عند اصحاب المحو ۔

یعنی اہل حقائق میں سے جو کوئی محبت اور عشق اور توحید میں رہ گیا ہو۔ ولقاء محبوب اور معشوق اور احدیت سے محجوب رہا۔ اور یہ اصحاب محو کے نزدیک کفر ہے فقط۔ اور مقام پر حضرت قدوۃ الکبریٰ سیّد اشرف جہانگیری قدس سرہ نے بھی فرمایا۔ کہ اکابر سے منقول ہے کہ کفر اهل الهمت اشرف من اسلام اهل المیت یعنی کفر اہل ہمت کا اسلام اہل میت سے بہتر ہے۔ انتہیٰ کلام سیّد اشرف جہانگیر قدس سرہ۔ یہاں سے ظاہر ہے۔ کہ جیسے حیرت محمود اور مذموم ہے۔ ایسے ہی کفر بھی محمود اور مذموم ہے۔ عاشقوں کو کفر محمود کی تمنا ہوتی ہے۔ نہ کہ مذموم کی۔ حضرت بلھے شاہ صاحب کا یہ فرمانا کہ:

تینوں کافر کافر آکھدے توں آہو آہو آکھ!

کفر محمود سے متعلق ہے نہ کہ مذموم سے۔

کفر کا مسئلہ

تو سنا۔ اب ایمان کا بھی سنیئے ! ایمان بھی دو قسم کا ہے۔ ایک تقلیدی۔ جو عوام کا ہے۔ دوسرا تحقیقی جو خواص کا ہے۔ پہلے ایمان تقلیدی اور علمی آتا ہے۔ پیچھے تحقیقی اور عینی انہی ایمانوں کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا ایها الذین امنوا ۔ یعنی اے ایمان والو! جو تقلیداً ایمان لائے ہو۔ امنوا تحقیقاً ایمان لاؤ! صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ محققوں نے اس

Marfat.com

آیت کے یہ معنی کہے ہیں۔ کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو دلیل کی رو سے ایمان لاؤ۔ کشف اور ظاہر ہونے کی وجہ سے ایمان لائے ہو۔ تصدیق کی رو سے ایمان لاؤ۔ تحقیق کی راہ سے۔ اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیہ قدس سرہ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمِنوا۔ اس طرف اشارہ ہے کہ ہر بار پلک مارنے میں اس وجود بشری کی نفی کرنا چاہئے۔ اور حضرت واجب الوجود جل شانہ کا اثبات کرنا چاہئے۔ وجودك ذهب لا يقاص به ذهب اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمِنوا کے معنی میں فرمایا ہے۔ کہ پچاس برس ہوئے۔ ایمان لانے میں ہوں۔ اور ایمان تازہ کرنے میں۔ اور ہنوز اسی میں ہوں۔

مثنوی

دمے بے حق زدن محض گناہ است
بخود مشغول گشتن کفر راہ است
ترا ہر دم کشد پندار ہستی
سوئے ظلمت سرائے خود پرستی
خودی کفر است نفی خویش کن زود
کہ جز حق درحقیقت نیست موجود

انتہیٰ کلام صاحب تفسیر حسینی۔

ایک روز حضرت رسول مقبول ﷺ نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے جو

Marfat.com

اصحاب مومنین میں سے تھے۔ دریافت فرمایا۔ (دیکھو تمہید پنجم از تمہیدات حضرت عین القضاۃ و دفتر اول مثنوی شریف شعر بحر العلوم صفحہ ۲۱۴ وارشاد المریدین حضرت شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہٗ) **کیف اصبحت یا حارثہ** یعنی حارث! تو نے صبح کیسے کی؟ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! **مومناً حقاً** یعنی میں نے بحالت مومن حق ہونے کے صبح کی۔ چونکہ اس کلمہ سے یہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ کیسے ایمان کے ساتھ صبح کی۔ آیا ایمان تقلیدی کے ساتھ یا ایمان تحقیقی کیساتھ۔ تو پھر حضرت رسول کریم ﷺ نے ان کے ایمان کی آزمائش کیلئے فرمایا۔ کہ **انظر ما تقول فان بکل حقیقۃ ما حقیقۃ ایمانك یا حارثہ**۔ سن اے حارثہ! ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ پس تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت حارثہ نے عرض کیا کہ **صرفت نفسی عن الدنیا و اسھرت لیلیٰ و اظھات نھاری واستوی عندی ذھب الدنیا و مدرھا و حجرھا**۔ یعنی اپنے نفس کو میں نے صرف کیا۔ رات کو جاگا۔ اور دن کو بھوکا پیاسا رہا۔ اور میرے نزدیک سونا اور پتھر کنکر برابر ہوگئے۔ چونکہ یہ ایمان کی صورت کا نشان تھا۔ اور اس کی حقیقت اور جان کا نشان اور ہے۔ اس لئے اس کے بعد حضرت حارثہ نے عرض کیا کہ **کافی انظر الیٰ عرش ربی یا وزًا وکافی انظر الیٰ اھل الجنۃ وتزاورون والیٰ اھل النار یتعاورون** ۔ یعنی میں عرش الٰہی کو ظاہر دیکھتا ہوں۔ اور اہل جنت کو ملتا جلتا اور اہل دوزخ کو جھلتا بھنتا دیکھتا ہوں۔ جب یہ ایمان کی بات حضرت رسول مقبول ﷺ نے سنی تو فرمایا۔ **یا اصیب فالزم**۔ یعنی اس ایمان کو مضبوط رکھ اور لازم پکڑ۔ حضرت عین القضات نے اس مقام پر فرمایا۔ کہ یہ حالت ایمان مومن مبتدی کی ہے۔ کیونکہ ابھی کشف تک پہنچا ہے۔ مومن منتہیٰ کا ایمان

Marfat.com

اس سے بھی آگے ہے۔ جس کے باب میں یہ آیت قرآن ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۔ کیونکہ مومن ایسا طائر ہے۔ جو عالم الوہیت میں اڑتا ہے۔ اور بے سبب اور حیلہ کے روزی پاتا ہے۔ ایسے ہی مومن کے باب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ المؤمن بمنزلة الطير في اوكاز والله يرزقها بغير حيله یعنی مومن ایک طیر قضاء حق میں ہے۔ بغیر کسی سبب کے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ یہ رزق کیا ہے۔ لقاء الله تعالٰی که لا راحة لمؤمن دون لقاء الله تعالٰی انتہیٰ کلام حضرت عین القضات کا۔

اس لقاء اللہ تعالیٰ کے کیا معنی ہیں؟ اگر اس کو ایمان کہیں تو درست اور کفر کہیں تو بجا ہے۔ آیت ان الذين اٰمنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفراً۔ اگرچہ بعض مفسرین کے نزدیک قوم عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں ہے۔ مگر محققان مفسرین کے نزدیک امت محمدی ﷺ کے باب میں ہے۔

(دیکھو لطائف اشرفی جلد ثانی صفحہ ۱۱۹)

دریں آیت دو ایمان است سہ کفر
اگر دریابی او راگو ز دل شکر

پہلا ایمان فطرتی ہے۔ جس پر ہر شخص پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ کلمات کفر سے کافر ہو جاتا ہے۔ یہ پہلا کفر ہے۔ جس کی برائی مشہور خاص و عام ہے۔ ثم اٰمنوا یہ دوسری ایمان تقلیدی ہے۔ جو عوام کو کلمہ طیبہ پڑھنے سے آتا ہے۔ اور استدلالی ہوتا ہے۔ ثم كفروا یہ دوسرا کفر ہے۔ یعنی ایمان تقلیدی سے ایمان تحقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگرچہ اس کو کفر کہا جائے۔ مگر فی الواقع ایمان ثانی ہے۔ جو خواص مومنان کو عطا کیا جاتا ہے۔ کہ ایمان تقیدی دلائل اور براہین سے تھا۔ یہ ایمان تحقیقی

Marfat.com

اور یقین واثق مشاہدہ تجلیات اور انوار سے پیدا ہوا۔ یعنی صرف پہلے سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے ایمان لایا تھا۔ پھر جو مرشد کے ارشاد کے بموجب کام کیے۔ انوار پیدا ہوئے۔ آنکھ نے ان کو دیکھ لیا۔ ایمان تحقیقی حاصل ہوا۔ اور ان کو مضبوط پکڑا۔ جس کی طرف اشارہ آیت فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد ستمسك بالعُرْوۃِ الوثقٰی میں سے ہے۔ ثم ازدادو اکفراً پھر ایمان ثانی سے بھی کافر ہوئے۔ یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ ہو گئے۔ حق ان کا کافر یعنی پوشیدہ کرنے والا ہوا۔ جن کا مخبّر کلام پاک اولیاء تحت قبائی لا یعرفھم غیری ہے۔ یہ تیسرا کفر ہے۔ جو محض ایمان ہے۔ جس کی تمنا طالبان حق کو بادل و جان ہے۔ اور حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

تینوں کافر کافر آکھدے توں آہو آہو آکھ

بیت

(دیکھو لطائف اشرفی جلد ثانی صفحہ ۶۲)

مسلمانی بجز کفر باشد
کہ ایمان محض شد کفران نباشد

قطعہ ایضاً

در ایمان کافری شرط است لیکن
تو جائے فہم سرّ ایں نداری
تو تا از خویشتن کافر نگردی
بہ ہستی خدا ایمان نداری

Marfat.com

بیت عطار رحمۃ اللہ علیہ

کفر و ایمان قریب یک دگرند
ہر کہ را کفر نیست ایمان نیست

منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

کفرت بدین اللہ والکفر واجب
لدی و عند المسلمین قبیح

مغربی رحمۃ اللہ علیہ

آنچہ کفر است بر خلق ما دین است
تلخ و ترش ہمہ عالم بر ما شیر نیست

گلشن راز

ز اسلام مجازی گشتہ بیزار
کرا کفر حقیقی شد پدیدار
درون ہر تنے جانیست پنہاں
بزیر کفر ایمانے است پنہاں

خسرو رحمۃ اللہ علیہ

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
خلق مے گوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے میکنم باخلق وعالم کار نیست

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانان مسلمانان نگہ دارید دیں خود
کہ شمس رحمۃ اللہ علیہ الدین تبریزی مسلماں بود کافر شد

یعنی پہلے عاشق تھا۔ پھر معشوق ہوگیا۔ کیونکہ اصطلاح کسی نہ کسی مناسبت سے مقرر کی جاتی ہے۔ عشق حقیقی کے حالات کسی قدر عشق مجازی کے حالات سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور عشق مجازی کے روزمرہ میں اکثر معشوق کو بت۔ صنم۔ کافر بھی کہتے ہیں۔ اس لئے بعض صوفیاء کرام نے بھی جو عشق حقیقی میں گرفتار مست اور سرشار، دل جلے تھے۔ معشوق کو بت کافر کہنا مناسب سمجھا۔ اور اسی مناسبت سے اصطلاحیں رخ وزلف خط وخال وابرووزنار وغیرہ مقرر کیں۔

مرغان چمن بہ بہر صباحے
خوانند ترا باصطلاحے

غرض ان اصطلاحوں کی یہ ہے۔ کہ ان کی مجلس میں کوئی غیر ہو۔ اور اس موقع پر اپنے حالات سے اپنے علوم کو بیان کرنا چاہیں۔ تو وہ غیر ان کو نہ سمجھے۔ جو اپنا ہو۔

وہ سمجھ جائے۔ (دیکھو مطالب رشیدی صفحہ ۱۸۳) ان اصطلاحوں کے باب میں حضرت محمود شستری قدس سرہ گلشن راز میں فرماتے ہیں:

ہر آں چیز کہ در عالم عیاں است
چو عکس آفتاب آں جہاں است
جہاں چوں زلف خط و خال ابروست
کہ ہر چیزے بجائے خویش نیکوست
تجلی گر جمال گہ جمال است
رخ زلف آں معانی را مثال است
صفات حق تعالیٰ لطف و قہر است
رخ زلف بتاں رازاں دو بہر است
ندارد عالم معنی نہایت
کجا بیند مرا در لفظ غایت
ہر آں معنی کہ شد او ذوق پیدا
کجا تعبیر لفظے یا بد اورا
تناسب را رعایت کردہ عاقل
چو سوئے لفظ معنی گشت نازل
ولے تشبیہ کلی نیست ممکن
زجست وجوئے آں میباش ساکن

Marfat.com

مجازی نیست احوال حقیقت
زہر کس نا ید اسرار طریقت
نظر کن در معانی سوئے عایت
لوازم را یکا یک کن رعایت

اور مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (دیکھو شرح گلشن راز سوال پانزدہم)

اگر بنی دریں دیوان اشعار
خرابات و خراباتی و خمار
بت و زنار و ناقوس و چلیپا
مغ ترساؤ گبر دیر مینا
شراب و شاہد و شمع شبستان
خروش بربس آواز مستاں
مے و مے خانہ و رند خرابات
حریف و ساقی و مردو مفاجات
گرد کردن بادہ خویشتن را
نہادن بر سر مئے جان وتن را
خط و خالے و قد لائے و ابرو
عذار و زلف پیچا پیچ گیسو
مشو زنہار زاں گفتار در تاب
برو مقصود ازاں گفتار دریاب

Marfat.com

ہیچ اندر سرو پائے عبارت
اگر ہستی خدا رباب اشارت
نظر را لغزکن تا مغز بینی
گزا را ز پوست کن تا مغز بینی
چو ہر یک را ازیں الفاظ جانیست
بزیر ہریکے پنہاں جہاں نیست
تو جانش را طلب از جسم بگدز
مسمّٰی جوئے باش از اسم بگدز

نقل ہے۔ کہ شیخ کمال الدین خجندی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ شعر لکھا کہ:

چشم اگر ایں ست و ایں ناز و عشوہ ایں
الوداع اے زاہد و تقویٰ الفراق اے عقل و دیں

مولانا محمد شیریں مغربی نے اس کو سن کر کہا کہ شیخ کمال الدین تو بڑے بزرگ ہیں۔ ایسا شعر کیوں کہا۔ جس میں معنی مجازی ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا سے وقت ملاقات فرمایا۔ چشم عین ہے۔ ہوسکتا ہے کہ لسان اشارت میں اس سے مراد عین قدیم کی رکھیں جو ذات بحث ہے۔ اور ابرو حاجب ہے۔ ہوسکتا ہے۔ کہ اس سے اشارہ صفات کا ہو۔ جو حجاب ذات میں مغربی نے اس کو سن کر داد دی ہے۔

(دیکھو نفحات الانس صفحہ ۴۰)

نقل ہے۔ کہ جس وقت مولانا شمس الدین تبریزی بابا کمال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھے۔ تو شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ عراقی بھی ان کی خدمت میں رہتے تھے۔ جو فتوح اور کشف شیخ فخر الدین عراقی کو ہوتا تھا۔ اس کو وہ نظم اور نثر میں بابا کمال رحمۃ اللہ علیہ کے رو

Marfat.com

بروظاہر کرتے تھے۔اور مولانا شمس الدین کچھ ظاہر نہیں کرتے تھے۔

ایک روز بابا کمال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شمس الدین تبریزی سے دریافت فرمایا کہ اے فرزند شمس الدین! وہ اسرار اور حقائق جو فخر الدین پر لائح ہوتے ہیں۔تجھ پر لائح نہیں ہوتے۔آپ نے عرض کیا! قبلہ من! مجھ پر ان سے زیادہ لائح ہوتے ہیں۔مگر ان کو تو اصطلاح ہاتھ آگئی ہے۔ان اصطلاحوں میں وہ ان اسرار حقائق کو جلوہ دے دیتے ہیں۔اور مجھ کو یہ قوت حاصل نہیں ہے۔حضرت بابا کمال قدس سرہ نے فرمایا۔کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھ کو ایک مصاحب عطاء فرمائے گا۔جو تیرے نام سے معارف اور حقائق اوّلین اور آخرین کو ظاہر کرے گا۔کہتے ہی کہ وہ مصاحب حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ ہوئے۔جنہوں نے معارف اور حقائق کو طرح طرح کے اسرار سے ظاہر کیا۔یہاں یہبات واضح ہے کہ صوفیاء کرام نے جو حالت ماضی کی اصطلاحیں مقرر کی ہیں۔وہ اپنے اپنے حالات مذاق کے موافق مقرر کی ہیں۔عشق حقیقی میں دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔شراب طہور کی چسکیاں لی ہیں۔اس لئے سب کی ایک ہی اصطلاح نہیں ہے۔کسی نے کفر وایمان کسی حالت کا نام رکھا۔کسی نے کسی کا۔

خسرو رحمۃ اللہ علیہ

عاشقی چیست بجاں بندہ جاناں بودن
دل بدست دگری دادن و حیراں بودن
سوئے زلفش نظرے کردن درویش دیدن
گاہ کفر شدن و گاہ مسلماں بودن

شارح گلشن راز رحمۃ اللہ علیہ

ایمان و کفر ناہمہ رخسار و زلف تست
در کفر ماندہ ایم و با ایمانم آرزوست

گلشن راز رحمۃ اللہ علیہ

اگر زلفیں خود را بر فشاند
بہ عالم در یکے کافر نماند

مغربی رحمۃ اللہ علیہ

از روئے اوست ایں ہمہ مومن عیاں شدہ
در زلف اوس ایں ہمہ کفار آمدہ
آں یک زروئے اوست بہ تسبیح مشتغل
دیں یک ز موئے اوست بز مار آمدہ

ایضاً

گہ از روئے تو مجموعم گہ از زلفت پریشانم
کزیں در ظلمت و کفرم وزاں در نور ایمانم
نیم یک لحظہ از سودائے زلف و خال تو خالی
گہے برگشتۂ اینم گہے آشفتہ آنم

Marfat.com

حدیث کفر و دیں پیشم مگو زیرا کہ من مسکیں
بز رئش نمی بینم بجز موئش نمی دانم

جامی رحمۃ اللہ علیہ

برزخ از زلف سیاہ مشکیں سلاسل بستہ
عالمے را بستۂ زنجیر سودا کردہ

شارح گلشن راز رحمۃ اللہ علیہ

چوں نقاب زلف مشکیں از جمال خود کشود
صبح صادق در شب دیجور ناگہ رخ نمود
ہم بچشم دوست دیدم چوں جمالش جلوہ
کآفتاب از مشرق ہر ذرہ تاباں گشہ بود

ھندی

کالی چلپہیا یہ جیا للچاوے تک تک مارے نجریا رام
تک تک مارے نجریا رام تک مار نجریا رام
کالی چلپہیا یہ جیا للچاوے تک تک مار نجریا رام

زلف کفر: نظر یا ایمان واہ کیا خوب کفر و ایمان ہے۔ تمہید دہم حضرت عین القضات۔

بیت

کفر وایماں زلف ِدروئے آں بت زیبا تر است
کفر و ایماں ہر دو اندر راہ ما یکتائے است

رباعی ایضاً

آں بت شاہد کہ عاشق روئے خویش و جان ست
بہر او در دست وصلش مراد رماں ماست
روئے او دین است وقبلہ زلف اوشرک است وکفر
ملت ما کیش او زنار او ایمان ماست

ان اصطلاحات صوفیاءکواگر زیادہ تر دیکھنا ہوتو تحقیقات حضرت خواجہ پارسا شرح گلشن راز حضرت شیخ محمد لاہجی رحمۃ اللہ علیہ دیوان حافظ حضرت قطب الاقطاب شیخ محمد افضل الہ آبادی اور لطائف اور مطالب رشیدی دیکھئے۔ان اصطلاحات باطنی وکفرو کافرکو پڑھ کرکوئی یوں کہے۔کہ الفاظ کفر وکافر کی تشریح قرآن مجید میں جا بجا مذکور ہیں۔پھر کیا وجہ ہے۔کہ ایسے قبیح اور مکروہ الفاظ عمدہ حالات باطنی کیلئے مقرر کرتے ہیں۔کیا کوئی اور عمدہ لفظ ایسا نہیں ہے۔جو ان عمدہ حالات کے مناسب ہو۔اس کا جواب کئی طرح سے ہوسکتا ہے۔اوّل یہ کہ قرآن شریف کی ایک صورت ہے۔ایک حقیقت (دیکھو تمہید اوّل وتمہیدات حضرت عین القضات ہمدانی) صورت قرآن شریف کی یہ حروف اور یہ الفاظ ہیں۔جو آدمیوں کے منہ سے نکلتے ہیں۔یا کاغذ پر تحریر ہیں۔اور حقیقت اس کی نور ہے۔جس کی مصداق آیات قل جاء کم من

Marfat.com

اللہ نور و کتب مبین اور ولیتغوا النور الذی انزل معہ ہیں۔عالم صورت میں قرآن ان حروف اور کلمات اور الفاظ اور تحریر کاغذ کو کہتے ہیں۔مگر عالم حقیقت میں حقیقت قرآنی کوقرآن کہتے ہیں۔اور چونکہ عالم حقیقت یعنی باطن کے پردے اور عوالم ہیں جو ایک عالم میں اس کا نام ہے۔وہ دوسرے عالم میں نہیں۔ ہر عالم حقیقت میں اس کا نیا ہی نام ہے۔(دیکھو تمہید مذکور) ایک عالم میں اس کا نام مجید ہے۔جس کا ذکر بل ھو قران مجید میں ہے۔ایک عالم میں اس کا نام مبین ہے۔جیسا کہ ایٰت کتاب مبین سے ظاہر ہے۔ایک عالم میں اس کا نام عظیم ہے۔ جس کا بیان آیت ولقد اتینک سبعاً من المثانی والقران العظیم میں ہے۔ایک عالم میں اس کو عزیز کہتے ہیں۔جیسا کہ آیت اِنہٗ کتاب عزیز سے ظاہر ہے۔ایک عالم میں اس کو حکیم کہتے ہیں۔جیسا کہ آیت آیات الکتاب الحکیم سے ظاہر ہے۔ایک ہی قرآن کے ہزار ہا نام عوالم حقیقت میں ہیں۔جو سمع ظاہری سے نہیں سنے جاسکتے۔جس کی سمع باطن کھل جاتی ہے۔وہ سنتا ہے۔اور عالم تم عسق میں ہیں۔اس پر وہ نام ہائے پوشیدہ ظاہر ہوتے ہیں۔اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان القرآن ظھرا و بطنا و لبطنہ بطناً الیٰ تیسعۃ البطن و انزل القرآن علی سبعۃ احرف کلھا کافٍ رشافٍ ۔ایسے لوگوں سے جن کے سمع باطن کے کھلے ہوئے تھے۔رسول مقبول ﷺ نے فرمایا تھا کہ اقراء والقرآن والتمسوا غرائبہٖ غرائب قرآن کا پانا ہر کسی کا کام نہیں ہے۔پس جس کسی پر حقیت پر قرآنی متجلّی ہو گئی ہے۔اس کے ہر حرف اور ہر لفظ سے ایک نور نظر آتا ہے۔جیسا کہ نور الفاظ ایمان اور مومن سے نکلتا دیکھتا ہے۔ایسا ہی الفاظ کفر اور کافر

Marfat.com

سے دیکھتا ہے۔ بلکہ یہ الفاظ بالکل نور ہی نظر آتے ہیں۔اس حال میں ان کو ان الفاظ میں نفرت کہاں ہے۔کراہت کہاں ہے۔ بلکہ ان لفظوں پر جی جان سے صدقے اور قربان ہے۔ایسے مقام پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ **لیس فی القراٰن ذکر الاعداولا خطاب مع الکفار** (دیکھو تمہید مذکور وصفحہ ۱۲۱ جلد ثانی لطائف اشرفی ثانی) یعنی قرآن میں اعداء کا ذکر نہیں ہے۔ یہ کفار کے ساتھ خطاب ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کو مقام حقیقت میں کوئی عدو یا کافر ہی نظر نہیں آتا۔نور ہی نور نظر آتا ہے۔اس مقام پر حضرت عین القضات ہمدانی نے جو فرمایا ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے۔

اے عزیز! جب قرآن اپنے چہرۂ منور سے نقاب عزت اور برقعہ عظمت اٹھا دیتا ہے۔تو بیماران لقاء اللہ اس کے دیدار سے شفاء پاتے ہیں۔اسی لئے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ **القراٰن ھو الدد القرٰان** اگرچہ کس وقت حروف ہزار ہا پردوں میں نازل ہوا ہے۔مگر عاشق ہی جانتے ہیں۔اس کے حروف میں کئی ہزار ہا عمر ہا جانگداز ہے۔اور عاشقوں اور یگانوں ہی کیلئے فرمان ہوا ہے کہ **و اذکر فان الذکر ینفع المؤمنین**۔اور جو بیگانے ہیں۔ان کا یوں ذکر فرمایا گیا ہے کہ **ان الذین کفروا سوآء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون**۔ابی لہب نے تبت یدا ابی لہب سے کچھ اور ہی سنا اور ابوجہل نے قل یاایھا الکافرون سے کچھ اور ہی سمجھا۔اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے تبت اور **قل یاایھا الکفرون** سے کچھ اور ہی سمجھا۔یعنی وہ عالم صورت میں گرفتار تھے۔انہوں نے صورت پائی۔اور یہ عالم حقیقت کو پہنچے ہوئے تھے۔انہوں نے

Marfat.com

حقیقت پائی۔

اے عزیز! جمال قرآن کا اس وقت دیکھ سکتا ہے۔ جب عادت پرستی سے باہر نکلے۔ اور وہم ہستی موہومی کا عشق حقیقی سے منقطع ہو جائے۔ تب اہل قرآن ہو گا۔ **اهل القرآن هذا الله خالصة اهل القرآن** ۔ وہی لوگ ہیں۔ جو حقیقت میں عین کلام کو پہنچ گئے ہیں۔ اور قرآن نے ان کو قبول کرلیا ہے۔ **نوا احق بها واهلها** ۔ قرآن اسی کو قبول کرتا ہے، اور اسی سے باتیں کرتا ہے۔ اسی کو جمال غمزہ دکھاتا ہے۔ جو اس کا اہل ہے۔ **ان فی ذلك لذكرى لمن كان له قلب والقى السميع وهو شهيد** نااہل اور نامحرم کو کبھی یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔ ان مقامات میں سے جن میں سالک طریق حق دولت جمال قرآن پاتا ہے۔ ادنیٰ مقام آخرت ہے۔ من مات فقد قامت قیامۃ (یعنی جو کوئی زندگی ہی میں مر گیا۔ اور ہستی موہومی اس کی قطع ہوگئی۔ اس کی قیامت قائم ہوگئی۔ اور مقام آخرت پر وہ پہنچ گیا۔)

اے عزیز! ہدایت قرآن یہ ہے کہ حروف مقطعات تجھ سے باتیں کریں۔ اور اپنا جمال تجھ کو دکھائیں۔ ہائے افسوس! خلق ے ظاہر قرآن پر قناعت کرلی۔ اور قرآن کے پوست پر نظر رکھتے ہیں۔ یہ کوشش نہیں کرتے کہ اس کا مغز پائیں۔ اور اس کی لذّت اٹھائیں۔ اور یہ نعمت دکھائیں کہ القرآن مائدۃ اللہ فی ارضہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ایسے ہی لوگوں کی شکایت میں فرمایا ہے۔ کہ **یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجوراً** ۔

(انتہیٰ کلام حضرت عین القضات ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ)

یہاں ظاہر ہے۔ کہ جو اصطلاح کفر کافر پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ اس قرآن کو

پڑھتا اور سنتا ہے۔ جو حروف اور کلمات ہیں۔ اور سوائے حروف سیاہی اور سپیدی کاغذ کے اور اس کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اور جو ان اصطلاحوں کو مقرر کرتا ہے۔ وہ اس قرآن کو نہیں سنتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ جو نور ہے۔ اور نور علیٰ نور ہے۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

دوسرے اولیاء اللہ وارثان علوم انبیاء ہیں۔ جن کی نظر میں حقیقت جلوہ گر ہوتی ہے۔ اور اعتبار کچھ قدر نہیں رکھتا۔ لفظ کفر و کافر امر فرضی اعتباری ہے۔ کیونکہ لفظ میں بنفسہٖ کچھ معنی نہیں ہوتے۔ جیسے لفظ دین سے کہ عربی میں اس سے مراد مذہب سے ہوتی ہے۔ اور ہندی میں عاجز سے مرا ہوتی ہے۔ ایسے ہی اور بہت سے الفاظ ہیں۔

یہاں ظاہر ہے کہ بنفسہٖ اور بذاتہٖ میں کوئی معنی نہیں ہوتے۔ جس کے معنی کیلئے ٹھیرالو۔ اسی کے وہی معنے دینے لگتا ہے۔ جیسے لفظ بذاتہٖ کوئی معنی نہیں ہوتے۔ ویسے لفظ میں بذاتہٖ کوئی کراہت یا قباحت نہیں ہوتی ہے۔ پنجاب میں ایک لفظ ہے۔ جس کو کان میں بتایا جائے گا۔ کہ وہ لفظ اہل پنجاب بولتے ہیں۔ کوئی نفرت کوئی کراہت اس سے پیدا نہیں ہوتی۔ اسی لفظ کو دہلی میں جا کر بولئے۔ تو ان کو سخت نفرت اور کراہت اس سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ نفرت اور کراہت جو کچھ کسی لفظ سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ اپنے اپنے ذہنی معنی کے لحاظ سے پیدا ہوتی ہے۔ نہ کہ نفس لفظ سے۔ یہی کیفیت گالی اور بدزبانی کی ہے۔ اور چونکہ صوفیاء کرام اہل حقیقت ہوتے ہیں۔ اور بمقابلہ حقیقت لفظ امر فرضی اور اعتباری ہے۔ اس لئے ان کے نزدیک لفظی مدح وذم تعریف اور گالی برابر ہوتی ہے۔ نہ مدح سے خوش ہوتے ہیں۔ نہ گالی سے برا مانتے ہیں۔ اسی مقام پر بلھے شاہ صاحب

Marfat.com

قدس سرہ فرماتے ہیں:

تینوں کافر کافر آکھدے توں آہو آہو آکھ

حکایت

(دیکھو رشحات ذکر ذکر خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ومقامات الصوفیہ مطبوعہ صفحہ ۱۸۸)

ایک روز حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ایک شخص ناداں نے جو یہ نہیں جانتا تھا۔کہ پیر کے سامنے مرید کی تعریف نہ کرنی چاہیئے۔حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کی۔حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔کس کی تعریف کرتے ہو۔اس سوٗر کی۔حضرت شبلی کے ظاہر و باطن میں کچھ تغیر واقع نہ ہوا۔اس فرمانے سے خوش ہوئے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ

بدم گفتی وخرسندم عفاک اللہ نکو گفتی

جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

ایضاً

قند آمیختہ باگل نہ علاج دل ماست

بوسۂ چند بیا میز بد شنامی چند

شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر حقیقت پر تھی۔لفظ سوٗر کو وہ فرضی اعتباری سمجھتے تھے۔اور

بمقابلہ حقیقت یہ اعتبار ان کی نظروں میں کچھ قدر اور اعتبار نہ رکھتا تھا۔ اس لئے لفظ سؤر سے ان کو ظاہر اور باطن کچھ اثر نہ ہوا۔ آج کسی گرفتار اعتبار کو تو سؤر کہہ کر دیکھو۔ ظاہر اور باطن کا کیسا رنگ بگڑتا ہے۔ اور کیسی ناک چڑھاتا ہے۔

تیسرے جو عشق حقیقی کا کچھ بھی مذاق رکھتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ان حالات باطنی کا نام کفر اور ایمان سے بہتر اور کوئی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام شرف الحق والشرع والدین یحیٰ منیری قدس سرہ نے شیخ مظفر کو لکھا (دیکھو مکتوبات دہم مکتوبات جوابی حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۷) کہ ہم نے جو لکھا تھا کہ پہلے جو لوگ کفر و شرک، بت و زنار رکھتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا بات ہے۔

اب میں نے جانا کہ یہ بات ہے۔ اے عزیز! یہ بڑی فتوح تیرے ہاتھ آئی۔ کہ تجھ کو کچھ دکھایا گیا۔ انشاء اللہ! اس سے تو جمالِ ایمان بھی دیکھے گا۔ اسی مقام پر کہتے ہیں:

بیت

کفر اندر خود خود قاعدہ ایمان است

آسان آسان بکافرے نتواں رفت

ایک روز جو ایک بزرگ نے وقت شروع نماز کے جو یہ کہا تھا۔ کہ " کافر شدم و زنار بر خود بستم اللہ اکبر" اس سے یہی مراد تھی۔ جب تک کفر انی مما تشرکون حاصل نہ ہوگا۔ جمال انی وجھت وجھی للذی فطر السموٰات والارض حنیفا جلوہ گر نہ ہوگا۔ جب تک رشتۂ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً زنار باطن

Marfat.com

نہ ہوتو زنارِ گبریت کس طرح ٹوٹیں گے۔ یہ فہم بھی عالم بصیرت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔اس وجہ سے کہ یہ نصیب بھی اسی طرح پہنچتا ہے۔اس حال کے ورود سے خوش ہونا چاہئے۔اوراپنے کام میں لگے رہنا چاہئے۔تاکہ اس میں زیادتی ہو۔اور یہ جو لکھا تھا کہ مجھ پر یہ واضح ہوتا ہے کہ جب تک کفرلا الٰہ حاصل نہیں ہوتا۔جمال اللہ اپنا جمال نہیں دکھاتا یہ نظر بھی اس راہ کے اسرار میں سے ہے۔اوراس کار کے بڑے دقائق میں سے ہے۔جس کا دل زیادہ مصفا ہوتا ہے۔نظر بھی مصفّٰی ہوتی ہے۔اور یہ بھی لکھا جاتا ہے۔کہ میں اب اس بات کو بھی سمجھا۔کہ بزرگوں نے جو بعضے معنے کو عبارت زلف، خال، کفر، بت، زنار میں بیان کیا ہے۔ بہت درست ہے۔ بے شک وہ معنے سوائے اس عبارت کےاور کسی عبارت میں نہیں آتے۔

اے عزیز! اصحاب سلوک کو راہ سلوک میں جو معانی نظر آتے ہیں۔ وہ عبارت میں بیان کریں۔تو سوائے عبارت کفر وشرک، زنار اور بت کے اور کسی عبارت میں وہ اچھے بیان نہیں ہوتے۔اور یہ جو لکھا تھا کہ سوائے فرض اور سنن کے اور سب غارت ہوا۔

آنجا کہ سلطان خیمہ زند غوغا نماند عام را

اے عزیز! ابھی کام اس سے بھی آگے ہے۔

بیت

عشق را امروز و فردا کے بود

کفر و دیں ایں جا وآں جا کے بود

سعادت مرد وہ ہے۔جس سے کہیں کہ بت خانہ و کفر وشرک دیکھا۔اب

دامن فمن یکفر بالطاغوت پکڑ اور دولت یؤمن باللہ حاصل کر۔ جمال ایمان دیکھ

کافر نشوی عشق خریدار تو نیست

یعنی جب تک تو کافر نہ ہوگا۔ عشق تیرا خریدار نہ ہوگا۔ انتہیٰ کلام حضرت شرف الحق والدین یحییٰ منیری قدس سرہ۔ بلھا:

تینوں کافر کافر آکھدے توں آہو آہو آکھ

کچھ معلوم ہے۔ کہ یہ بزرگ کون ہیں جنہوں نے نماز شروع کرتے وقت کہا۔ ''کافر شدم زنار بستم اللہ اکبر'' حضرت عین القضات ہمدانی کے پیر و مرشد تھے اس کو حضرت عین القضات نے تمہید سوم میں اس طرح لکھا ہے۔ کہ ایک روز میرے مرشد میرے شیخ نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے۔ نیت باندھنے کے وقت آپ نے فرمایا'' کافر شدم زنار بر خود بستم اللہ اکبر''۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے آپ ہی کہا۔ ''اے محمد ﷺ! ابھی تو عبودیت کے درمیاں بھی نہیں پہنچا ہے۔ اور پردہ نور سیاہ میں کہ فبعزتک لاغوینھم اجمعین ہے۔ ابھی تجھ کو جگہ نہیں ملی ہے۔ تسلی رکھ۔ کوئی وقت ہوگا کہ تجھ کو اس پردہ میں بھی جگہ دیں گے۔

رباعی

بے دیدہ رہ قلندری نتواں رفت
در دیدہ بکوے بدیری نتواں رفت
کفر اندر خود خود قاعدہ ایمان است
آساں آساں بکافری نتواں رفت

Marfat.com

رباعی دیگر

اندر راہ عشق سر سری نتواں رفت
بے درد و بلا بسروری نتواں رفت
خواہی کہ پس از کفر بیابی ایمان
تا جاندہی بکافری نتواں رفت

اے عزیز! نہیں معلوم یہاں لفظ کفر سے تو کیا سمجھے گا۔ اس بات کو جان! کہ کفر بہت ہیں۔ کس لئے۔ کہ منزلیں سالک کی بہت ہیں۔ ہر ساعت میں کفر اور ایمان لازم ہیں۔ جس سالک نے جانا کہ مجھ کو کچھ مل گیا ہے۔ اس کو کچھ نہیں ملا ہے۔ وہ بے خبر ہے۔ رهزن ولا عنلنهم کے ہاتھ سے خلاصی نہیں ہوئی۔ جب اس سے خلاصی پائے گا۔ تب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے گا۔ جب تو نے ابتدا اور انتہا وجود اور امر اور نہی، آسمان اور زمین، عرش اور فرش ساری موجودات کو پیچھے چھوڑا۔ پہنچنے اور نہ پہنچنے سے چھوٹا۔ دیکھنے اور نہ دیکھنے کی توقع نہ رہی۔ تب سب بلاؤں اور آفتوں سے رہائی پائی۔ کوئی بلا اس راہ میں تیرے خیالِ ہستی موہومی سے بری نہیں ہے۔

انتہیٰ کلام حضرت عین القضات ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت عین القضات ہمدانی کے پیر و مرشد حضرت احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے یہ کلام نماز کی نیت باندھنے سے پہلے فرمایا بڑے اولیاء اللہ ہیں۔ جن کا وصال ۵۱۷ھ میں ہوا۔ خضر علیہ السلام ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عین القضات ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تمہید و ہم میں فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں اپنے پیر و مرشد کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ کو ایک حدیث رسول مقبول ﷺ کی بتائی۔ جو انہوں نے بالمشافہ رسول مقبول ﷺ سے سنی تھی۔ انتہی حضرت احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد حضرت ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور دادا پیر حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور پردادا حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ کیا مجال ہے کسی ناقص کو جوان کے اس کلام پر جو نماز کی نیت باندھنے پہلے فرمایا۔ حرف گیری کرے۔

چوتھے یہ لوگ عشق حقیقی میں سودائی، جنونی، دیوانے ہوتے ہیں۔ اگر اپنے سودا، اپنے جنون، اپنے دیوانہ پن میں کچھ اصطلاح مقرر کرلیں۔ کفر کا ایمان، ایمان کو کفر کہیں تو معذور ہیں۔ کہ سودا ہے تو ہے۔ جنون ہے تو ہے۔ دیوانہ پن ہے تو ہے۔ واہ کیا سودا، کیا جنون، کیا دیوانہ پن ہے۔ جس پر ہزار سودا، ہزار جنون، ہزار دیوانہ پن قربان ہے۔ حضرت شیخ محمد لاہجی قدس سرہ شارح گلشن راز فرماتے ہیں۔

ہشیار و مستم چیستم مجنون عشق کیستم
نہ ہستم و نے نیستم ہذا جنون العاشقین
تا روے ساقی دیدہ ام جام فنا نوشیدہ ام
سرمستم و شوریدہ ام ہذا جنون العاشقین
مخمور چشم ساقی ام مست از مئے اطلاقیم
گہ فانی و گہ باقیم ہذا جنون العاشقین
مستم ز جام بے خودی مست مدام سرمدی
نہ نیک دانم نہ بدی ہذا جنون العاشقین

Marfat.com

من نے خود وسیدائیم قلاشم ورسوائیم

ہر جای او بے جانیم ہذا جنون العاشقین

حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا۔

(دیکھو اسرار الاولیاء مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴)

کہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ مجنون کو حاضر کرو۔ جب مجنون حاضر ہوگا تو حکم ہوگا جو اولیاء ہماری محبت کا دم بھرتے تھے۔ وہ بھی حاضر ہوں اور مجنون کے پاس کھڑے ہوں۔ جب محبان خدا اس کے پاس کھڑے ہوں گے۔ تو ارشاد ہوگا کہ دیکھو! محبت ایسی ہوتی ہے۔ جیسی مجنوں کی تھی۔ جب تک زندہ رہا۔ دوستی اور محبت لیلیٰ میں غرق رہا۔ جب مرا۔ تو اس میں غرق مرا۔ اور اب جو اٹھا ہے۔ تو اسی میں غرق ہے۔ انتہیٰ۔

ہو۔ ہو۔ ہو۔ الہٰی۔

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی

دیوانہ، تو ہر دو جہاں راچہ کند

عجب حال ہے۔ ہندی:

رام دیوانی دنیا باوری کہے

قال قدس سرہ (دیکھو نقد النصوص۔ نص الراہیمیا)

اے عشق منم از تو سرگشتہ وسودائی

و اندر ہمہ عالم مشہور بشیدائی

در نامۂ مجنوناں از نام من آغاز ند

زیں پیش اگر بودم سر دفتر دانائی

Marfat.com

اے بادۂ فروش من و سرمایہ جوش من
از تست خروش من من نائم و توانائی
سرمایۂ ناز از تو ہم اصل نیاز از تو
ہم وامق شیدائی ہم دلبر عذرائی
گر زندگیم جوئی در من نفسے دارم
من مردۂ صد سالہ تو جان مسیحائی
اوّل تو و آخر تو باطن تو و ظاہر تو
مستور ز ہر چشمے در عین ہویدائی

ہو، ہو، ہو، جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ۔

جرعہ از جام عشق خود بخاک افشاندہ
ذو فنون عقل را مجنون و شیدا کردہ
برزخ از زلف سیہ مشکیں سلاسل بستۂ
عالمے را بستہ زنجیر سوداء کردہ
مے کنی جامی گم اندر عشق و رسم خویش
آفریں بادہ بریں رسے کہ پیدا کردۂ

رباعی احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

(دیکھو تمہید دہم حضرت عین القضات)

در عشق ملامتے و رسوائی بہ
کافر شدن و گری و ترسائی بہ

Marfat.com

پیش ہمہ کس عاقل و رعنائی بہ
و اندر راہ ما سودائی و رسوائی بہ

مگر خبردار خبردار! اگر تجھ کو یہ سودا، یہ دیوانہ پن حقیقی نہ ہو۔ تو ہرگز ہرگز اولیاء اللہ کی جناب میں یہ الفاظ سودائی، جنونی، دیوانہ کے کہنا۔ اور کبھی یہ حرکت نہ کرنا کہ اپنے حالات خراب میں اولیاء اللہ کے اشعار پر مذاق اڑائے۔ اور ان اشعار کو اپنے ناقص حالات میں نظیر اُلایا جائے۔

ترا اگر نیست احوال و مواجید
مشو کافر بنادانی ز تقلید

کہ اس بے ادبی سے اندیشۂ شامت اور خطرہ زوال ایمان ہے۔ یہ الفاظ وہی کہہ سکتا ہے۔ جس کو سودائے حقیقی ہو۔ اور اس جنون میں مبتلا ہو۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ان اللہ لا یواخذ العشاق بما یصدر منھم (دیکھو تمہید نہم حضرت عین القضات ہمدانی) یعنی عشاق سے کوئی بات صادر ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو اس بات سے نہیں پکڑتا۔ اور اگر کوئی کہے تو مزہ چکھے۔ اے رہتکی۔

جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ٹھینگا باجے

بھلا اور کوئی کہہ سکتا ہے۔ جیسا کہ اس جنون الٰہی میں مولانا روم قدس سرہ نے فرمایا۔ (دیکھو لب لباب مثنوی شریف مطبوعہ بمبئی صفحہ ۳۷۵)

باز دیوانہ شدم من اے طبیب
باز سودائی شدم من اے حبیب

Marfat.com

حلق ہائے سلسلہ ذو فنون
ہر یکے حلقہ و ہد دیگر جنون
داد ہر حلقہ فنون دیگر است
پس مرا ہر دم جنون دیگر است
پس جنون باشد فنون ایں شد مثل
خاصہ در زنجیر آں میر اجل
آنچناں دیوانگی نکست بند
کہ ہمہ دیوانگاں بندم دہند
نیست از عاشق کسے دیوانہ تر
عقل از سودائے او کور است وکر
زانکہ ایں دیوانگیٔ عام نیست
طب وگراں ارشاد ایں احکام نیست
گر طبیبے را رسد زیں ساں جنون
دفتر طب را فرو شوید بہ خون
من سر ہر ماہ سہ روز اے صنم
بے گماں باید کہ دیوانہ شدم
ہیں کہ امروز اوّل سہ روزہ است
روز فیروزیست نہ سہ روزہ است
ہر ولے را کہ سرآں شہ بود
دمیدم او را سرمہ مے شود

Marfat.com

کیف باتی النظم لی و القافیہ
بعد ما ضاعت اصول العافیہ
کیف باتی النظم لی فی الشجون
بل جنون فی جنون فی جنون

مغربی رحمۃ اللہ علیہ

جنونی فوق غایت الجنونی
جنونی من حبیب ذو فنونی
بعشقت من زہر مجنون یزونم
تو در خوبی زہر لیلیٰ فزونی

مسئلہ فناء الفنا

کفر اور ایمان کے مسئلے تو سنے۔ اب اس سے اگلا مسئلہ فناء الفناء کا سنئے۔ جہاں نہ کفر ہے نہ ایمان۔ اسلام اور کفر اس سے ورے ہی ہیں۔ جو ہستی موہومی سے قائم ہوتے ہیں۔

صاحب گلشن راز فرماتے ہیں کہ:

کفر در دین بود قائم بہ ہستی
بود توحید عین بت پرستی

اور صوفیائے کرام فرماتے ہیں۔ (دیکھو تمہیدات حضرت عین القضات) اور لطائف اشرفی جلد ثانی صفحہ ۱۲۱۔ الکفر والایمان مقامان وراء العرش

حجابان بین العبد والمولیٰ ۔یعنی کفراورایمان دومقام عرش دل پر ہیں۔یہ دونوں مقام عبداور مولیٰ کے مابین حجاب ہیں۔مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے کہ در بند و قبول خاص و عامی روز و شب
کفر و ایماں را رہا کن نام ایں معنی مبر
کفر و ایماں چوں حجاب راہ حقند اے پسر
رو بسان مغربی از کفر و ایماں در گذر

عطار رحمۃ اللہ علیہ

چہ دانستم کہ ایں دریائے بے پایاں چنیں باشد
بخارش آسماں گرود کف دریا زمین باشد
لب دریا ہمہ کفر است و جملہ دریا پنداری
ولیکن گوہر دریا ورائے کفر و دیں باشد

ایضاً

(منطق الطیر صفحہ ۲۸)

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست
درد را جز آدمی در خورد نیست
ہر کرا در عشق محکم شد قدم
در گزشت از کفر و از اسلام ہم
عشق را با کافری خویشی بود

Marfat.com

کافری خود عین درویشی بود
عشق سوئے فقر در بکشایدت
فقر سوئے کفر رہ بنما یدت
چوں ترا ایں کفر دایں ایماں نماند
ایں تن تو گر شدو ایں جاں نماز
عبد ازیں مردے شویں ایں کاررا
مرد باید ایں چنیں اسرار را
پاے ورنہ ہمچو مردان و مترس
درگزر راز کفر و ایمان و مسترس

رباعی حضرت عین القضات

کے بود جاناں کہ آتش را دریں عالم زنیم
ملت کفر و مسلمانی بہم برہم زنیم
واں گہے از جنت و فردوس و دوزخ بگزرنیم
خیمہ جاں را بروں از کون و مکاں محکم زنیم

ایضاً

جاناں مئی نابم دہ جانم بستاں
مستم کناں واز ہر دو جہانم بستاں

Marfat.com

با کفر و باسلام بدن ناچار است
خود را بنماازیں و آنم بستاں

مغربی رحمۃ اللہ علیہ

خواہی کہ نماند بجہاں مومن و کافر
لطفے بکن و پردہ براند از رخسار
حقا کہ اگر پردہ ز روئے تو برافتد
از غیر تو عین تو اں ماند نہ آثار

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

زکفر و ز اسلام بروں صحرائی است
مارا بمیان ہر دو شاں سودائے است
عارف چو بد آنجا بر سد سر بنہد
زکفر نہ اسلام نہ آں جا جائے است

رباعی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

در عشق نہ پیداوَ نہ پنہانم من
چیزے عجم نہ جسم نہ جانم ن
فے الجملہ نہ کافر و مسلمانم من
در ہر چہ نگاہ ہے کنم آنم من

اس مقام پر حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

ناں میں مومن ناں میں کافر ناں سیّد ناں سید
چودھیں طبقیں سیر اساڈا کتے نہ ہوندا قید
ہندو نہ نہیں مسلمان بہیئے ترنجن تج ادھان

حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من عاشق و بدنام دیوانہ و بدکارم
واللہ نہ بودم عارم کہ یار بود یارم
نے مومن و نے مسلم نے کافر و نے ملحد
نے فاسق و نے صل واللہ چہ دیں دارم

ایضاً

بر تخت شہود شہر یارم بر مرکب وصل شہ سوارم
یک رنگ چو گشت کفر وایماں با ملت و دیں چہ کاردار

حضرت احمد جام قدس سرہ بھی جن کا یہ کلام ہے۔ بڑے اولیاء اللہ قطب دوراں غوث زماں صوفی کامل تھے۔ حضرت کی تعریف اور حالات صفحہ ۲۸ لغایت ۳۲۴ صفحات، پر دیکھو۔ آپ بڑے صاحب کرامت اور مسیح محمدی تھے۔ آپ کی خدمت میں ایک لڑکے اندھے کو لائے۔ اور عرض کیا کہ حضرت دعاء کیجئے۔ کہ یہ بینا ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ: میں عیسیٰؑ ہوں؟ جو مردہ کو زندہ کروں۔ اور نابینا کو بینا۔ تھوڑی دیر میں آپ پر حال وارد ہوا۔ اور منہ سے نکلا کہ ہم کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اس لڑکے کو پاس بلایا۔ اور اس کی آنکھوں پر انگلی رکھی۔ اور کہا۔ انظر باذن

Marfat.com

اللہ۔ اسی وقت وہ لڑکا بینا ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضرت یہ کیا بات تھی؟ پہلے آپ نے یوں فرمایا۔ پہلے کہنے والا احمد تھا۔ پھر ندا آئی۔ کیا عیسیٰؑ مردہ کو زندہ اور نابینا کو بینا کرتے تھے۔ ہم کرتے تھے ہم۔ پس دوسرا فعل اللہ کا تھا۔ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو کسی نے توحید اور معرفت کی بات کہی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم مقلد ہو۔ اس کی انہوں نے دلیل چاہی حضرت نے طشت اور تین موتی منگائے۔ فرمایا کہ موتیوں کا اصل کیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ پانی برسات کا۔ فرمایا۔ کہ جو کوئی ان موتیوں کو یوں کہے کہ پانی ہو جاؤ۔ اور وہ پانی وہ جائیں۔ تو وہ محقق ہے۔ ورنہ گو ہزار دلیل اثبات ہستی ممانع کی جانتا ہو۔ مقلد ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ دِکھا سکتے ہیں؟ فرمایا کہ پہلے تم کہو۔ پھر میں کہوں گا۔ ہر ایک نے موتیوں سے کہا۔ "پانی ہو جاؤ"۔ کچھ نہ ہوا۔ ویسے ہی رہے۔ جب شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نوبت آئی۔ تو آپ نے طشت کی طرف منہ کر کے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تینوں موتی پانی پانی ہو گئے۔ پھر آپ کے فرمانے سے ویسے ہی ہو گئے۔ جیسے تھے۔ سب متحیر رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ اعتراف کیا۔ وفات آپ کی ۲۶ھ میں ہوئی۔ روضہ مبارک جام میں ہے۔ ان کا یہ قول ہے کہ:

یک رنگ چو گشت کفر و ایماں
با ملت و دیں چہ کار دارم

Marfat.com

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

آں را کہ فنا شیوہ زفقر آئین است
نے کشف ویقین نہ معرفت نے دنیست
رفت او ز میاں ہمیں خدا ماند خدا
الفقرا ذاتم ھو اللہ انیست

یہ رباعی مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی پر مغز اور جامع اصول ہے۔ بعد حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اولیاء اللہ اس کو پڑھتے رہے اور سناتے رہے ہیں۔ امر اس مسئلہ کے سمجھانے کے لئے نظیراً لاتے رہے ہیں۔ چنانچہ ترجمہ فتوح الغیب کے تیسرے مقالہ میں (دیکھو صفحہ ۱۷) فوح الغیب مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۰ھ اور چالیسویں مقالہ میں (دیکھو صفحہ ۲۳۲) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اس کو تشریحاً لائے ہیں کہ:

رفت اوز میاں ہمیں خدا ماند خدا
الفقرا ذاتم ھو اللہ ا نیست

مگر تا وقتیکہ کوئی الفاظ فنا اور بقاء اور فق کے معنی موافق اصطلاح صوفیاء کرام کے نہ سمجھے۔ اس رباعی کا مطلب سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اپنی مراد اور محاورہ کے موافق معنی سمجھنے سے حیرانی میں پڑ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایسا شخص ہوگا۔ جس کو نہ کشف ہو۔ نہ یقین معرفت ہو۔ نہ دین اور فقر کے تمام ہونے سے اللہ کیسے ہوتا ہے۔ اور جب کوئی فنا ہو گیا تو رہا کیا؟

Marfat.com

بیان معنے فناہ و بقا

جاننا چاہئے کہ لفظ فناہ اور بقاء کے جو معنی حکماء اور متکلمین کے نزدیک ہیں۔ وہ صوفیاء کرامؒ کے نزدیک نہیں ہیں۔ (دیکھو نقد النصوص مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نص ابراہیمیا) اہل لغت کے نزدیک بقاء یہ ہے کہ وقت ثانی میں بقاء پائے۔ اور یہ اس طرح پر ہے۔ کہ ایک بقاء الیٰ مدت جیسے دنیا اور اہل دنیا کی بقاء ہے۔ دوسرے لا الیٰ مدت۔ جیسے آخرت اور اہل آخرت کی۔ اور حق تعالیٰ اور صفات حق تعالیٰ کی بقاء ہے۔ اور فنا ان کے نزدیک یہ ہے۔ کہ اس کی بقاء نہ رہے۔ جس کی بقاء کی نہایت ہوگئی۔ اس کو فانی کہتے ہیں۔ اور اہل اصول یعنی اہل کلام یہ کہتے ہیں کہ بقا باقی کی صفت ضرور ہیں۔ مگر فنا باقی کی صفت نہیں ہے۔ اس لئے کہ باقی شے ہوتی ہے۔ اور شے کے لئے صفت روا۔ اور فانی لاشے ہوتی ہے۔ لاشے کی صفت محال ہے۔ کیونکہ موصوف کا وجود چاہئے۔ تاکہ صفت اس کے ساتھ قائم ہو۔ پس فنا اور فانی ہونے سے مراد اس کی عدم ہے۔ مگر صوفیاء کرامؒ کی مراد بقاء سے بقاء ذات نہیں۔ بقاء صفات ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک کسی شے سے مراد اس شے کی عین نہیں ہے۔ بلکہ اس کے معنی مراد ہے۔ جب کسی شے میں وہ معنے موجود ہوتے ہیں۔ تو وہ اس شے کی بقاء بتاتے ہیں۔ اس لئے کہ مقصود اس شے سے حاصل ہے۔ اور جب وہ معنے اس شے سے معدوم ہو جاتے ہیں۔ تو اس شے فانی بسبت فوت مقصد اور معنے مذکور کے کہتے ہیں۔ او یہ امر عرف میں ظاہر ہے۔ کہ جب کوئی بوڑھا اور ضعیف ہو جاتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ میں اب وہ نہیں رہا۔ جو پہلے تھا۔ حالانکہ مردود وہی ہے۔ ہاں! اس کی صفات وہ نہیں رہی ہیں۔ جو پہلے تھیں۔ کذافی شرح التعرف۔

Marfat.com

پس ممکن کی فنا واجب میں اس کے آثار امکان کے اضمحال سے ہی مراد ہے۔ نہ اس کی حقیقت کے الغدام سے اضمحلال کی مثال ایسی ہے۔ جیسے اضمحلال انوار محسوسہ کا نور آفتاب میں ہوتا ہے۔

بیت

چراغ آں جا کہ خورشید منیر است
میاں بود و نابودے اسیر است

شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ المحدث اذا لورن بالقدیم لم تبین اثر۔

چوں تجلّٰی کرد اوصاف قدیم
پس لسوز وصف حادث را کلیم

اور آثار امکان کا اضمحلال ہوش و ادراک لطیفہ انائیت عارف میں ہوتا ہے۔ نہ جسم اور روح اور اس کی بشریت میں گو کہ بحکم لا ارض من کاس الکرام نصیب ان کو بھی خط ہو۔

حضرت مولوی (معنوی روم) قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

مثنوی

اے برادر تو ہمہ اندیشۂ
مابقے تو استخوان ریشہ
پس تو آں ہوشی و باقی ہوش پوش
خویشن را کم مکن یا دہ مکوش

Marfat.com

انتہی تقریر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ:

اس فناہ مضمحلال آثار مکان کی مثال مولانا صاحب نے مثنوی شریف میں اس طرح فرمائی ہے۔ (دیکھو دفتر سوم مسئلہ فناہ و بقاء صفحہ ۱۸۶) شرح العلوم وصفحہ ۱۷۹ پیراہن یوسفی وصفحہ ۱۰۴ لب لباب حسینی بطبوعہ بمبئی۔

گشت در جہاں جہاں درویش نیست
در بود درویش آں درویش نیست
ہست از رئے بقائے ذات او
نیست گشتہ وصف اور دو وصف ہو
چوں زبان شمع پیش آفتاب
نیست باشد ہست باش در حساب
ہست باشد روشی او تا تو اگر
افگنی پنبہ بسوزد او شرر
نیست باشد روشنی ندہد ترا
کردہ باید آفتاب او را فنا
دو صد شہد یک اوقیہ حل
چوں در افگندی دو روئے گشت حل
نیست باشد طعم او چوے چشی
ہست اوقیہ فزوں گر بر کشی

یعنی اگر سو من شہد میں دو تولہ سرکہ ملا دیں تو صفات ترکہ یعنی مزہ اس کا شہد میں

فنا ہو جاتا ہے۔اور ذات اس کی باقی رہتی ہے۔جس کا ثبوت زیادتی وزن سے ہوتا ہے۔ایسے حال میں اگر خودسر کہ یوں کہے کہ میں شہد میں فانی ہوگیا۔اور میں کچھ اور ہی ہوگیا۔اب مجھ کو کون پہچانے۔تو یہ کہنا اس کا سچ ہے۔اسی مقام پر حضرت بلھے شاہ صاحب فرماتے ہیں:

ہن میں ہو گیا کجھ ہور　　　ہن مینوں کون پہچانے

اسی مقام پر معنے فناہ فی الشیخ۔فناہ فی الرسول ﷺ۔فناہ فی اللہ کے ذکی اور فہیم کی سمجھ میں آئیں گے۔اور کہے گا۔اوہو۔ان لفظوں کے معنی تو کچھ اور ہی نکلے۔ہم جو پہلے سمجھ رہے تھے۔کہ فنا فی الشیخ سے مراد شیخ ہو جانا اور فنا فی الرسول سے مراد رسول ہو جانا اور فنا فی اللہ سے مراد اللہ ہو جانا ہے۔وہ بڑی غلطی تھی۔اور مولانا روم سچ فرماتے ہیں:

سایہ ہائے کو بود جو یائے نور
نیست گردوچوں شود نورش ظہور
سایہ و عاشقے بر آفتاب
شمس آید سایہ لا گرد و شباب
ہمچنیں جویاے درگاہ خدا
چوں خدا آمد شود جوئندہ لاء

یہاں اچھی طرح سمجھو کہ ذات کا فنا ہو جانا اور بات ہے۔اور صفات کا فنا ہونا اور۔پہلے سمجھو کہ ذات دو ہیں۔ایک عدم دوسرے وجود عالم کی ذات عدم محض ہے۔یعنی فی حد ذلتہٖ وہ عدم ہے۔اور حق کی ذات وجود محض یعنی فی حد ذات وجود

ہے۔ عدم کبھی وجود میں نہیں آ سکتا اور وجود کبھی عدم میں نہیں ہو سکتا کہ انقلاب ماہیت محال ہے۔ پس اس ذات کی جس کو ذات کہیں کبھی فنا نہیں ہو سکتی۔ اور چونکہ عدم اپنے معنے سے خود عدم ہے۔ اس لئے فی الحقیقت اور فی الوجود ذات ایک ہی ہے۔ اور یہ عرف میں جو ذاتیں کہی جاتی ہیں۔ کہ اس شے کی یہ ذلت ہے اور اس شے کی یہ ذلت ہے۔ یہ گو مقابلہ اپنی صفات کے ذات کہنے میں آویں۔ یا یہ کہ ایک عرض کو دوسرے عرض کی ذات میں کہیں۔ مگر بمقالہ اس ذات عین وحدہ لازوال کے صفات ہیں۔ نہ ذوات۔

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

تاچند حدیث جسم والعباد و جہاد
تا کے سخن معدن وحیوان و نبات
یک ذات بو د محقق نہ ذوات
ایں کثرت وہمے زشیونست وصفات

رباعی ایضاً

اے بر سر ایں و آں ناز ذہ خط
پندار دوئی دلیل بعد ست و خط
در جملۂ کائنات بے سہو و غلط
یک عین غیب دان وتکذیب وفقط

جب تحقیق میں ایک ہی ذات ہوئی۔ جس کو فناہ نہیں تو فنا سے مراد فنا ذات

Marfat.com

سمجھنا بڑی ہی غلطی اور نادانی ہے۔

جب کہ یہ محقق اور بالیقین ثابت ہو گیا۔ کہ ذات جس کو ذات کہہ سکیں اور عین جس پر عین کا اطلاق ہو سکے۔ فقط ایک ہی ہے۔ اور ہم میں جو کثرت وذات معلوم ہوتی ہے۔ یہ شیون اور صفات اس ذات کے ہیں۔ تو پھر اس کو سمجھنا چاہئے۔ کہ شیون اور تجلیات اس ذات کے ہر لمحہ اور ہر آن نئے ہی ہیں۔ اور وہ اپنے جلوے اور تجلیاں رنگ برنگ اور نئے نئے بالتقضائے دلربائے اور محبوبی ہر لمحہ اور ہر آن میں دکھاتا ہے۔ فنا سے ان کا تعلق ہی نہیں۔ اس لئے کہ وہ بالقضائے ذات خود ہی پائندہ نہیں ہیں۔

رباعی جامی رحمۃ اللہ علیہ

ہستی کہ عیاں نیست وآں در شانے
در شان دگر جلوہ کند ہر آنے
ایں نکتہ بجو ز کل یومٍ فی شان
گر بایدت از کلام حق برہانے

رباعی ایضاً

بحری ست نہ کاہندہ نہ افزائندہ
امواج برد روندہ و آئندہ
عالم چوں عبادت زہمیں امواجت
نبود د زمان بلکہ دو آن پائندہ

Marfat.com

باقی رہیں صفات اور ان کا ظہور۔ صفات یا تو صفات کمال ہیں یا صفات نقص۔ جس قدر صفات کمال ہیں۔ وہ اس ذات اقدس شے کے متعلق ہیں۔ جو واحد ہے۔ اور عین ذات ہونے کی وجہ سے قدیم اور لازوال ہیں۔ فنا پذیر نہیں۔ اور جس قدر صفات نقص ہیں۔ وہ کثرت وہمی سے متعلق ہیں۔ کثریت وہمی حقیقت میں کثرت نہیں ہے۔ وہم میں کثرت ہے۔ پس جو کچھ نقص ہے۔ یا جس کو نقص کہہ سکیں یہ وہم ہے۔ جو صرف انسان کیلئے اور اس کے امتحان کے لئے اور تمیز دوست اور غیر کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ یہی ایک حضرت ہیں کہ ہستی اور ذات کو جو حق تعالیٰ کی ہے۔ اپنی سمجھتے ہیں۔ اور افعال کو جو حق کے ہیں۔ اپنے سمجھتے ہیں۔ اور ماؤ من۔ ہر دم اور ہر لحظہ کہتے ہیں۔ اور اس ماؤ من میں غرق ہیں۔ واہ سبحان اللہ!

مررے چور پرائے دھن پر

یہ وہم فناہ پذیر ہے۔ اور صوفیاء کرام کی مراد فنا سے اس وہم کی فناہ ہے۔ نہ کچھ اور۔ جامی قدس سرہ سلسلہ الذہب میں فرماتے ہیں: (دیکھو صفحہ ۳۲۶)

ہست ایں مردگی مرد مرا
آں کہ خوانند صوفیاں بفناء
نہ فنائے کہ جاں زتن بردو
بل فنائے کہ ماؤ من بردو
مشوی از ماؤ من بکلی صاف
نشود با تو ہیچ چیز مضاف
نہ زنی ہرگز از اضافت دم

از اضافت کنی چو تنویرم
ہم ز نو دار ہی وہم ز کہن
نگزر و بر ز بانت گاہ سخن
کشف من تاج من عمامہ من
زکوہ من عصاؤ جامۂ من
زاں کہ کس کہ از منی داراست
یک من اورا ہزار من باراست
صد منش بار بر سرو گردن
بہ کہ یک بار بر زبانش من

یہ وہم اس وقت فناہ ہوتا ہے۔ جب باطن سالک میں ظہور ہستی کا استیلا اور غلبہ ہو۔ چنانچہ مولانا جامی قدس سرہ لوائح میں فرماتے ہیں۔ کہ فناہ اس کو کہتے ہیں کہ استیلائے ظہور ہستی حق سے جو باطن پر عارف پر ہو۔ اس کو ماسوٰی کا شعور نہ رہے۔ اور فناہ اس کو کہتے ہیں کہ بے شعوری کا شعور نہ رہے۔ اور یہ بات واضح رہے کہ فنا فنا میں مندرج ہے۔ کیونکہ صاحب فنا کو اگر اپنی فنا کا شعور ہوگا۔ تو وہ صاحب فنا نہ ہوگا۔ اس وجہ سے کہ صفت فنا اور اس کا موصوف قبیل ماسوائے حق سے ہیں۔ پس اس کا شعور منافی فنا ہوگا۔

رباعی

زنیستاں کہ فناہ خویشتن میخواہی
ازخرمن ہستیت جوئے کے کائی

Marfat.com

تا یکسیر م ز خویشتن آگاہی
گردن زنی از راہ فناہ گمراہی

انتہیٰ کلام حضرت مولانا جامیؔ رحمۃ اللہ علیہ:

رباعی

تا در تو ز پندار تو ہستی باقیست
میدان یقین بت پرستی باقیت
گفتی بت پندار شکستم رستم
ایں بت کہ پندار شکستی باقیست

جاننا چاہئے کہ جس قدر اخلاق ذمیمہ ہیں۔ ان کی جڑ اور بنیاد یہی وہم ہے۔ جب یہ وہم فنا ہو جاتا ہے۔ تو وہ بھی فنا ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی جگہ اخلاق حمیدہ بالطبع قائم ہو جاتے ہیں۔

بیت

اخلاق ذمیمہ چوں بدل شد
ہر عقدہ کہ در تو بود حل شد

اور چونکہ یہ وہم جو فنا ہوتا ہے۔ ذات اور صفات اور افعال سے متعلق ہے۔ اس لئے اس کے درجات ہیں۔ یعنی پہلے فنا افعال میں ہوتی ہے۔ پھر صفات میں۔ پھر ذات میں۔ جس کا بیان صفحہ ۲۷۱ پر گزرا ہے۔ اس کو خواجہ امان اللہ پانی پتی قدس سرہ شرح لوائح جامیؔ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ کہ فنا کے بعد جو درجات ہیں،

Marfat.com

ان میں:

پہلا درجہ فنائے افعال ہے

فنا افعال اس کو کہتے ہیں۔ کہ صفت افعال کی غیر وسوائے سے اس حیثیت سے اٹھ جائے۔ کہ طالب کو اس امر کا مشاہدہ ہو کہ کوئی فعل افعال مرضیہ اور نا مرضیہ کا بالاستقلال کسی کے ساتھ منسوب اور مضاف نہیں ہے۔ اور تمام افعال متعددہ اور متکثیرہ افعال تجلیات الٰہی ہیں۔ بلکہ فی الحقیقت ایک فعل واحد ہے۔ جو ہر جا باقتضائے قابلیت اس جگہ کے ظاہر ہوا ہے۔ یہاں سر لاحول ولاقوۃ الا باللہ ظاہر ہوتا ہے۔

دوسرا درجہ فنائے صفات ہے

فنائے صفات اس کو کہتے ہیں۔ کہ نسبت جیسے صفات کی خلق سے اس حیثیت سے اٹھ جائے۔ اور حق سبحانہ کی طرف ان کی نسبت جیسے کہ ان کی عظمت اور جلال کے لائق ہو۔ کہ طالب اس امر کو جانے اور دیکھے کہ تمام صفات موجودات کے عین کمالات ذات رفیع الدرجات کے ہیں۔ بلکہ فی الحقیقت ایک صفت واحد ہے۔ کہ قوائے متکثرہ اور مدارک متعددہ میں ظہور کرنے کے سبب سے اسامی متنوعہ میں اس نے تجلی فرمائی ہے۔ اور اپنے تئیں گویا صفات موجودات کے بنا دیا ہے۔

تیسرا درجہ فنائے ذوات ہے

فنائے ذوات ایسے حال پر پہنچنے کو کہتے ہیں کہ ذوقاً اور وجداناً، طالب کو یہ مشاہدہ ہو کہ ذوات متعددہ میں سے کسی ذات کا وجود مستقل نہیں ہے۔ وہ سب حق سبحانہ، وتعالیٰ کی ذات سے ظاہر ہیں۔ اسی کے ساتھ قائم ہیں۔ بلکہ فی الحقیقت وہ

سب عین ذات حق اور وجود مطلق کے بلا فرق اور امتیاز کے ہیں۔

فلم یبق الا اللہ الواحد الاحد

وبطل ما سواہ من الازل الی لا بد

یعنی کوئی سوائے اللہ واحد اور احد کے باقی نہیں ہے اور ماسوا ازل سے ابد تک باطل۔

انتہیٰ کلام حضرت خواجہ امان پانی پتی قدس سرہ:

اگر واحد کا باقتضائے قابلیات مختلفہ کے افعال متعددہ میں ظاہر ہونا تمثیلاً دیکھنا چاہو۔ **و اللہ المثل الاعلیٰ** تو ورکشاپ میں چلو۔ دیکھو! انجن سے ایک فعل صادر ہو رہا ہے۔ ایک پاور آ رہی ہے۔ اور وہ کلوں میں بلحاظ ان کی قابلیت ہائے مختلفہ کے افعال متعددہ دکھا رہی ہے۔ جیسے اس کے آنے سے برما بیندر رہا ہو۔ ہتھوڑا کوٹ رہا ہو۔ آری چیر رہی ہو۔ ایک پہیہ کھڑا چلتا ہے۔ ایک پڑا چلتا ہے۔ ایک ترچھا چلتا ہے۔ ایسے ایک لاٹھ کھڑی چلتی ہے۔ ایک پڑی چلتی ہے۔ ایک ترچھی چلتی ہے۔ ایک کل آٹا پیس رہی ہے۔ ایک کات رہی ہے۔ ایک کپڑا بن رہی ہے۔ ایک چھاپ رہی ہے۔ وہی ایک انجن کا فعل اور اس کی پاور ہے جہاں جاتی ہے۔ باقتضائے قابلیت اس مقام کے کام دکھاتی ہے۔ مگر یہاں غور کرنے سے ظاہر ہے۔ کہ کلوں کی تعداد افعال سے پاور متعدد نہیں ہوگئی ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ ابھی وہ پاور انجن سے آنی بند ہو جائے۔ سب کلیں بند ہو جائیں گی۔ اس طرح فیض وجودی حضرت الوجود سے آتا ہے۔ ابھی وہ فیض وجودی آنا بند ہو جائے۔ سب فنا ہو جائیں۔ جب بھی تم مستری خانہ میں جاتے ہو۔ جہاں سب کام ہاتھ سے ہوتا ہے۔ کوئی لکڑی چیرتا ہے۔ کوئی خراد اتارتا ہے۔ کوئی رنگ چڑھا رہا ہے۔ کوئی کچھ کرتا ہے۔ کوئی کچھ کرتا ہے۔ تو

Marfat.com

کیا تم کو یہ مشاہدہ نہیں ہوتا کہ وہ افعال جوان کاریگروں سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ سب اس ایک پاور کے ہیں۔ جوان کی ایک جان ہے اور ہر ایک جان کی جان ہے۔ ذرا خواہشات انسانی سے بچو۔ اور غیریت اعتباری سے قطع نظر کرو۔ دل کی آنکھیں کھولو۔ پھر دیکھو کہ کیا تماشا ہو رہا ہے۔ اگر خواہشات نفسانی کو بھی نہ چھوڑنا چاہو۔ اور یہ تماشا بھی دیکھنا چاہو۔ تو یہ نہیں ہوسکتا کہ:

چپڑی اور دودو

بلکہ دونوں چپڑی کتے کے سامنے ڈال دو۔ پھر تماشا دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے۔

اس مقام پر حضرت حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(دیکھو شرح معصوص الحکم جناب ممدوح)

الا اے گوہر بحر مصفا — کہ در عالم توئی پنہاں و پیدا
وجودت بہر اظہار کمالات — چو از ہویت شد ہویدا
برائے جلوہ عشق جہاں سوز — بسے آئینہ ہا کردی ز اشیاء
زہر آئینہ دیدارے نمودی — بہر چشمے درد کردی تماشا
جہاں آسودہ ورکتم عدم بود — بر آوردی ر عالم شور و غوغا
کہے با جان مجنوں عشق بازی — کہے دلہا بری با حسن لیلیٰ
تو ہم عشقی و ہم معشوق عاشق — تو ہم دردی وہم اصل مداوا
توئی پیرایہ معشوق و دلبر — توئی سرمایہ عشاق پیدا
نیاز وامق بیچارہ از تست — ہم از تو عشوہ ائے فساز عذرا
بہ چشم عارفانت مے نماید — جہاں جملہ تن و جاں تن را

Marfat.com

ولیکن عاشقاں را با دیدہ دوست — جہاں گم دیدہ در نور تجلی
شناسندت بفردانیت امروز — کہ حاجت نیست ایشاں را بفردا
سخن مستانہ مے گوید حسینت — کہ دادش ساقی عشق تو صہبا
منم معذور رای عشق از بگویم — چو چشم گشت از نور بینا
کہ در عالم نمے بینم بجز یار — و ما فی الدار غیر اللہ دیار

ایسے ہی لوگوں اور کاملوں کی کھلی آنکھوں سے **لاغافل فی الحقیقت الا اللہ** نظر آ رہا ہے۔ افعال کی حقیقت میں صوفیاء کرامؒ میں ایک حکایت مشہور ہے۔ (دیکھو صفحہ ۷۹ جلد ثانی لطائف اشرفی)

حکایت

کسی نے کاغذ سے پوچھا تیرا منہ کیونکر کالا ہوا۔ اس نے کہا مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ سیاہی سے پوچھو! میرا منہ کیوں سیاہ ہے۔ سیاہی نے کہا کہ میں تو دوات میں تھی۔ مجھ کو کبھی خیال بھی باہر آنے کا نہیں تھا۔ گوشہ تیرو تاریک میں پڑی تھی۔ قلم سے پوچھو! مجھ پر زیادتی کر کے کیوں گھر سے باہر نکالا۔ قلم نے کہا۔ بھلا میرا کیا اختیار تھا۔ ہاتھ سے پوچھو! جس نے مجھ پر زبردستی کی ہے۔ جنگل سے مجھ کو لاکر کاٹا ہاتھ سے پوچھا۔ کہ یہ زیادتی تم نے قلم پر کیوں کی؟ ہاتھ نے کہا کہ میں تو کھال اور ہڈیاں ہوں۔ بھلا کھال اور ہڈیوں سے بھی کچھ ہو سکتا ہے۔ قدرت سے پوچھو! جس نے مجھ کو چلایا۔ قدرت نے کہا۔ مجھ کو یونہی ملامت کرتے ہو۔ میرے محرک سے پوچھو! جو ارادہ ہے۔ ارادت نے کہا کہ میرے پاس تو حضرت دل کا رسول علم آیا تھا۔ اور زبان عقل سے اس نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ قدرت کو کہہ۔ اپنا کام

Marfat.com

کرے۔ علم سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں کیا چیز ہوں؟ میں تو واسب فیاض سے فائض ہو رہا ہوں پس! میں جو کچھ ہوں۔ اسی کا ظہور ہوں۔ چنانچہ اس مضمون کو مولانا قدس سرہ نے سلسلہ الذہب میں ناقصوں کی برائی کے بعد اس طرح نظم کیا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۷۵)

منکہ عیب است پاے یا بسرم
کے بعیب کسان فتد نظرم
خود مرا درمیاں چہ کار وچہ بار
غیر من دیگری ست کار گزار
من زبان او سخن گزا رندہ
بلکہ من خامۂ او نگا رندہ
در حقائق بچشم عامہ مبین
حرف ونقش از زبان خامہ بہ بین
خامہ آمد ز دست جنبش گیر
دست در دست قدرت ست اسیر
قدرت آمد ارادہ را تابع
دان ارادت ز علم شد واقع
علم فائض ز واہب فیاض
کہ مبر است فیضش از اعراض
لیکن آں علم اختیار نیست
فیض یابش جز اضطراری نیست

Marfat.com

ہر چند کہ منزلیں فنافی الافعال، فنافی الصفات، فنافی الذات بیان سے بہت آسان معلوم ہوتی ہیں۔ کہ فعل کی نسبت اور اضافت اپنی طرف یا مخلوق کی طرف کرنی چھوڑ دے۔ فنافی الافعال ہوگیا۔ صفت کی نسبت اور اضافت اپنی طرف اور مخلوق کی طرف کرنی چھوڑ دی۔ فنافی الصفات ہو گئے۔ ذات کی نسبت اور اضافت اپنی طرف کرنی چھوڑ دی۔ فنافی الذات ہو گئے۔ کہ توحید اسقاط الاضافات۔ مگر یہ تو صرف سمجھ ہی سمجھ ہے۔ اس نسبت اور اضافت کا قطعاً بھولنا اور فنا ہونا بڑا مشکل ہے۔ دم دم میں ہزار ہا شبہات، ہزار ہا خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ قدم قدم پر خرابی اور پریشانی کا خطرہ اور اندیشہ درپیش ہے۔ اگر اس منزل میں رعایت شرع کو چھوڑ دیا جائے تو زندقہ کی غار میں جا پڑا۔

گئے تھے چوبے ہونے دوبے ہی رہ گئے

اسی لئے صاحب گلشن راز فرماتے ہیں:

ولے تا بے خودی زنہار زنہار
عبارات شریعت را نگہدار

اس منزل سخت اور میدان دشوار گزار سے پیر ہی نکالتا ہے۔ اور وہ ہی جو راہ دیدہ ان منزلوں کی محنت اور رنج کشیدہ ہو۔ اور عشق کی پھلجھڑی اور چنگاریاں طالب کے تن اور بدن کو لگا دے۔ جس سے وہ طالب ناچتا پھرے۔ اور تاک دھنا دھن کرتا پھرے۔ ورنہ اگر کوئی چاہے کہ بدون پیر اور رہبر کے کتابوں ہی سے خیال خام پکا کر ان منزلوں کو طے کرے تو:

مصرعہ

ایں خیال است ومحال است وجنوں

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رباعی

در رفع حجب کوش نہ در جمع کتب
کز جمع کتب نے شود رفع حجب
در جمع کتب کجا بود نشہ حب
طے کن ہمہ راوٗ عد الی اللہ وتب

غزل ایضاً

ز چیست تفرقہ مولوی ز جمع کتب
چہ سود جمع کتب چوں نگر د رفع حجب
جو ہست ہر ورقے زاں کتب حجاب دگر
بچشم ما حجب تو بتو ست آں نہ کتب
بمصرِ عشق و محبت کجا عزیز شوی
نرستہ یوسف جن تو از عنایت حب
جمال عشق نہاں است ز پردہ غیب
و ما سواہ علی وجہ الجمیل نقب
بعشق کوش چو عارف شدی بسر جمال

Marfat.com

کہ عارفاں ہمہ لت اند عاشقاں لب لب
طلب مکن خیر و بحریاں از من
کہ در ربود مرا موج خیر لجہ حب
معاد جان تو جامی ز صورت و معنی

عشق حقیقی ہی ایسی چیز ہے کہ معشوق حقیقی سے لو اور دھن لگائے رکھتا ہے۔ اپنی آگ سے ان شبہات اور خطرات کو جلائے رکھتا ہے۔ سوائے خیال معشوق کے اور کوئی خیال یا خطرہ اور شبہ عاشق کے دل میں آنے نہیں دیتا۔ ورنہ ہائے ہائے ہائے۔

پہلی ہی منزل فنا فی الافعال میں کیا کہیں۔ کیا کیا شبہات اور خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی خیال گزرتا ہے۔ کہ جب غافل فی الحقیقت الا اللہ ہے۔ تو خیر وشر کیا؟ عذاب اور ثواب کیا؟ اور جب یہ خیال خراب آیا۔ اور شبہ ناقص پیدا ہوا یا جبری ہو گئے یا قدری پہلے بسم اللہ ہی غلط ہو گئی۔ ہنوز دلی دور است۔ یعنی فنا فی الذات کہاں۔ اور عاشق کی بسم اللہ اسی وجہ سے ہے۔ صحیح ہو جاتی ہے۔ کہ وہ رعایت ادب رکھتا ہے۔ یعنی ہر چند کہ لا فاعل فی الحقیقت الا اللہ کا وہ مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اپنے تئیں اظہر اسماء وصفات الٰہی کا دیکھتا ہے۔ مگر وہ اب ادب نہیں چھوڑتا کہ شر جو متوہم ہوتا ہے۔ اس کی نسبت اپنی طرف کرتا ہے۔ اور حضرت الوجود کو خیر محض جانتا ہے۔ حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گو گناہ من است

جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (دیکھو سلسلہ الذہب صفحہ ۹۶، ۹۷)

ادبوا النفس ایها الاصحاب
طریق العشق کلها اٰداب
جہدایت سرائے قرآن آئے
ادب آموز از خلیل خدائے
زاں کہ شرط ادا مرضت چو گفت
درجز او را فھو یشفین سفت
شرط چوں بود جنس سقم و مرض
خویش را داشت اندراں معرض

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرض کی نسبت تو اپنی طرف کی۔ اور شفاء کی نسبت جناب باری تعالیٰ کی طرف کی۔ یوں نہیں کہا کہ خدا مریض ہوگیا۔ (نعوذ باللہ منہا) کہ یہ سراسر بے ادبی تھی۔ پھر جناب مولانا ممدوح فرماتے ہیں:

گرچہ در نفس صاحب تفرید
آں تقاضا ہمے کند توحید
کہ ہمہ فعل ہا چہ زشت و چہ خوب
بے وسائط بحق بود منسوب
لیک از آں جا کہ شیوہ او بست
نسبت فعل شر بحق عجب است
ہم چنیں از مقولۂ افعال
ہر چہ دید از قبیل خیر و کمال

Marfat.com

ساخت خاطر تہی راویہ خویش
کرد حق دراں و قا یہ خویش
نزد از نفس و فعل نفس نطق
داشت بے واسطے مضاف حق
تا نیفتد در آں فساد و خلل
از ظہور غرور نفس و غسل
نہ زند سر ریائے وعجب از وے
گردش نامۂ رعونت طے

اوراس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ جو نفس ہے۔ یا جس کو دوسرے لفظوں میں شر کہیں۔ وتعین کی طرف راجع ہے۔ اور جو خبر ہے۔ یا جس کو دوسرے لفظوں میں کمال ہیں۔ وہ وجود کی طرف راجع ہے۔ اور عاشق کی نظر میں چونکہ حقیقت متجلّی ہوتی ہے۔ وہ کبھی شر کی نسبت خدا کی طرف نہیں کرتا۔ اس کی تائید میں مولانا جامؔی قدس سرہ حدیث شر کے مضمون کواس طرح نظم فرماتے ہیں:

(دیکھو مقدمہ النصوص)

بلبل شاخسار باغ بلاغ	شاہ باز نشیمن ما زاغ
داشت چشم سرش چو دیدہ سر	روشنائی ز کحل بے یبصر
چو بنظارہ جہاں پر داخت	ہر بد و نیک را دید شناخت
کانچہ نیک از خصائص قدم است	وآنچہ بد از نقائص عدم است
گفت الخیر کلـــه بیـدك	لـكن الشر لا یعود الیك
متقی نفس خویش را چو شناخت	در شردش و قایہ حق ساخت

Marfat.com

سپرے شد پیش حق کہ مدام | وارد اوور انگہ ز تیر مدام

ہر چہ آمد ز جنس نقصان پیش | داشت مسند بہ نفس ناقص خویش

یہاں ظاہر ہے کہ خبر جس کی برائی معروف ہے۔ اور وہ شر کی نسبت خدا کی طرف کرنا اور اپنے تئیں مجبور مطلق جاننا ہے۔ وہ مذموم ہے۔ اور حال ناقصوں کا ہے۔ اور وہ جبر جس میں شر کی نسبت اپنی طرف اور خیر کی نسبت حق کی طرف کرنا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ فی الحقیقت لا فاعل الا اللہ جانتا ہے۔ وہ محمود ہے۔ اور حال کاملوں کا ہے۔ پس جبر کی دو قسمیں ہیں:

ایک جبر مذموم۔

دوسرا جبر محمود۔

صاحب گلشن راز فرماتے ہیں: (دیکھو شرح)

شعر

حق اندر کسوت حق دین حق دان

حق اندر باطل آمد کار شیطان

کہ جبر کاملوں کا عین کمال ہے۔ اور اختیار محض نقصان ہے کس لئے کہ صدور افعال اور اعمال کی نسبت اور اضافت اپنی طرف کرنا موجب غرور اور خود بینی اور غیریت کا ہے۔ اور یہ معنی بہ نسبت اس کامل کے نقص تمام ہے۔ اور جب ناقصوں کا عین نقصان ہے۔ اور اختیار محض کمال۔ کیونکہ اعمال اور افعال کی نسبت اور اضافت اپنی طرف نہ کرنا زیادتی فسق و فجور کا سبب اور ان میں جرأت کرنے کا سبب اور مخالفت شرعیہ کا موجب ہے۔ جو مستلزم ہلاکت معنوی ہے۔ (نعوذ باللہ منہا)

Marfat.com

حضرت مولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں:

جبر باشد پر و بال کاملاں　　جبر ہم زادان و بند جاہلاں
بال بازاں راسوئے سلطان برد　　بال زاغاں را بگورستاں برد
ہر چہ گیرد کاملے علت شود　　کفر گیرد کاملے ملت شود

انتہیٰ کلام:

دیگر شبہات جو منزل فنافی الافعال میں پیدا ہوتے ہیں۔ان کو اگر زیادہ دیکھنا ہو۔تو سلسلہ الذہب مطبوعہ کے صفحہ ۷۷ سے صفحہ ۹۷ تک دیکھئے۔ یہ مشکلات جو منزل فنافی الافعال کی تھیں۔آگے اس کے جو جو مشکلات منزل فنافی الصفات اور فی الذات میں پیش آتی ہیں۔ان کا بیان ہوا۔

انسان ناقص یہ طاقت رکھتا ہے کہ قلعی آہنی کو توڑ دے۔مگر ہستی موہومی کی بودی سی دیوار نہیں توڑ سکتا۔جیسے حضرت شاہ غلام حسین چشتی قدس سرہ ملک ہریانہ کی زبان میں جس ملک میں قصبہ ہائے رہتک فہم ہانسی سونی پت،جھجر وغیرہ ہیں، فرماتے ہیں:

لوہ کا گڈھ تو نہہ توڑے رے بیڑی
بوہ بودی سی کاندھ نہ توڑی جا

یعنی اے عاقی!ناقص قلعہ آہنی تو توڑ دیتا ہے۔مگر یہ بودی سی دیوار ہستی موہوم تجھ سے توڑی نہیں جاسکتی ہے۔اس دیوار کا توڑنا بھی بڑا مشکل ہے۔اور آسان بھی بڑا۔اگر مرشد کامل مل گیا۔تو اس کی مدد سے اس کا توڑنا کچھ بات ہی نہیں۔اور اگر نہ ملا تو ساری عمر اس کے توڑنے میں گزر گئی۔ایک اینٹ بھی نہ اکھڑی۔دیوار تو کجا۔اور اگر بہت کوشش کی۔اور ایک اینٹ اکھاڑ بھی لی۔تو دوسری

Marfat.com

ایسی جمی کہ ہل نہ سکے۔ یا پھر وہی اینٹ اکھڑ کر جم گئی۔ اور پہلی حالت عود کر آئی۔ طالب علموں کے لئے عود ایک بڑا مقام خطر ہے۔ فنا اسی وقت حاصل ہوتی ہے۔ جب عود نہ ہو سکے۔ ملفوظات حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے جو تحقیق ذکر میں اس کے درجات میں لکھا تھا کہ ذکر یہاں تک کرنا چاہئے۔ کہ ہستی موہوم ذاکر کی ہستی حقیقی مذکور میں نیست ہو جائے۔ اس کے معنی حضرت ممدوح خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ سے پوچھے گئے۔ فرمایا کہ ایک شخص کا فی الحقیقت احمد نام ہے۔ مگر اس نے یہ توہم کیا ہے کہ میرا نام عبد الاول ہے۔ احمد کوئی اور ہے۔ بعد بڑی سعی اور کوشش اور جہد اس کو معلوم ہوا کہ احمد تو میں ہی ہوں۔ اور ہستی اور اشتہار عبد الاول کے نام کا ایک وہم تھا۔ اور احمد اس کا غیر نہیں تھا۔ اس کی یہ ہستی اسم خاص کی ہستی موہومی تھی۔ ہستی حقیقی احمد سے مرتفع ہو گئی۔ اور یہ معرفت متبدل بہ جہل نہیں ہے فرمایا کہ ہستی موہومی کے زوال کو فنا کہتے ہیں۔ اور وجود فنا کا کبھی وجود عدم اور وجود بشریت میں عود نہیں کرتا۔ اور معرفت جہل کے ساتھ متبدل نہیں ہوتی۔ اور فرمایا کہ وجود عدم وجود بشریت اور وجود فنا میں عود کرتا ہے۔ مگر وجود فنا کبھی وجود عدم اور وجود بشریت میں عود نہیں کرتا۔ وجود عدم اس انقطاع کو کہتے ہیں۔ جو کبھی بعد از توجہ اور مراقبہ کے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی بقاء نہیں ہوتی۔ تھوڑی دیر چلا جاتا ہے۔ مگر وجود فنا جو ایک حالت معروف ہے۔ کبھی متبدل بہ جہل نہیں ہوتی۔

Marfat.com

بیان معنی فقر

فقر کے معنی میں اولیاء کرام صوفیاء عظام قدس اللہ اسرارہم نے طرح طرح کے کلام فرمائے ہیں از آں جملہ یہ قول مشہور ہیں:

صاحب گلشن راز فرماتے ہیں

سواد الوجه فی الدارین درویش
سوا اعظم آمد بے کم و بیش

اس شرح میں صاحب مفاتیح الاعجاز فرماتے ہیں کہ اصطلاح صوفیاء کرام میں فقر فنافی اللہ اور اتحاد قطرہ بادریا کو کہتے ہیں۔ اور یہ سیر و مرتبہ کاملان کی نہایت ہے۔

عطار رحمۃ اللہ علیہ

ہفتمیں وادی فقر است و فنا
بعد ازیں روئے روش بنود ترا
گر کشش افتی روش گم گردد ت
گر بود یک قطرہ قلز گرد دت

اور الفقر سواد الوجه فی الدارین جو فرماتے ہیں۔

وہ بھی اس سے عبارت ہے۔ کہ سالک بالکلیہ فنافی اللہ اس حیثیت سے ہو جائے کہ اس کا اپنا وجود ہستی موہوم کا ظاہر و باطن دنیا و آخرت میں نہ رہے۔ اور عدم اصلی اور ذاتی کی طرف رجوع کر جائے۔ یہ فقر حقیقی ہے۔ اور اسی جگہ اذاتم الفقر فهو الله کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ مقام اطلاق ذات ہے۔ یہاں غیر اعتباری کی گنجائش

Marfat.com

نہیں رکھتا ہے۔ مجمع اضداداور تعانق اطراف اسی مرتبہ کا نام ہے۔ اور یہ سوادالوجہ سوادِ اعظم ہے۔ سوادِ اعظم اس کو کہتے ہیں۔ جس میں سب کچھ ہو۔ اور اس مرتبہ سے کوئی چیز نہیں ہے۔ سالک جب تک نیستی تمام اور فنائے مطلق سے متحقق نہیں ہوتا۔ ہستی مطلق اور بقاء باللہ متحقق نہیں ہوسکتا۔ بس اس سوادابوجہ کو فنا مطلق ہے۔ سواد اعظم ہے۔ جو بقاء باللہ ہے۔ اور اپنے سے نیستی عین ہستی بحق ہے۔ کہ ہستی مطلق نیستی مطلق میں نمایاں ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ سوائے انسان کامل کے اور کسی کو میسر نہیں ہے۔

نظم

تا در طریق عشق تو من جانفشاں شدم
بیجاں شدم ولیک جہاں در جہاں شدم
زاندم کہ باختم دل و جاں در قمار عشق
از ہر چہ عقل فرپ کند بیش ازاں شدم
تا در فنائے ہستی خود نیست آمدم
در عالم بقاء بخدا جاوداں شدم

انتہیٰ کلام صاحب مفاتیح الاعجاز۔

پھر جاننا چاہیئے کہ لغت میں فرکلرزمین کو کہتے ہیں۔ اور وہ زمین جس میں کچھ پیداوار افعال اور آثار کی نہ ہو۔ وہم ہستی ہے۔ اور آیت کریمہ واللہ غنی وانتم الفقراء سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فقر یہ وہم ہی ہے۔ کس لئے جب ذات اور صفات اور افعال خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ تو ہمارے لئے سوائے وہم کے ان کی نسبت اپنی

Marfat.com

طرف کرتے ہیں۔ اور کیا رہا۔ پس الفقراء اذاتم فھو اللہ کے یہ معنی ہوئے کہ ای اتوھم اذاتم فھو اللہ کیونکہ وہم ہی تمام ہوتا ہے۔ اور کوئی چیز ہماری تو ہے ہی نہیں۔ پھر تمام کیا ہوگی۔ جب فقر کے معنی یہ ہوں گے۔ تو یہ بات صحیح ہوگی کہ:

آں را فنا شیوہ فقر و آئین است

نے کشف ویقین نہ معرفت نے دینست

کس لئے یہ سب امور پھر اس کی طرف منسوب نہیں رہتے اور۔

رفت از میاں ہمیں خدا ماند خدا

الفقر اذا تم ھو اللہ ایں است

اس کی شرح میں حضرات خواجہ امان پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ جس کا شیوہ فنا ہے۔ اور پیشہ اس کا مفتی از ماسوائے۔ اور یہ دولت اس کو ملی ہے کہ وہ بالکلیہ فانی ہوگیا ہے۔ تو بلاسک اس پر کوئی اثر جاری نہیں ہے۔ کس لئے کہ آثار مثل اعراض کے اور وجود مثل جوہر کے ہے۔ اعراض بے جوہر کے نہیں ہو سکتے۔ جب وجود ہی نہیں رہا تو آثار کہاں رہے۔ ارتفاع وجود کا موجب رفع آثار ہے۔

رفت او ز میاں ہمیں خدا ماند خدا

الفقر اذاتم ھو اللہ این است

یعنی ہستی اس کی جو محل آثار روحانی اور جسمانی ہے۔ اس کی بصر اور بصیرت کے سامنے سے اٹھ گئی۔ کہ وہ اپنے سے تعبیر کرنے سے متعذر ہو گیا ہے۔ ہستی حق کی جس کا ظہور پہلے تھا۔ وہ نظر شہود میں ظاہر ہوگئی۔ اور آثار طبیعت جو اس پر جاری ہیں۔ وہ ظہور حق اور نمود وجود مطلق ہیں۔ اس لئے آثار غریبہ سے ظاہر اور خوارق عجیبہ اس سے نمایاں ہوتے ہیں۔ کہ وہ اگرچہ مقام استہلاک اور بے شعوری میں

Marfat.com

ہے۔ مگر متصف بصفات الٰہی و کمالت لامتناہی ہے۔ اس میں جو ظہور ہو رہا ہے۔ صفات خدا اور افعال خدا سے ہو رہا ہے۔ اور وہ تو:

نظم

محو گشتہ فانی مطلق شدہ ۔۔۔ در جہاں عشق مستغرق شدہ
ہم بہ نسبت در ہویت باختہ ۔۔۔ ہمسری در سرمدیت باختہ
نے ہمہ نے ہیچ نے جزو نہ کل ۔۔۔ نے بدو نے نیک نے عز و دل
نے کژ دنے راست نے تقلید نیز ۔۔۔ نے تن و نے جان و نے توحید نیز
نے گمانے نے یقینے نے شکے ۔۔۔ نے بسے نے اوسطے نے اندکے
نے قریبے نہ یکے نے ہمدمے ۔۔۔ نے رفیقے نے کسے نے محرمے
نے ولے نے دیدۂ نے سینۂ ۔۔۔ نے تنے نے مہرے و نے کینۂ
نے مسلمان دولتے نے کافرے ۔۔۔ ایں تحیر را نے پاؤ نے سرے
ساکن و دائم مسافر آمدہ ۔۔۔ غائبے پیوستہ حاضر آمدہ

انتہیٰ کلام حضرت خواجہ امان قدس سرہ۔

اس مقام پر طالب صادق کو لا الٰہ الا اللہ ہو گیا۔ اور اس بات کو بخوبی جان لینا چاہئے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ کہنا اور ہے۔ لا الٰہ الا اللہ جاننا اور اور لا الٰہ الا اللہ ہونا اور۔ چنانچہ اس باب میں حضرت عین القضا ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ توحید پنجم میں فرماتے ہیں۔ کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کمتر درجہ ایمان کا ترک دنیا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ اور بہتر درجہ ایمان کا لا الٰہ الا اللہ کو قبول ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمایا کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کو قبول کریں۔ جب یہ کلمہ کہتے ہیں تو مال اور خون ان کا بچ جاتا ہے۔ اے

Marfat.com

عزیز! جوکوئی دنیا میں مشغول ہو۔ اور زبان سے یہ کلمہ کہے۔ اس کو فائدہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے وہ اپنے مال اور خون کو بچا لیتا ہے۔ اے عزیز! جھوٹ بولنا حرام ہے۔ لا الٰہ الا اللہ زبان سے کہنا کہ دل کو اس کی خبر نہ ہو۔ دروغ اور جھوٹ ہے۔ جو حرام ہے۔ مگر چونکہ عصمت مال وخون بدوں ان کلموں کے حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے شرح میں ایسے جھوٹ کو مباح کیا گیا۔ افسوس! کہ مختصر ہمتوں اور کوتاہ نظروں نے یہ تصور کر لیا۔ کہ یہ کلمات زبان سے کہنے سے راست اور پورے ہو جاتے ہیں۔

سن! کہ یہ کلمات ارباب بصائر کے نزدیک ذوق رکھتے ہیں۔ اور وہ کس طرح کہتے ہیں۔ اے عزیز! تمہیں معلوم ہے کہ تجھ کو لا الٰہ الا اللہ کا کیا مزہ حاصل ہے۔ ایسی کوئی کوشش کہ لا الٰہ سے گزر کر تو حقیقت الا اللہ میں پہنچے۔ اور وہاں امن پائے۔ اور امن رہے۔ **لا اله الا الله حضی میں دخله امن من عذابی۔**

اے عزیز! جب نقطہ کبریاء اللہ نے ذات احدیت سے دار ازل وابد میں قدم رکھا۔ تو سب چیزوں سے پہلے صحرائے صفات کو عالم ذات میں بچھایا۔ اور یہ صحرائے صفات **وما ارسلنك الا رحمة للعالمين** ہے۔ یا جلال وان **عليك نعمتى الىٰ يوم الدين** ہے۔ (یعنی یا باغ یا جنگل خاردار ہے) اے عزیز! تمہیں معلوم نہیں کہ جوش وجنون میں کیا منہ سے نکل رہا ہے؟ سن! لا الٰہ عالم عبودیت اور فطرت ہے۔ اور الا اللہ عالم الٰہیت اور ولایت عزت۔ کاش! کہ سالکوں کی روشن دور لا الٰہ میں ہو کہ **خلق الخلق فى الظلمه** اور جب دور الا اللہ میں پہنچیں۔ تو دائرہ اللہ میں آویں ثم رش علیھم من نورہ ان سے باتیں کرے۔ لا دائرہ نفی ہے۔ اوّل قدم اس دائرہ میں رکھنا چاہئے۔ لیکن اس میں ٹھہرنا نہیں

Marfat.com

چاہئے۔ کیونکہ اگر سالک میں رہ گیا اور اس مقام میں ساکن اور متوقف ہو گیا۔ تو زنار اور شرک میں جا پڑا۔ الا اللہ کی کچھ خبر اس کو نہ ہو گی۔ ہزارہا ساکان اور طالبان الا اللہ کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ جب وہ دائرہ نفی لا میں بطمع گوہر الا اللہ قدم رکھتے ہیں۔ اور بادیہ مادون اللہ کو طے کرتے ہیں۔ تو پاسبان حضرت الا اللہ کو ان کے آگے جانے سے روک لیتا ہے۔ سرگردان اور حیران رہ جاتے ہیں۔ کچھ خبر ہے، کہ وہ پاسبان حضرت الا اللہ کون ہیں۔ غلام صفت قہر ہے۔ جو الف قد ہے۔ یعنی ابلیس ہے۔ یعنی سالکوں کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ اور ان کو آگے جانے سے روک لیتا ہے۔ وہ بیچارے عالم نفی میں رہ جاتے ہیں۔ افرایت من التخذ الہ ھواہ کے یہی معنی ہیں۔ کیا یہ رباعی نہیں سنی؟

رباعی

گر آب زنی بدیدہ آں میزان را
روبی بمژہ درگہ آں سلطان را
صد جان آری برشوت آں دربان را
گویند کہ خطرہ نہ نباشد ایں جاجان را

افسوس! کہ یہ تجھ کو معلوم نہیں ہے۔ کہ دائرہ لا میں کس قدر خطرہ ہے۔ ایک عالم کو اسی دائرہ میں روکا جاتا ہے۔ ہزاروں کی جان اسی میں جاتی ہے۔ جان یہ ہے کہ الا اللہ میں پہنچیں جب کشش وجذبہ اس طرف سے آتا ہے۔ تب اس قید سے طالب کو چھڑاتا ہے۔ اور ان جندنا لھم الغالبون مددگار رہتا ہے۔ تو قیع نصر من اللہ و فتح قریب اس کو دیتے ہیں۔

Marfat.com

رباعی

فگندہ دلم رخت بمنزل گاہے
کاندجابر بصد دلیل از راہے
چوں من دو ہزار عاشق اندر ماہے
ے کشتہ شود کہ بر نیاید آہے

دریغا کہ پھر سالک مخلص کو اس مقام پر پہنچاتے ہیں۔ جہاں نور محمد رسول اللہ ﷺ اس پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس نور میں سالک جانتا ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ کیا ہے۔ عرف نفس محمد ﷺ اس کو حاصل ہوتا ہے۔ عرف ربہ نقد وقت اس کا ہو جاتا ہے۔ کاش! اگر نور محمد رسول اللہ ﷺ الا اللہ سے مقرون اور متصیل ہو۔ تو اس وقت معلوم ہو کہ محمد مصطفی ﷺ یہ کیوں فرماتے تھے۔ اعوذ بك من الشرك و الشك۔

افسوس! کہ تجھ کو یہ خبر نہیں ہے کہ یہ شرک کیا ہے۔ بے شک نور اللہ ہے۔ پردۂ نور محمد رسول اللہ ﷺ میں دیکھتا ہے۔ یعنی خدا کو آئین جمال محمد رسول اللہ ﷺ میں دیکھتا ہے۔ آئینہ رأیت ربی لیلة المعراج فی احسن صورته مگر مبتدی کا یہ حال ہے۔ کہ وہ خدا کو سوائے پردہ محمد رسول اللہ ﷺ کے اور کسی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ جب منتہی ہو جاتا ہے۔ تو نور محمد ﷺ درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔ وجهت وجهی نقد وقت اس کا ہو جاتا ہے۔ لا تعبد الا ایاہ مخلصین۔ اس کا قبلہ اخلاص ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نور رسول اللہ ﷺ نور اللہ میں وہ متلاشی دیکھتا ہے۔ دریغا اگرچہ تو فہم نہیں کر سکے گا۔ مگر ہم بیان کرتے ہیں کہ سالک منتہی کے دو مقام

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ اول نور لا الٰہ الا اللہ پردہ نور محمد رسول اللہ ﷺ میں ایسا دیکھتا ہے۔ جیسے نور ماہتاب کا آفتاب میں دوسرا مقام یہ ہے کہ نور محمد ﷺ رسول اللہ کو نور اللہ میں ایسا دیکھتا ہے۔ جیسے نور کواکب کا نور آفتاب میں۔ افسوس! کہ لا الٰہ الا اللہ کے حروف ہی کہتا ہے یا سنتا ہے۔ اور بایزید رحمۃ اللہ علیہ اس کہنے سے توبہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح کہتے ہیں کہ **توبة الناس من ذنوبهم و نوبتی من قول لا اله الا الله** ۔افسوس! کہ تجھ کو یہ خبر نہیں ہے۔ لا الٰہ الا اللہ سے کیوں توبہ کرتے ہیں۔ سن رسول اللہ ﷺ نے اسی مقام پر فرمایا کہ **افضل ما قلة اناد النبيون من قبلى لا اله الا الله** کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ پیغمبر اور اولیاؤں کا یہی گفتار زبان تھی۔ یا گفتار دل۔ نہیں نہیں۔ اولیاء اور انبیاء کا لا الٰہ الا اللہ کہنا اور ہے اور لا الٰہ الا اللہ جاننا اور لا الٰہ الا اللہ ہونا اور قسم ہے۔ عزت خدا کی کہ اگر جمال لا الٰہ الا اللہ ذرہ بھر بھی ملک اور ملکوت میں چمکے۔ قسم ہے جلال لا یزال اور قدر لم یزل کی کہ سب نیست و نابود ہو جاویں۔ کاش! کہ تو لا الٰہ الا اللہ کا راہ رو ہو۔ پھر تو لا الٰہ الا اللہ کو دیکھے گا۔ جو تیرے نصیب عین ہو جائے گا۔ پھر لا الٰہ الا اللہ ہو جائے گا۔ **اولـئك هم المومنون حقاً** جو مومن اس وقت ہوگا۔ جب اس مقام پر پہنچے گا۔ دریغا کہ وقت ہو کہ جذبہ جمال اللہ ہو آئے اور دائرہ لا سے تجھے باہر نکالے۔ اور منزل مقصود پر پہنچائے۔ انتہیٰ کلام حضرت عین القضات ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ۔

غور کا مقام ہے۔ کہ مسلمان حقیقی یہ لوگ ہیں۔ جو اس مقام پر پہنچ گئے۔ اور تو نرے نام کے مسلمان ہیں۔ اور بس۔ حافظ علیہ الرحمۃ:

گر مسلمانی ہمیں است کہ حافظ وارد
آہ گر ز پے امروز شود فردائے

Marfat.com

اے دوستو! جب مسلمانی اس مقام پر حاصل ہوتی ہے۔ تو میں:

چند بر خود تہمت دین مسلمانی نہم

اسی حال میں بزرگان دین فرماتے ہیں۔ بابا حافظ شدی۔ ملا شدی ولیکن مسلمان نشدی۔ بے شک مسلمانی دور ہے۔ آہ- آہ- آہ-

کے باشدو کے لباس ہستی شدہ شق
تابان گشتہ جمال وجہہ مطلق
دل در سطوات نوراو مستہلک
جاں در غلبات شوق او مستغرق

اور پہلا کام لا الٰہ الا اللہ کا ختم ہوا۔

رباعی ایضاً

یا رب برہانیم ز حرمان چہ شود
راہے دہیم بکوے عرفان چہ شود
بس گبر کہ از کرم مسلماں کردی
یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود

واضح رہے کہ بعض صوفیاء کرام کی اصطلاح میں طالب حق کو جب تک فنا فی اللہ نہیں ہوتا۔ توحید حقیقی اس کا حال نہیں ہوتا۔ گبر و مجوس کہتے ہیں۔ جو نور ظلمت دو کا قائل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی نور حق اور ظلمت وجود خود ملاحظہ کرتا ہے۔ اور اس کا قائل ہوتا ہے۔ اور ترسا بھی کہتے ہیں۔ کہ تثلیث طلب طالب مطلوب عشق عاشق ومعشوق، ذکر ذاکر مذکور کا قائل ہوتا ہے۔ (دیکھو شرح دیوان حافظ من تصنیف

Marfat.com

حضرت قطب الاقطاب حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ العزیز)

دوسرا کام محمد رسول اللہ (ﷺ)

یہ کام محمد رسول اللہ (ﷺ) بھی پہلے کام لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ ہی کیا جاتا ہے۔ اس کے تین رکن ہیں۔

(۱) پہلے قول محمد رسول اللہ ﷺ۔

(۲) دوسرے عقیدہ محمد رسول اللہ ﷺ۔

(۳) تیسرے عمل محمد رسول اللہ ﷺ۔

اور یہ تینوں رکن لازم وملزوم ہیں۔ کہ بدون ایک کے دوسرا پورا نہیں ہوتا۔ اگر ایک رکن بھی ان میں ناقص رہے۔ تو صوفی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور کچھ ہونے کی سند نہیں ہے۔

قول محمد رسول اللہ (ﷺ) کا بیان

قول محمد رسول اللہ ﷺ ایسا پیارا ہے کہ اس پر عاشقوں کی جان قربان ہے۔ اور زبان سے محمد رسول اللہ ﷺ کہنا ان کا جی جان ہے۔ یہاں ایک عاشق کا قول ہے کہ:

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی

عقیدۂ محمد رسول اللہ (ﷺ) کا بیان

عقیدہ محمد رسول اللہ کا یہ ہے کہ اوّل ہیولائے عالم حقیقت محمدی ﷺ کو جانے۔ یعنی عالم کو نور محمدی ﷺ کا ظہور مانے اور اس کلام پاک کو سچ جانے۔ کہ اوّل ماخلق اللہ نوری و کلھم من نوری پس جیسے توحید الٰہی ہے۔ ایسے ہی توحید محمدی ﷺ ہے۔ پس اس مقام پر ایک ادب ہے۔ ہر چند کہ شریف اور خسیس سب چیزیں نور محمدی ﷺ کا ظہور ہیں۔ اور خست محض ایک امر نسبتی ہے۔ مگر تاہم خسیس چیز کی نسبت اس نور پاک کی طرف نہ کرے۔ چنانچہ اس بارے میں ایک حکایت مشہور ہے۔

حکایت

ایک روز ایک ناواقف نے ایک خسیس چیز کو دیکھ کر کہا۔ یہ بھی نور محمدی ﷺ ہے۔ مرشد نے اس کے کان کھینچے اور کہا کہ گو کہ فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ مگر خبر دار خبردار! ایسا کہنا سراسر بے ادبی ہے۔

دوسرے جسم مطہر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اصل الاجسام اور روح منور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو روح الارواح جاننا اور اس پر بالاطمینان یقین کرنا ہے۔ اگر اس میں کچھ شبہ رہا۔ تو مشرب صوفی سے دور ہوا۔ اس مقام پر جو کچھ رمز العشق اور اس کی شرح اردو میں لکھی گئی ہے۔ وہ ہدیہ احباب کیا جاتا ہے۔

۳۱ حضرت احمد اصل الاصل جاں

نور سے جن کے ہوا سب کچھ عیاں

Marfat.com

۳۲ گر نہ ہوتا حضرت نور و وجود
جلوہ گر اس آئینہ میں اے ودود

۳۳ کوئی بھی ظاہر نہ ہوتا بالیقین
وہ ہی مرئی وہ ہی ناظر ہر کہیں

۳۴ ذات احدی اور جمیع الشان ہے
جیسا تھا ویسا ہی وہ ہر آن ہے

۳۵ ازلی و ابدی ہے وہ نور قدیم
وہی احمد ہے بلا میم اے فہیم

یعنی تمام کائنات کی بنیاد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔تمام اشیاء نے جو خلعت ظہور پہنا ہے۔اور تاج سر پر رکھا ہے۔وہ ابر فیضان محمدی ﷺ کے ترشحات کا ثمرہ اور دست دربار حضرت ممدوح کی سخاوت کا نتیجہ ہے۔اگر وجود حقیقی اور چہرہ محبوب ازلی اس آئینہ حقیقت احمدی میں ظاہر نہ ہوتا۔تو تختہ ہستی پر کوئی نقطہ ظاہر اور کوئی مظہر کتم عدم سے صفحہ بروز پر جلوہ گر نہ ہوتا۔اور اگرچہ دیکھنے والا اور دیکھا۔وہی حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے مگر بدون اس کے دیکھنے کے کہ اس نے اپنے تئیں اپنے میں جو معتبر بمظہر کامل اور حقیقت احمدی سے دیکھا۔دیکھنا اس کا اپنے تئیں لباس مظاہر دیگر میں صورت پذیر نہ ہوتا۔اور متجلی ہونا اس کا اضافت اصناف مختلفہ میں بے ظہور حقیت جامہ احمدیہ کے اصلا امکان نہ رکھتا۔وہ ذات ایسی ہے۔کہ ابدی ہے۔اور تمامی قیود عینی اور عیانی سے منزہ اور جمیع شیونات اور کوئی کی حامی ہے۔اور صفت ظہور سے جو متصف ہوئی ہے۔تو کوئی خلل اس کی تنزیہ اور غیبت میں نہیں آیا۔بلکہ جیسے کہ ازل ازال میں منزہ اور مقدس تھی۔ویسے ہی ابدالاباد میں رہے گی۔کیونکہ وہ نور

Marfat.com

قدیم کہ ابتداء اور انتہا کے لئے احاطہ اس کا برابر ہے۔ اور جو اس حضرت میں حقیت الحقائق سے معتبر اور متجلی اور نمودار ہو کر تعین احمدی ﷺ میں متعین ہوا ہے۔ باسقاط اس شخص کے اسی طور پر اپنی ظرافت پر اور اطلاق ہے۔ جیسے پہلے تھا۔ مثال اس کی لفظ احمد ہے۔ کہ حقیقت اس نام مبارک میں متعین ہوئی ہے۔ اور درمیان سے حرف میم کے رفع ہونے سے احدرہ جاتا ہے۔ جو کلی بذات صرف ہے۔

۷۲ پہلے ہی سر خدا ظاہر ہوا
کوئی بھی اس سے نہیں باہر ہوا

۷۳ وہی مخزن سارے سروں کا ہے
وہی معدن سارے انواروں کا ہے

۷۴ جامع و مطلق ہے اور سر قدم
یعنی وہ نور محمد ﷺ

۷۵ ہے قلم اعلیٰ اسی کا پھر خطاب
جان اس حضرت کو پھر ام الکتاب

۷۶ پہلے خلق اللہ پڑھ نوری کلام
اس سے ہی ظاہر ہوا عالم تمام

۷۷ جتنی روحیں ہیں خواص عام کی
نور احمد سے ہوئیں ظاہر سبھی

۷۸ یعنی کیا کرّ وبی و جبر دتیاں
اور کیا ملکوتی و ناسوتیاں

Marfat.com

۷۹ سب کا ہے نور محمد ﷺ سے ظہور
ہے وہی اعیان اور اکواں میں نور

۸۰ علم میں وہ نور ہے اعیاں کا عین
عین میں وہ نور ہے اکواں کا عین

۸۱ سارے عالم میں وہی ظاہر ہوا
بس وہی اوّل وہی آخر ہوا

یعنی سب اشیاء سے پہلے عالم امر میں سرایزدی میں روح الروح میں کہ سب کی جامع ہے۔ اور کوئی اس چیز سے باہر نہیں ہے۔ ظہور فرمایا ہے۔ اور تمام مکنونات ذاتی نے اس آئینہ میں کماہی انعکاس پایا ہے۔ تمام رازہائے مخفیہ عالم ارواح کے سراسر حقیقت اس کی پوشیدہ اور مبطون ہے۔ یہی روح مخزن ہے۔ سب اسی سے نکلے ہیں۔ آفتاب حیقت کے سارے انوار لامعہ کی یہی کان ہے کہ سب اس میں چمکتے ہیں۔ وہ روح جو تمامی ارواح کی جامع ہے۔ قیود سے مطلق اور نور محمد ﷺ سے منیر ہے۔ اسی روح مطلق کو بسبب اس کے کہ وہ اوّل مظاہر کونیہ ہے۔ اور ظہور مکنونات ذاتیہ کا اس میں بروجہ اجمال ہے۔ قلم اعلیٰ اور ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔ جیسے قلم میں حروف مبطونہ ذوات کا ظہور مجمل اور بالقوہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی اس میں ہے اس لیے اس کو قلم اعلیٰ کہتے ہیں۔ پس پہلے سب سے ارادہ ازل سے جس کے پیدا کرنے سے متعلق ہوا۔ وہ نور پرسرورِ حضرت سرور کائنات ﷺ ہے۔ اور پھر جو چیزیں حق سبحانہ و تعالیٰ نے پیدا کرنی شروع کیں۔ اور وجود میں لایا۔ اور نور محمدی ﷺ سے پیدا کیں۔ اور ظہور میں لایا۔ تمامی ارواح خاصان مخلوقات نے جیسے انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ علیین اور بعض جنات اور جمیع ارواح عاماں مخلوقات

نے جیسے اناس اور جنہ وغیرہ ہیں۔ بلکہ تمام ارواح کروبیان و جبروتیاں اور ملکوتیاں اور ناسوتیاں نے اس نور مطلق سے خلعت وجود پہنا اور جیسا کہ چاہئے لباس ظہور سے ملبوس ہوئی۔ سب چیزیں کیا مرتبہ علم میں اور کیا مرتبہ عین میں اسی سے ظاہر ہوئی ہیں۔ انشاء اوّل میں یعنی عین الاعیان ہے۔ اور انشاء ثانی میں یعنی عین میں ان کی ذوات کا عین ہے۔ اور چونکہ یہ تفصیل جو احاطۂ احمدی ﷺ کی مذکور ہوئی۔ کافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی جزئیات کا ادراک عقل اور وہم سے باہر ہے۔

پس فی الحقیقت یہ بات ہے کہ آدھی وہی ہے۔ جو ہر جا ظاہر ہے۔ اور تمام بواطن ظلمات اس سے روشن ہیں۔ وہی اوّل ہے کہ اس کی اوّلیت کی ہدایت نہیں۔ اور وہی آخر ہے کہ اس کی آخریت کی نہایت نہیں۔ اور جو کچھ عالم میں ظاہر ہوا ہے۔

۹۹ اس کی ہے قلب محمد اصل و جان
ہے نہ مطلق اور مقید اس کی شان

۱۰۰ ہے وہی پھر ہے وہی پھر ہے وہی
اے پریشاں حال ہے کس جادوئی

۱۰۱ پس وہی صورت ہے معنی ہے وہی
ہے وہی اسم اور مسمی ہے وہی

۱۰۲ ہے وہی اصل مثال اے خوشخصال
کون ہے بے نظیر و بے مثال

یعنی اصل اور منشاء مثال قلب نبوی ﷺ ہے۔ اور انصاف اس کا اطلاق اور تقید سے صورت پذیر نہیں ہے۔ کیونکہ عدم تقید تو خود بھی ظاہر ہے۔ اور عدم اطلاق یا اس سبب سے ہے۔ کہ وہ اطلاق سے مبرا ہے۔ یا اس حیثیت سے کہ اس کو مطلق نہ

Marfat.com

کہنا چاہئے۔ کیونکہ وہ مجلی وحدت ہے۔ اور تعین اور تقید وجود کو جو حقیقت احمدی ﷺ میں ؛ وحدت کہتے ہیں۔ پس مظہر مقید مطلق کس طرح ہو۔ اور مقید کہنا بھی جائز نہیں۔ کیونکہ ظاہر اس کا روح مطلق ہے۔ اور مظہریت مطلق اطلاقی کو چاہتی ہے۔ پس ناچار بین بین ہوگا۔ یعنی نہ مطلق ہوگا نہ مقید۔ یعنی برزخ ہوگا۔ جس کا رخ دونوں جانب راس آئے۔ وہی تمام مشاہدہ میں دیکھا گیا۔ اور پہچانا گیا ہے۔ اور وہی ہے۔ جو صورت میں صورت متصور اور معنی ہیں۔ معنی ہے۔ اور وہی ہے۔ جو صفت اسم میں موصوف اور ذات مسمی میں مشہود ہے۔ وہی تمام مثالوں کی کیا وہ مطلق ہیں۔ کیا مقید کیا عروجی ہیں۔ کیا نزولی اصل ہے۔ اور مرتبہ خارج میں کوئی اس کا مانند نہیں ہے۔ جس سے اس کی تعبیر کی جائے۔ اور کوئی مثال اس کی نہیں ہے۔ جس سے اس کو تشبیہ دی جاوے۔ اور عالم اجسام میں۔

۱۱۰ جان لو اجسام کی اصل الاصول
جسم اطہر حضرت احمد رسول ﷺ

۱۱۱ جامع مطلق وہ نور النور ہے
ہے وہی ظاہر وہی مستور ہے

۱۱۲ اور ہر عالم میں وہ موجود ہے
نیز ہر مشہد میں وہ مشہود ہے

۱۱۳ پس وہی باطن وہی مضمر ہوا
اور وہی ظاہر وہی مظہر ہوا

یعنی اصل اور منشاء عالم اجسام کی جسم مبارک محمدی ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

چار عنصروں کو جوف فلک قمر میں جو کردی ہے۔ بصورت کردی ہوتا ہے۔ اور ان چاروں میں ہر ایک کیلئے ایک ایک مرکز ہے۔ کہ قرار اس عنصر کا اس پر ہے۔ پس! جب کہ ذات نبوی ہر مشہد الٰہیات اور حدیثات اور مجردات اور مرکبات میں اصل سب کی ہے۔ تو لابد عناصر کا مرکز بھی ہوگی۔ اور جسم شریف چاروں عناصر سے مرکب ہے۔ اصل تمام اجسام مرکبہ اور بسیطہ کا ہوگا۔ اور وہ جسم مطلق جامع اور تمام اجسام کا اور نور تمام انوار کا ہے۔ اور اس کا کمال ظہور اس کے خفا کا باعث ہے۔ اور ہر عالم میں جو وجود ذہنی یا خارجی سے متصف ہے۔ وہ موجود ہے۔ اور حضرت میں جو انصاف اور ادراک حقیقی سے بالاتر ہے۔ مشہور ہے۔ پس مراتب غیبی میں وہی مسمّٰی بہ باطن ہے۔ اور حقیقت میں وہی مسمّٰی بہ ظاہر ہے۔ بلکہ خارج میں اس کو مظاہر کہا جاتا ہے۔ اور حقیقت میں وہی ظاہر کہنے میں آتا ہے۔ اسی مقام پر حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ کا یہ کلام ہے۔ (دیکھو صفحہ ۴۶۷ کتاب ہذا)

احد کولوں احمد ﷺ ہویا وچوں میم نکالی اویار
درمعانی دی دھوم مچی ہے نیناں توں گھنڈ اٹھالی اویار

پیارا پہن پوشاکاں آیا آدم اپنا نام دھرایا
احد تے بن احمد ﷺ آیا نبیاں دا سردار
ہن میں لکھیا سوہنا یار
جس دے حسن دا گرم بازار

احد احد دا گیت سنایا انا احمد ﷺ ہوں پھر فرمایا
پردے وچہ اک میم رکھایا اتے نام رسول دھرائیونی
سیو ہن میں ساجن پائیونی

Marfat.com

پرگٹ و کر نور سدائیو　　احمد ﷺ توں موجود کرائیو

نابودوں کر بود وکھائیو　　فنفخت فیہ سنایوئی

سیوہن میں ساجن پائیوئی

احد احمد وچہ فرق نہ کوئی

رتی اک بھیت مروڑی دا

اور جو اس مروڑی کے بھیت کو سمجھا۔ وہی صوفی کامل ہوا۔ جو نہ سمجھا۔ وہ ناقص رہا۔

Marfat.com

بیان عمل محمد رسول اللہ (ﷺ)

عمل محمد ﷺ رسول اللہ شریعت محمدی ﷺ پر قائم ہونا ہے۔ یعنی حفظ مراتب رکھنا ہے۔ مگر ہر ایک کو بہت ہی مشکلات اس میں پیش آتی ہیں۔ اور کسی اچھے سعادت مند ازلی سے یہ کام پورا ہوتا ہے۔ حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:

کوئی ورلی پار لنگھیندی ہے

عاشق نو گرفتار کے لئے یہ تو بہت مشکل ہے کہ:

نظر بر حقیقت تو لا الٰہ الا اللہ

اور نظر بر مراتب محمد رسول اللہ

خدا کے ساتھ دیوانگی رسول ﷺ اللہ کے ساتھ ہوشیاری۔ لیکچرار عشق یہ لیکچر دے رہا ہے اے عشق۔

با خدا دیوانہ و با مصطفیٰ ہوشیار باش

سچ ہے۔

بیت

بر کف جام شریعت بر کف سندان عشق

ہر ہوس نا کے نداند جام و سندان باختن

اور زاہد کے لئے یہ مشکل ہے کہ اس کو عشق کی چاٹ نہیں۔ نفس اور شیطان

Marfat.com

اس کے مخالف ہر امر شرعی اس پر پہاڑ کے برابر بھاری ہے۔ اس لئے صوفیاء کرام قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہیں: (دیکھو مکتوبات قدوسیہ مطبوعہ ۱۸۱ صفحہ)

رباعی

مارا نہ مرید و ردخوان مے باید
نے زاہد و نے حافظ قرآن مے باید
صاحب در سوختہ مے باید
آتش زدۂ خان مان مے باید

اور ان الاشغال بالعلوم الشرعیہ و تلاوت القرآن امور حسنہ و لیکن شان الطالب شان آخر اور عالم ظاہری کے لئے یہ مشکل کہ عقل جزوی و عزیزی کو اس نے اپنا رہبر بنا رکھا ہے، ہر امر شرعی کی دلیل مانگے۔ اپنی رائے ناقص سے اس میں حجت نکالے۔ شبہات پر شبہات پیدا ہوں گے۔ اس لئے کہ اپنی سمجھ ناقص سے ان کو سمجھنا چاہئے۔ اگر ایک بات سمجھ میں آ گئی ہو اور دوسری نہ آئی ہو۔ بھلا کہاں عقل لنگڑی خچری اور کہاں عرش حقیقت۔ عالم ظاہری اس لنگڑی پر سوار۔ یہاں نہ گرا۔ وہاں گرا۔ بات یہ ہے کہ چونکہ کلام محمد رسول اللہ ﷺ حفظ مراتب کو کہتے ہیں۔ اور حفظ مراتب اس وقت کما حقہ ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہر مرتبہ کا حکم اور اثر حقیقی معلوم ہو ہمارے علم کے آلات یا تو حواس اور تجربہ ہیں۔ یا وہ قوت جوان سے نتائج نکالتی ہے۔ جس کو عقل عزیزی یا قیاس کہتے ہیں۔ اور ہر مرتبہ کے احکام اور آثار کا یہ حال ہے کہ بے حد و بے انتہا ہے۔ ان میں کوئی مخفی ہے۔ کوئی ظاہر۔ جو امر عقل سے مخفی ہے وہ سر جیسے عقل کی حقیقت روح کی حقیقت خود عقل سے مخفی ہے۔ اور اسرار میں

داخل ہے۔ ہر کہ بخود جاہل بغیر اجہل۔

پس حقیقت ہر امر اور ہر شے کی دریافت کرنے میں عقل جاہل ہے۔ اور عرش حقیقت اشیاء تو بہت دور ہے۔ یہ لنگڑی خچری ایک اونچے ٹیلے آثار مخفیہ اشیاء تک کو پہنچ ہی نہیں سکتی۔ دیکھو! بجلی جب تک ہر شے سے ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ اور اس نے اپنے تماشے نہیں دکھائے تھے۔ نہیں جانتے تھے کہ ہر شے میں بجلی ہے۔ اور اب نہیں جانتے کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ اور اس کے خواص اور آثار سے اس کے وجود کا اثبات کرتی ہے۔ پہلے ہی پہلے اس کا تماشا جذب کا کانچ کی سلاخ دیکھ کر عقل عزیزی بہت متعجب ہوئی۔ اور چونکہ یہ تماشا کہربا میں اس سے پہلے دیکھا تھا۔ اس وقت اس کا نام کہربائی رکھ لیا۔ اور اس کا نام کہربائی رکھ لیا۔ اور اس وقت چونکہ کہربائی کے بہت سے خواص اور آثار مخفی تھے۔ کوئی مناسبت یا مشابہت اس کی اثر بجلی کے آثار میں نہ تھی۔ میاں قیاس بھی لنگڑے تھے۔ اس لئے اس کا نام بجلی بھی نہ رکھ سکے۔

ہاں! جب اس کے آثار مخفیہ یعنی چمکنے، کڑکنے، آگ لگانے کے ظاہر ہوئے۔ تو پھر اس کا نام بجلی رکھ لیا۔ کیا کہتے ہیں؟ ایسی لنگڑی کے جو ٹھوکریں کھاتی چلتی ہے۔ اور پھر عرش حقیقت پر پہنچنے کا دم بھرے۔

پس میاں! لنگڑی کے سوار کو خواہ کتنی ہی بڑی مشکل ہو۔ وہ اس کو ہانکتے ہیں۔ وہ ٹھوکریں کھاتی چلتی ہے۔ یہاں نہ گرے وہاں گرے۔ اسواران تیز رفتار پاس سے گزر گئے۔ اور وہ دیکھتے ہی رہ گئے۔

اس مشکل سے وہی صاحب نکلتے ہیں۔ جو لنگڑی کے اوپر سے کودا۔ اشہب بادیا تیز رفتار روز دو بصیرت کو بقیمت ترک لذات جسمانی، مخالفات خواہشات نفسانی، بیعت ہستی موہومی میں عالم غیب سے خریدتے ہیں۔ اور اس پر سوار ہو کر باتباع شہسواران

Marfat.com

میدان حقیقت عرش حقیقت پر پہنچتے ہیں۔ معراج معنوی سے سرفراز ہوتے ہیں۔
ہائے! اس کا کیا حال ہے؟ جس کے پاس نہ لنگڑی خچری ہو۔ نہ اشہب تیز رفتار۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ

تو دستگیر شو اے خضر پے خجتہ کہ من
پیادہ میروم و ہمراہاں سوار انند

ضابطہ عشاق

یہاں یہ بات معلوم رہے کہ حفظ مراتب میں عاشقوں کا ایک ضابطہ ہے کہ جب تک کمال عشق کو نہیں پہنچتے۔ فنا فی اللہ معشوق نہیں ہوتے۔ اس کے جلال سے بچتے ہیں۔ اور جمال کو چاہتے ہیں۔ اگر تجلی جلالی ان پر ہوتی ہے۔ تو تجلی جمالی کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور یوں کہتے ہیں کہ **اعوذ بك من جلالك و بجمالك** اور فنا فی المعشوق ہو گئے۔ تب جمال میں عین جمال ہو گیا۔ اور جمال میں عین جلال
(دیکھو شرق)

دوہرا نمبر ۱۸۷

پوتھی لا الٰہ الا اللہ

جب ہو روپ کرودھ کا نچ اس سے انجان
روپ سبھاؤ کا توڑنا نچ اس سے اگیان

جب کرودھ کا روپ ہو۔ یعنی تجلی جلالی ہو۔ اس سے اے ناقص اور ناواقف

اور انجان تجھ کو بچنا چاہئے۔ کیونکہ روپ کا سبھاؤ توڑنا مورکھتا یعنی بیوقوفی اور اگیان یعنی نادانی ہے۔ نفحات الانس میں لکھا ہے۔ کہ حضرت شیخ عبداللہ بلیانی قدس سرہ کا ایک مرید پہاڑوں میں عبادت کرتا تھا۔ ایک روز سانپ اس کے پاس سے نکل آیا۔ اس نے سانپ پر ہاتھ ڈالا۔ سانپ نے ڈنگ مارا زہر اس کا چڑھ گیا۔ جب مرنے کے قریب ہوا۔ حضرت شیخ کو اس کی اطلاع ملی۔ آپ نے بلایا اور سرزنش کر کے فرمایا۔ تو نے سانپ کو کس لئے پکڑا۔ اس نے کہا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ہے۔ میں نے اس کو غیر خدا نہیں سمجھا۔ فرمایا کہ جب تو نے اس کو صورت قہر اور جلال میں دیکھا تھا۔ تو بچنا چاہئے تھا۔ پھر آپ نے اس پر پھونکا اور دم کیا۔ اسی وقت زہر اتر گیا۔ اس سے بہ تحقیق ثابت ہو گیا۔ کہ سالک کو تجلی جلالی سے بچنا لازمات سے ہے۔ اس لئے کہ اس کو ابھی اس کی تمیز نہیں۔ اس کی نظر بحال ظاہر ہے۔ پس اوّل ان تجلیات جو ظاہراً جلالی ہیں۔ جیسے آگ، سانپ شیر وغیرہ سے بچنا ضروری ہے۔ کہ حفظ مراتب اس میں یہی ہے۔ کہ اس سے بچے۔ اور بعضے تجلیات ایسے ہیں۔ جو ظاہراً جلالی ہیں۔ جو اس کو صورت جمال میں معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی بحال ظاہر اس کو تجلی جلالی معلوم نہیں ہوتی۔ مگر دراصل نور تجلی جلالی ہے۔ اس کی تمیز کے لئے ایک پتہ کی بات کہوں۔ ذرا کان لگا کر سنو! اور غور کرو! جن جن امور سے شرعاً ممنوع کیا گیا ہے۔ اور اس سے بچنے کا امر کیا گیا ہے۔ ان سب تجلیات جلالیہ خفیہ ہیں۔ اس کو معلوم نہیں ہوتیں۔ اسی وجہ سے شرع میں ان سے بچنے کا حکم آیا۔ اور سالک کو ان سے بچنا چاہئے۔ ان تجلیات جلالیہ کی بالطبع خاصیت یہ ہے کہ کمال روح انسانی کو فنا کرتی ہے۔

(دیکھو لمعہ اکیسواں لمعات حضرت فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

مثلاً اگرچہ بچشم ظاہر رنگ اور صورت تجلی اجمالی معلوم ہوتی ہے۔ مگر دراصل روح انسان کیلئے وہ ایک تجلی جلالی خفی ہے۔ جو کمال روح انسانی کا زوال کرتی ہے۔ پس اس سے بچنا ضروریات سے ہوا۔ اور شرع شریف ہم پر ایک موجب رحمت ہوئی۔ جس نے اس تجلی جلالی کو جو خفی تھی۔ اور جس کو ہمارا حال ظاہر معلوم نہیں۔ کرتا تھا۔ اور جو موجب زوال کمال روح انسانی بیماری کا تھا۔ صورت نہی میں بتا دیا۔ یہاں بھی ظاہر ہوا کہ تجلیات جلالیہ دو قسم کی ہیں۔ ایک تجلیات جلالیہ ظاہرہ جو حواس سے معلوم ہوتی ہیں۔ جیسے آگ اور شیر وغیرہ ہیں۔ جن سے جسم کی فنا ہوتی ہے۔ دوسرے تجلیات جلالیہ خفیہ جو حواس سے معلوم نہیں ہوتی ہیں۔ اور جن کو شرع شریف نے صورت نہی سے بتا دیا ہے۔ اور جن سے کمال روح انسانی کا زوال ہوتا ہے۔ تجلیات جلال خفیہ سے ہر حالت میں بچنا لازم ہے۔ الا تجلیات جلال ظاہرہ اسی وقت تک اپنا اثر دکھاتی ہے۔ جب تک کہ سالک فنا فی اللہ نہیں ہوتا۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ طالب فنا فی اللہ ہو گیا۔ اور اس کا پہلا کام لا الٰہ الا اللہ ختم ہو گیا۔ تو پھر بھی کام محمد رسول اللہ کرنا پڑتا ہے۔ یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس وقت یہ کام بطریق ادنیٰ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ پھر دو حال ہوتے ہیں۔ کبھی ہوش ہوتی ہے۔ کبھی بے ہوشی۔ اس بے ہوشی کو اصطلاحاً سکر کہتے ہیں۔ اور ہوش کو صحو۔ سکر اس کا علاقہ نہیں ہے۔ حالت صحو میں چونکہ عاشق خلعت بے یسمع و بے یبصر و بے یمشی سے سرفراز ہوتا ہے۔ اس کام کو بطریق ادنیٰ کرتا ہے۔ اور اس کو ایسا حال ہوتا ہے۔ کہ کبھی خلاف شرع کوئی عمل اس سے ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً قبل از عشق اور فنا فی اللہ۔ اگر کوئی بات جھوٹ اس کے منہ سے نکل بھی جاتی تھی۔ تو بعد کمال عشق اور فنا فی المعشوق کے پھر جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ لاکھ من کی زبان ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔اور جھوٹ پر ہرگز ہرگز نہیں اٹھ سکتی۔سمجھو تو سہی۔کون بولتا ہے۔اور اس کی صفات کیا ہیں؟ اور فنائے کلی کے معنی یہی ہیں۔کہ صفات ذمیمہ کی ایسی جڑ کٹ جائے کہ پھر عود نہ کرسکیں۔

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ

دگر سالکے محرمے راز گست
نہ بندد بردے در باز گشت

جب ایک صفت ذمیمہ جاتی ہے۔تو اس کی جگہ دوسری صفت حمیدہ قائم ہو جاتی ہے۔مثلاً جب صفت ذمیمہ کذب کی فنا ہوتی ہے۔تو صفت حمیدہ صادق کی اس کی جگہ آ گئی۔وہ صدیق ہو گیا۔اب جھوٹ کس طرح بول سکے۔ایسی ہی صفت ذمیمہ غفلت کی جب فنا ہو جاتی ہے۔تو صفت حمیدہ آگاہی کی اس کی جگہ قائم ہو جاتی ہے۔پھر کبھی غفلت کو نہیں آنے دیتی۔یہ حال کاملوں کا ہے۔جیسے رشحات میں لکھا ہے۔کہ حضرت شمس الدین محمدی روحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ تیس (۳۰) سال ہوئے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ ایک لحہ غفلت آئے۔اور کچھ قرار ہو۔مگر غفلت نہیں آتی۔پس جس قدر اولیاء کاملیں فنا فی اللہ بقاء اللہ ہوتے ہیں۔وہ سراپا مجسم اخلاق ہو جاتے ہیں۔اور خلعت تخلقوا باخلاق اللہ سے ان سے حالت صحو میں کبھی کوئی فعل خلاف شرع وقوع میں نہیں آتا۔حالت سکر میں وہ معذور ہیں۔کہ اس وقت تجلی کا ظہور ہے۔اور جس کو انکی حالت سکر اور صحو کی تمیز نہیں۔وہ بڑا نادان ہے۔

Marfat.com

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ذکر حضرت بلھے شاہ صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا جاوے۔ کہ عند ذکر الاولیاء تنزیل الرحمۃ (دیکھو نفحات صفحہ ۴۳) یعنی بوقت ذکر اولیاء اللہ رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور اسی پر اس قانون کو ختم کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

ذکر

حضرت بلھے شاہ صاحب قصوری قدس سرہ

آپ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری قدس سرہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ قصور میں سکونت رکھتے تھے۔ بڑے شیخ عابد و زاہد صاحب جذب و سکر عشق و محبت وجد و سماع تھے۔ خوارق اور کرامت آپ سے بہت ظاہر ہوئے

نقل: صاحب نافع السالکین فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ من شاہ سلیمان چشتی تونسوی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت قبلۂ عالم مہاروی قدس سرہ نے ایک روز میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ، ملک حاجی ہانس کے پاس آئے۔ جو حضرت بلھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ تو اس کی عرض پر محفل سماع ہوئی۔ اور کافیاں پڑھی گئیں۔ درویشان صاحب ذوق و شوق رقص میں آئے۔ اور ان پر حال اور وجد طاری ہوا۔ دوسرے دن حاجی ہانس نے نقالوں کو بلا کر کہا کہ ویسی ہی نقل کرو۔ جیسے کہ رات کو درویشوں کی حالت تھی۔ اس بات کی خبر حضرت بلھے شاہ صاحب قدس سرہ کو بھی لوگوں نے کی۔ کہ آپ کی حالت کی نقل حاجی ہانس کراتا ہے۔ اس سے آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور اس رنجیدگی کے باعث تمام مردمان متعلقین حاجی ہانس خراب اور خوار ہوئے۔ فقط:

(دیکھو صفحہ ۱۱۔ نافع السالکین مطبوعہ)

راقم کہتا ہے کہ میں نے یہ مقام دیکھا ہے۔ جس کو ''کبیر'' کہتے ہیں۔ اور پاک پتن شریف کے پاس ہے۔ یہ اجڑا ہوا قصبہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ قصبہ حضرت بلھے شاہ صاحب کی بد دعاء سے ویران ہوا ہے۔ وفات آپ کی ۱۱۷۱ھ مقدس میں ہوئی۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے تاریخ آپ کی یوں لکھی ہے۔

(دیکھو خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۲۰۹)

چو بلھے شاہ شیخ ہر دو عالم
مقام خویش اندر خلد در زید
رقم کن شیخ اکرام ارتحاش
دگر ہادیئے اکبر مست توحید

خاتمہ

الحمد للہ کہ ۱۳۰۹ھ میں اس عروس مہ جبین نے مشاطگی خیال سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بزم عشاق میں جلوہ فرمایا۔ اور اپنے جمال پری تمثال سے ان کو نیم بسمل کی طرح تڑپایا۔ ھو حق کا شور مچایا۔ اور راقم سے یوں فرمایا کہ اے رہتکی! بس کر۔ کہاں تک خیالی پلاؤ پکائے گا۔ لوگوں کو پلاؤ سے حلوے کا مزہ چکھا کر دیوانہ بنائے گا۔ عاشق مزاجوں کی آتش عشق کا نون سینہ میں بھڑکانے کے لئے دل جلوں کے جلانے کے لئے اتنا ہی کافی اور وافی ہے۔ اگر کوئی دوہرا یا کافی رہ گئی ہے۔ تو اس کی شرح کے لئے بھی یہی کافی ہے۔ سرد مزاجوں کے سامنے کتنی ہی آتش عشق بھڑکاؤ وہ مسکوڑا بھی نہیں لیتے۔ کتنی ہی پتے کی بات کہہ کر ان کی چٹکیاں بھرو۔ گدگدی کرو۔ خبر بھی نہیں ہوتی۔ پس

Marfat.com

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

تیرا بھی عجب حال ہے۔خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت ؎

کار کن کار بگذاز از گفتار کاندریں کار کار دار و کار

رباعی جامی

ناکردہ طلسم ہستی خویش خراب
از گنج حقیقت نتواں کشف حجاب
دریاست حقیقت و سراب ست سخن
سیراب نشد کسے ز دریائے سراب

ایضاً

زساخت دل غبار کثرت رفتن
خوشتر کہ بہرزہ در وحدت سفتن
مغرور سخن مشو کہ توحید خدا
واحد دیدن بودنہ واحد گفتن

ایضاً

توحید خلاصہ اے مخترعات
باللہ بہ سخن یافتن از ممتنعات
رو نفی وجود کن کہ درخود یابی
چیز یکہ نیابی از نصوص و لمعات

Marfat.com

الحمدللہ کہ قانون عشق ہر دو حصہ تمام شد

اگر چہ حلوائے پنجاب ہے۔ مگر حلوہ خوردن را روئے باید۔

یعنی جو صاحب استعداد کامل رکھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ حلوا ہے۔ اور جو ناقص الاستعداد ہیں۔ ان کے حق میں زہر ہے۔ اطلاع شرط ہے۔

والسلام۔ رُہتکی

Marfat.com

Marfat.com